
UNIVERSITY OF DELHI

مُکافاتِ عمل

ایک حیرت انگیز جاسوسی ناول کا دلکش ترجمہ

جس کا ہر باب۔ باب کا ہر ایک صفحہ۔ بلکہ ایک ایک سطر جی کو تھراتی ہے

بترجمہ رام فیروز پوری



پیش لفظ

اسرار سراغرسانی کے ناول آپ نے پیشتر بھی پڑھے ہونگے لیکن یہ ان سب میں ایک مخصوص اہمیت رکھتا ہے۔ اس وقت سے لے کر کہ پروفیسر جینز کو ہائٹ لندن کے نامی رئیس و ممبر پارلیمنٹ مسٹر ہارٹنگٹن سے ملنے کے لئے ان کے مکان پر جاتا ہے۔ واقعات اس قدر تیزی کے ساتھ پیش آتے اور اس کی الجھن اس حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بڑھتی ہے۔ کہ پڑھنے والا ایک بار شروع کر کے مصنف کا ساتھ دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ بالکل گویا کوئی نظر نہ آنے والی طاقت اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے ہی آگے کھینچے لئے جاتی ہے۔ اور اس کے بیقرار دل کو تب تک چین نہیں آتا۔ جبتک کہ ناول کے اختتام پر ہر ایک بات واضح ہو جاتی ہے۔ یہی میرے خیال میں کسی جاسوسی ناول کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ جو اس کتاب میں موجود ہے ؎

تیرتھ رام

۳۱۱۔ رام گلی نمبر ۸ لاہور

پبلشرز:-

مکتبہ چاند جموں (کشمیر)

لاہور میں ملنے کا پتہ:-

نیشنل لٹریچر کمپنی - لاہور

زیر اہتمام گیان چند دیوان پرنٹر چاند پریس جموں میں چھپا

باب ۱۰

پُر اسرار اجنبی

اخبار بین حضرات میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو ان واقعات عجیب [illegible]
کے سلسلہ میں جو مدتوں پبلک کی نہ ختم ہونیوالی دلچسپی کا موجب بنے رہے [illegible]
فرانسس مارشنگٹن ممبر پارلیمنٹ کے نام سے ناواقف ہوں۔ بڑے مالدار [illegible]
تھے۔ مگر انہوں نے اپنی تمام تر دولت ممالک غیر میں رہ کر پیدا کی تھی۔
جس کے بعد وہ اپنی زندگی سکون و اطمینان کے ساتھ بسر کرنے کے لیے لندن
آکر رہنے لگے تھے۔ شہر کے فیشن ایبل حصہ میں ایلٹن سکوئر کے اندر ان کا ایک
شاندار رہنے کا مکان تھا۔ اور دوسرا ڈوور کے قریب فیلیچ سینٹ مارگریٹ
کے ساحل پر بے حد پُر فضا اور دلفریب۔ انہی دو مقامات پر رہتے ہوئے
ان کے وقت کا بیشتر حصہ گذرا کرتا تھا۔ عمر پچپن سال کے قریب۔ غیر شادی
شدہ۔ نادر و نایاب کتابیں، تصویریں اور مشرقی ملکوں کی نادر قابل حصول چیزیں
فراہم کرنے کا خاص شوق کرتے تھے۔

۱۹۰۵ء میں جب کا یہ واقعہ ہے میں کاتب الحروف ان کا معتمد خاص یا
پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ انکے گھر کا فرد بن کر انہی کے ہاں

رہتا تھا۔ مستقبل قریب میں اس تعلق کے اور بھی زیادہ مضبوط ہونے کی امید تھی
اس لئے کہ مجھ کو ان کی ہمشیرزادی کمیلا سے عشق تھا۔ جو سترہ سال کی عمر میں
ایک کانونٹ سکول سے فارغ التعلیم ہوکر کم و بیش انہی ایام میں اپنے ماموں
کے پاس رہنے لگی تھی۔ جب میں نے ان کی ملازمت اختیار کی۔ ہماری باہمی محبت
عرصہ قلیل میں ہی اتنی پختہ اور مضبوط ہو گئی کہ اب اس رشتہ پر صرف شادی
کی مہر لگنے کی کسر تھی۔ اس لئے میں ان ایام میں جب وہ عجیب و حیرت انگیز
واقعات ظہور میں آئے جن کو میں حلقہ تحریر میں لایا چاہتا ہوں مسٹر ہارشنگٹن
کو سارے حالات سے واقف کرنے اور ان کی منظوری لینے کی فکر میں تھا مگر
غضب کی باتوں کو کب کسی نے جانا ہے جس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ کوئی
اچھا سا موقعہ تلاش کر کے کمیلا سے اپنی محبت کا حال مسٹر ہارشنگٹن کے
کے گوش گزار کر دوں۔ تقدیر کھڑی ہنستی تھی۔ بھولے سے بھی خیال نہ آ
سکتا تھا کہ واقعات اتنی عجیب اور بعید از فہم صورت اختیار کر لیں گے
کہ ہماری شادی کی بات دنوں کیا ہفتوں بلکہ مہینوں پیچھے جا
پڑے گی۔

لیکن داستان کا سلسلہ آگے چلانے سے پہلے کچھ اور حالات
مسٹر فرانسس ہارشنگٹن کے بارہ میں نیز ان تعلقات کی نسبت جو میرے
ان سے تھے۔ بیان کر دینا چاہتا ہوں اس سلسلہ میں ایک بات خاص
طور پر عرض طلب ہے یعنی یہ کہ مسٹر فرانسس ہارشنگٹن کی ہستی
میرے لئے اس وقت سے لے کر کہ پہلی مرتبہ میری ان سے ملاقات ہوئی دم
آخر تک ایک معمہ بنی رہی۔ میری ملازمت کا قصہ بھی عجیب ہے جب میں ایک ایجنٹ
کی تحریک حصول ملازمت کی غرض سے ان سے ملنے گیا تو سارا معاملہ دس

منٹ کے اندر طے ہو گیا۔ میرے پاس نہ تو غیر معمولی اسنادات تھیں ... اور نہ کوئی اور خصوصیت اپنی ذات میں رکھتا تھا۔ البتہ رگبی اور کیمبرج کے امتحانات پاس کرنے کی سندیں اور بینک چلنی کے بارہ میں چند ایک تحریریں میرے پاس تھیں۔ وہی میں نے مسٹر مارشگٹن کو دکھا دیں۔ اس نے سرسری ان کاغذات کو دیکھا۔ اور اس کے بعد فوراً ہی کہہ دیا کہ تم کل سے کام شروع کر سکتے ہو۔
... سو پونڈ سالانہ تنخواہ دی جایا کرے گی اور اسی دفتر میں رہنا ہوگا بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو اسی کنبہ کا ایک فرد سمجھو۔ میں نے بخوشی منظور کر لیا۔ لیکن جب اس کے بعد اپنا سامان لینے واپس جا رہا تھا تو سوچ آئی کہ مجھ کو اپنے آقا کے متعلق کس قدر حالات معلوم ہیں ... عملی طور پر کچھ بھی نہیں۔
میں زیادہ سے زیادہ اس قدر جانتا تھا کہ وہ حلقہ ... سے منسٹر کے ... پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور خاموشی سے کام کرتے ہیں۔ میں نے ان کے کمرہ میں تھوڑی دیر رہ کر یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ ان کو نایاب تصویریں اور دیگر عجائبات جمع کرنے کا شوق ہے۔ مگر اس سے زیادہ نہیں۔ اس شخص کے نایاب زندگی سے واقف تھا۔ نہ اس کے مزاج کی کیفیت سے۔ جس ایجنٹ نے مجھ کو اس کے پاس بھیجا تھا میں سیدھا اسی کے دفتر میں گیا۔ اور پہنچتے ہی پوچھا
"دیکھئے صاحب ملازمت تو مل گئی۔ لیکن میں دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ مسٹر مارشگٹن کون ہیں؟"
وہ اپنی کرسی کی پشت پر پیچھے کی طرف جھک گیا۔ اور جیسا اسکی عادت تھی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملاتے ہوئے کہنے لگا۔
مسٹر ڈرہم اس کا حال میں کیا جانوں۔ آپ کو جو ملاقات کرنے گئے تھے بہتر معلوم ہونا چاہیئے۔ میں تو ان کے بارہ میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ تھرسہ

کم و بیش تین سال کا گزرا وہ جنوبی امریکہ سے آکر اس سلیٹر والے مکان میں
سکونت پذیر ہوئے۔ اور بعد میں پارلیمنٹ کے ممبر بن گئے۔ اس سے زیادہ مجھ
کو اتنا ہی معلوم ہے۔ کہ بہت مالدار آدمی ہیں اور آپ کو ان کے پاس رہتے ہوئے
کسی طرح کی شکایت نہ ہوگی۔ اس سے زیادہ جاننے کی میرے خیال میں کچھ ضرورت
بھی نہیں ہے۔"

میں نے یہاں جب اس معاملہ پر غور کیا۔ تو اپنے آپ کو اچھی حیثیت کا خیال
پایا۔ مجھ کو اپنے کام سے کام۔ اور تنخواہ سے مطلب تھا۔ مسٹر مارشمنگٹن
کو کیا ہو مجھے اس سے کیا! چنانچہ میری ملازمت کا پہلا ایک سال اسی طرح
کی نیم اجنبیت میں گذرا۔ لیکن جب اس کے بعد ان کی نواسی کمیلا حصول تعلیم
سے فارغ ہوکر وہیں آکر رہنے لگی۔ تب اس کی آمد سے گھر میں ایک نئی
فرحت اور تازگی پیدا ہوگئی۔ جب اس کی مستانی آنکھوں اور کیفیت شباب
نے میرے دل میں گدگدی پیدا کرنی شروع کی تو میں نے بھی سوچا کہ اس کے
آنے میں نہ معلوم تقدیر کی کونسی بہتری مضمر تھی۔ کہ ایک ایسی پری وش
نازنین کی دید سے جی کو تسکین دینے کا ذریعہ پیدا ہوگیا۔ اس کے باوجود یہ امر
واقعہ ہے۔ کہ اس گھر میں رہتے ہوئے ہم تینوں کی زندگی بڑے ہی پرسکون
حالات میں بسر ہوتی تھی۔ مسٹر مارشمنگٹن کے وقت کا کچھ حصہ
پارلیمنٹ میں، کچھ کتابوں کے مطالعہ میں اور کچھ تصویروں کی دیکھ بھال میں صرف
ہوتا تھا۔ کمیلا کی صرف ایک چند سہیلیاں جو اس کے ساتھ مل کر تعلیم پا رہی
تھیں، گاہ بگاہ اس کی ملاقات کے لئے آجاتی تھیں۔ رہ گیا میں۔ تو نہ
مجھے کثرت کار کی شکایت تھی۔ اور نہ بیکاری کی۔ زندگی اگر پہلے ایک
صحرائے خشک تھی۔ تو اب کمیلا کی آمد سے اس میں بھی تازگی آگئی

غرض میرے لئے اس جگہ رہتے ہوئے شکایت کی کوئی وجہ نہ تھی۔ تاہم
میں نے دیکھا کہ کمیلا کی چند سہیلیوں کے علاوہ جن کا حال اوپر مذکور
ہوا ہے کبھی کوئی آدمی نہ مسٹر ہارسٹنگٹن سے ملنے کے لئے آتا اور
نہ وہ خود ہی کسی سے ملاقات کرنے جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو
دنیا کی عام تفریحات اور احباب کی صحبت سے ایک قسم کی نفرت
ہے اس کی زندگی اس قدر باقاعدگی کے ساتھ بسر ہوتی تھی کہ بار بار
اکتاہٹ بھی آہستگی بار ہونے لگتی۔ ڈوور کے قریب ساحل سمندر پر ہم نے مکان
اس لئے خرید لیا تھا۔ ہفتے میں تین چار دن یعنی جمعہ سے لے کر پیر تک
ہم اس میں رہنے کے لئے چلے جاتے۔ حتیٰ کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس
ہو رہا ہو۔ تب بھی مسٹر ہارسٹنگٹن اس کے لئے وقت نکال لیا کرتے تھے
میرا خیال ہے بیشتر نوجوانوں کو اس طرح کی زندگی بوجھل معلوم
ہونے لگتی۔ لیکن مجھ کو اس کی شکایت نہیں تھی۔ ... شاید کمیلا اور
اور اس کی محبت کی وجہ سے۔

اور اب سنئے کہ ان واقعات پُراسرار کا آغاز جن کا حال میں قلمبند
کرنے بیٹھا ہوں کس طریقہ پر ہوا۔ او آخر اپریل میں ہفتہ کی صبح غیر معمولی
طور پر خوشگوار تھی۔ آسمان پر بادلوں کا نشان تک نہ تھا۔ پرندے آمد بہار
کی خوشی میں راگنیاں گا رہے تھے۔ اور ہوا پھولوں کی خوشبو سے مہکی ہوئی
تھی۔ مسٹر ہارسٹنگٹن اور کمیلا جمعہ کی سہ پہر کو سینٹ مارگریٹ والے
دیہاتی مکان میں چلے گئے تھے۔ لیکن میں ایک ضروری کام کی وجہ سے پیچھے
رہ گیا تھا۔ جس کو ختم کرنے کے بعد میرا ارادہ بھی ہفتہ کی شام کو ان کے
پاس پہنچ جانے کا تھا۔ اور چونکہ میں نے اور کمیلا نے آپس میں یہ بات طے

کرلی تھی۔ کہ آج جس طرح بھی ممکن ہو مجھے اپنی داستانِ عشق مسٹر مارشنگٹن سے بیان کردینی چاہیئے۔ اس لئے یہ سوچ کر کہ خدا جانے ان کا جواب کیا ہو میرا دل کچھ دھڑکن سی محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی جب میں ناشتہ کی میز پر بیٹھا کھانا کھاتے ہوئے باہر کا خوشگوار منظر دیکھ رہا تھا۔ تو یہی خیال جی کو بیتاب کرتا تھا۔ کہ اس سوال کو کس پیرایہ میں مارشنگٹن کے رو برو پیش کرنا چاہیئے۔ عین اس موقعہ پر گھر کا داروغہ سیٹپل ٹن بُرا سا منہ بنائے کمرہ میں داخل ہوا۔

"مسٹر ڈیرہم کوئی شخص مسٹر مارشنگٹن سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ لیکن وہ کوئی عجیب طرح کا ضدی اور بے سمجھ آدمی ہے میں نے لاکھ بار کہا کہ آقا گھر پر نہیں ہیں۔ لیکن وہ ایک نہیں سنتا وہیں دروازہ پر جما ہوا کھڑا ہے۔"

"کس طرح کا آدمی ہے سیٹپل ٹن؟" میں نے داروغہ سے پوچھا۔

آخر الذکر نے اپنے شانوں کو لاپروائی سے حرکت دی اس کے بعد سرسری لہجہ میں کہنے لگا۔ "میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ جہاز رانی کے پیشہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص ہے۔"

"پوری طرح ہوشمند ہے؟" میں نے پھر اس سے دریافت کیا۔

"صاحب اگر آپ کے پوچھنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ شراب کے نشہ میں تو نہیں۔ تو میں اس کے جواب میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں۔ کہ بظاہر تو اس نے پی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن باطن کا حال کون جان سکتا ہے؟"

"لہجہ شریفانہ ہے؟"

"بے شک اس نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جو قابلِ اعتراض ہو۔ لیکن اس کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ضد کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ میں نے لاکھ

سر ٹیکا لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں کسی طرح نہ آئی۔ کہ جو آدمی گھر پر موجود نہ ہو۔ وہ کیونکر اس سے مل سکتا ہے بس یہی کہے جاتا ہے۔ میں ایک اشد ضروری کام کے لئے مسٹر ہارشنگٹن سے ملنے آیا ہوں۔ اور ضرور ان سے ملنا چاہتا ہوں“

میں تھوڑی دیر چپ چاپ سوچتا رہا۔ اس کے بعد داروغہ سے کہا:

”اچھا تم یہ کہہ کر اس کو اندر بلا لو کہ مسٹر ہارشنگٹن کے سیکرٹری جو گھر پر موجود ہیں تم ان سے مل سکتے ہو۔ ہال کمرہ میں ایک کرسی پر بٹھا دینا میں عنقریب ہی آتا ہوں لیکن میری آمد تک آس پاس ہی رہنا اور اس کو نگاہ سے رکھنا“

اس کے تھوڑے عرصہ بعد میں ناشتہ سے فارغ ہو کر ایک سگرٹ سلگا کر اس پراسرار اجنبی سے ملنے کے لئے ہال کمرہ کی طرف چلا۔ میرا خیال عام انداز کے مطابق یہی تھا کہ وہ کسی طرح کی درخواست پیش کرنے یا کسی معاملہ کی نسبت شکایت لے کر آیا ہوگا۔ لیکن جب میں نے کمرہ کے اندر قدم رکھا اور اس آدمی کی صورت دیکھی۔ تو فوراً خیال گذرا کہ وہ کوئی غیر معمولی ہی کام ہوگا۔ جو اس آدمی کو جو کم از کم کسی آس پاس کے مقامات کا رہنے والا نہ تھا۔ یہاں پر لانے کا ذریعہ ثابت ہوا ہوگا۔

عمر اس کی پچاس اور ساٹھ سال کے درمیان تھی چند سال اس طرف یا اس طرف اس کا فیصلہ کرنا دشوار تھا مجھ کو اندر آتا دیکھ کر وہ جھٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس طرح مجھ کو اس کی عام بدنی حالت دیکھنے کا اچھا موقعہ ملا۔ وہ مضبوط کاٹھی کا متوسط القامت طاقتور آدمی تھا۔ جس کے چہرہ کی برشتہ رنگت دھوپ اور بارش میں سے گذرنے کا پتہ دیتی تھی۔ آنکھیں فولادی رنگ کی نیلی تھیں۔ اور کانوں میں جہازراں ملاحوں کی طرح سونے کی انگوٹھیاں پڑی ہی

تھیں۔ اس نے اپنی ہیٹ دونوں ہاتھوں میں لے رکھی تھی۔ اور اس کو کسی عصبی مزاج
آدمی کی طرح یوں یوں ہلاتا چلا جاتا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ اس کے
ہاتھ کسی بہت پرانے سال خوردہ درخت کی جڑ کی مانند مضبوط اور خم کھائے
ہوئے تھے۔ گلے میں گہرے نیلے رنگ کا نیا سوشہ تھا۔ اور اس کی صورت دیکھ
لینے سے ہی اس بات کا پتہ چلتا تھا کہ اس کی عمر کا بیشتر حصہ بیچھری
سیاحت اور دنیا کے ہوتے دور افتادہ مقامات کی سکونت میں بسر ہوا
ہے۔ زیادہ قریب سے دیکھنے پر یہ بھی معلوم ہوا کہ شاید کسی زمانہ میں اسے چیچک
نکلی ہوگی کیونکہ امتداد زمانہ سے کسی حد تک مٹ ہوئے لیکن پھر بھی
نمایاں داغ اس کے چہرہ پر موجود تھے اور ان سب پر مستزاد ایک لمبا
گہرا گھاؤ تھا۔ جو داہنے رخسار پر آنکھ کے نیچے سے شروع ہو کر کان کی
لو تک گلے کی ہڈی پر پھیلا ہوا نظر آتا تھا۔ اسی زخم کی نوعیت ظاہر کرتی
تھی کہ تلوار سے آیا ہوگا۔

جیسا میں نے اوپر بیان کیا ہے مجھ کو اندر آتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی بولر ہیٹ کو بے مدعا ہلاتے ہوئے پہلے بہت
جھک کر سلام کیا۔ اس کے بعد اس طرح میرے منہ کو تکنے لگا گویا الفاظ
سے زیادہ نگاہ سے اظہار مدعا کرنا چاہتا تھا۔

میں نے اس کے سکون خاطر کے لئے ہاتھ سے اشارہ کیا اس کے بعد
کہا: "مسٹر بھائی جیسا دارو غہ نے تم کو بتایا ہے مسٹر مارشنگٹن گھر پر نہیں ہیں
البتہ میں ان کا معتمد خاص ہوں اور ان کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے
اس لئے اگر تم چاہتے ہو تو اپنا پیغام مجھے دیدو۔ وہ میں ان کے کانوں تک
پہنچا دوں گا۔"

وہ پھر ایک مرتبہ غالباً اظہارِ شکرگزاری کے لئے پیچھے جھکا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں اعتماد کی جھلک پیدا ہو گئی ہو۔

"اس صورت میں میں آپ ہی سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں لیکن ذرا علیحدگی اور تنہائی ہونی چاہیئے کیونکہ بات ایسی ہی ہے . . . ورنہ میں کسی کو رنجیدہ کرنا نہیں چاہتا" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پاس کھڑے داروغہ کی طرف دیکھا۔

اس کا مطلب سمجھ کر میں نے اسے ساتھ آنے کے لئے کہا اور لائبریری کے کمرہ میں ساتھ لے جا کر دروازہ پھیر دیا۔ کسی ایسے آدمی کی طرح جو اپنے گرد و پیش کو دیکھ کر متعجب ہو اس نے ایک گھومتی ہوئی نظر کمرہ کے اطراف میں ڈالی اور ایسا کرتے ہوئے اس کی نگاہ کمیلا کے ایک فوٹو کی تصویر پر جو کمرہ کے وسط میں میز پر رکھی ہوئی تھی جا کر رہ گئی۔

"آپ یہ فرماتے ہیں" اس نے آخر کار گلو گرفتہ آواز سے کہنا شروع کیا "کہ مسٹر مارشنگٹن گھر پر نہیں ہیں"

"ہاں یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اور اب پھر ایک بار کہتا ہوں کہ مسٹر مارشنگٹن اس جگہ نہیں ہیں" میں نے اپنے لفظوں پر زور دیکر جواب دیا۔

"معاف کیجیئے اگر یہ بار خاطر نہ ہو تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ مکان پر نہیں ہیں یا شہر سے باہر کہیں گئے ہیں؟" اجنبی نے فکرمند لہجہ میں دریافت کیا۔

"وہ گھر پر بھی نہیں ہیں اور لندن میں بھی نہیں۔ اب کیا سمجھ گئے تم؟" میں نے جواب دیا۔

اس نے اپنا مضبوط گٹھیلا ہاتھ اونچا اٹھا کر اپنی انگلی کے سرے سے ٹھوڑی کو کھجانا شروع کیا اور میں نے پھر ایک بار دیکھا کہ وہ کتنا مضبوط ہاتھ تھا۔

کہ ایک ہی وار میں کھڑکی کا شیشہ توڑ کر چور چور کر دیتا۔ اور زخمی نہ ہوتا۔

"بڑے افسوس کی بات ہے" اس نے پر ملال لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "میں ضرور ہی ان سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ چونکہ ان کے سکرٹری ہیں اس لئے یہ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ کس جگہ گئے ہیں؟"

میں نے مسکراتے ہوئے صورت انکار سر ہلا یا پھر کہا۔

"معلوم تو بے شک ہے لیکن میں اس وقت تک نہیں بتا سکتا جب تک کہ مجھ کو معلوم ہو۔ تمہیں ان سے کیا کام ہے؟"

اس جواب کو پاکر اب اس نے اپنا سر انکاری صورت میں ہلایا۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس کے گچھے دار بال جو بے ترتیبی سے پیشانی تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور بھی زیادہ منتشر ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہونٹوں کو اس طرح مضبوطی کے ساتھ بند کر لیا۔ گویا کسی حال میں ان کو کھولنا نہیں چاہتا۔ لیکن پھر دفعتاً کچھ سوچ کر اس نے ان کو ڈھیلا ہونے کا موقعہ دیا اور عجیب طرح کا تضحیکی تبسم کرتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ کی ایک انگلی جو کسی حیوان کے سینگ کی طرح مضبوط تھی بے تکلفانہ میرے پہلو میں ٹھونکتے ہوئے کہنے لگا۔

"مسٹر صاحب شاید آپکو بدگمانی ہو لیکن میں مسٹر مارشنگٹن سے انہی کے فائدے کے لئے ملنا چاہتا ہوں۔ بات ایسی ہے جس کو میں یا وہ دونوں ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہ اس بات کو سن کر ضرور خوش ہوں گے اس لئے جس طرح ممکن ہو مجھے ان سے ملا دیجئے۔ خواہ ان کا پتہ بتا دیجئے میں وہاں چلا جاؤں گا" انہیں اس جگہ بلوا دیجئے۔

جب وقت میں نے زیادہ غور کے ساتھ اس کے چہرہ کو دیکھا تو معلوم ہوا

کہ فکر و تشویش کے دبے ہوئے آثار اس پر کسی حد تک موجود تھے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ تھی۔ کہ وہ کسی نہایت ضروری کام کے بارہ میں مسٹر مارشنگٹن سے ملنے کو بے تاب ہے۔ لیکن وہ کس طرح کا معاملہ تھا جس کا حال وہ مجھ سے کہتا ہچکچاتا تھا۔ یہ بات میری سمجھ میں بالکل نہ آسکی۔

"اچھا تو جان لو میں نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا" نہ میں تم کو مسٹر مارشنگٹن کے پاس بھیج سکتا ہوں اور نہ انہی کو اس جگہ بلانا میرے لئے ممکن ہے البتہ پیر کے سہ پہر کو وہ یقیناً واپس آجائیں گے۔ اس وقت مل لینا۔"

وہ ان الفاظ کو سن کر بڑے زور سے چونکا۔ اور ایک نئی طرح کی چمک اس کی آنکھوں میں پیدا ہوگئی۔ میرے لفظوں کو دوہراتے ہوئے کہنے لگا۔ "پیر کی سہ پہر کو لیکن۔۔۔ وہ تو بہت دور ہے۔ اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ بات کیا سے کیا ہو جائے۔ آپ نے وہ مشہور مقولہ سنا ہوگا۔ کہ آج کا کام کل پر نہیں جس کام کے لئے ملنے آیا ہوں۔ وہ ایسا ہی ضروری ہے کہ اسے کل پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ پرسوں تو بہت دور ہے۔ اس لئے میرا کہا مانیئے اور مسٹر مارشنگٹن کے اپنے فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بتا دیجئے وہ کہاں ہیں؟"

"بالکل نہیں" میں نے پر زور لہجہ میں جواب دیا "مسٹر مارشنگٹن کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ جب وہ باہر گئے ہوں تو کسی خاص ضرورت کے سوا ان کو بالکل پریشان نہ کیا جائے۔ اگر تمہارا کام ایسا ہی ضروری ہے تو پھر بتا کیوں نہیں دیتے کہ وہ کیا ہے؟"

وہ پہلے تو چپ چاپ میرے منہ کو تکتا رہا اس کے بعد دفعتاً اس نے ایک عجیب طریقہ پر ہنسنا شروع کیا۔ یعنی اس کے منہ سے گو ہنسنے

کی آواز نکلتی تھی۔ تاہم آنکھیں ہنستی تھیں اس کے برشتہ جھری دار چہرہ کی ہر ایک رگ ہنستی تھی۔ اس کے بڑے بڑے کانوں میں پڑی ہوئی بالیوں کی حرکت بھی اس ہنسی کا ایک حصہ تھی۔ آخرکار اس نے سابق کی طرح پھر ایک بار میرے پہلو میں ٹھوکا دیا۔ اور دبا ہوا قہقہہ مار کر کہنے لگا۔

"خوب کہا۔ آپ نے وہ پریشان ہونا نہیں چاہتے لیکن میں پوچھتا ہوں اگر حالات خود بخود ایسی صورت اختیار کر لیں۔ کہ ان کو حد سے زیادہ پریشان ہونا پڑے تو پھر کیا؟ اس لئے بڑے صاحب میرا کہا مانئے۔ اور اتنی ضد نہ کیجئے . . ."

"میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ میں کوئی بات ان کے خلاف حکم نہ کروں گا۔ میں نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔" مسٹر مارشنگٹن کی عدم موجودگی میں اُن کے سب کام میں کر سکتا ہوں۔ تم مجھ کو بتاؤ۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ مجھ سے جو امداد ممکن ہوگی دریغ نہ کروں گا۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُسی طرح پر خیال انداز سے میرے منہ کو تکتا رہا۔ اور اُس وقت مجھ سے ناگہاں ایک عجیب غلطی ہوئی جس کی نسبت میرا عذر یہی ہے کہ عہد شباب میں جب آدمی کو فطرت انسانی کے مطالعہ کا پورا موقعہ نہ ملا ہو تو ایسی غلطیاں عموماً اس سے سرزد ہو جاتی ہیں۔

"کیا تم کچھ روپیہ لینا چاہتے ہو؟" میں نے اس سے پوچھا۔

اُس کی سیاہی مائل نیلگوں آنکھوں میں دبے ہوئے غصہ اور جوش کی تیز چمک پیدا ہو گئی۔ ایک بار اس نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اسکے بعد پھر ایک مرتبہ پاؤں کے تلووں سے لیکر سر کی چوٹی تک۔ اور آخرکار اپنا چوڑا مضبوط ہاتھ بر جس کی جیب میں ڈال کر سونے کی مہروں کی بھری ہوئی

مٹھی میرے سامنے میز پر ڈال دی اسی طرح ایک اور مٹھی بھر کر دوسری جیب سے نکالی۔ اور وہ بھی وہیں ڈال دی۔ اس پر کفایت نہ کر کے اس نے اپنا ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا۔ اور ایک پاکٹ بک نکالی۔ اس کے گرد بندھا ہوا فیتہ کھولا۔ اس نے بنک نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکالی اور ہاتھ آگے بڑھا کر اس کو میری ناک کے پاس لے گیا۔ یہ کر کے اس نے تین بار اپنے سر کو زور زور سے حرکت دی۔ گویا زبان حال سے کہنا چاہتا تھا " اب بھی تم کو اپنے سوال کا جواب مل گیا یا نہیں؟"

"مجھ کو افسوس ہے" میں نے معذرتی لہجہ میں کہنا شروع کیا" دراصل مجھ کو یہ بات کہنی مناسب نہ تھی لیکن تم خواہ کسی مطلب کے لئے آئے ہو میں بہرحال نہیں بتا سکتا کہ مسٹر مارش ٹانٹن کہاں ہیں۔ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ یا اپنا کام مجھ کو بتا دو۔ یا پھر کل سہ پہر کو جب وہ اس جگہ آئیں گے ان سے مل لینا"

اجنبی اپنے روپوں کو دوبارہ جیبوں میں ڈال کر دروازہ کی طرف گھومنے لگا تھا۔ کہ میرے آخری الفاظ سن کر چیتے کی تیزی سے پیچھے مڑا اور اب میں نے دیکھا اس کی عجیب آنکھوں میں اطمینان کی جھلک پیدا تھی۔

اپنا منہ میرے بالکل قریب لا کر اس نے کہا" تو کیا میرا پیغام آپ ان کو پہنچا سکتے ہیں؟ لیکن کب۔ کیا بہت جلد۔۔۔ میں کتنے بجے تک اس پیغام کے پہنچنے کی امید کر سکتا ہوں؟"

"جو بات تم مجھ سے کہو گے وہ آج سہ پہر پانچ بجے سے پہلے ان کے کانوں تک پہنچا دی جائے گی" میں نے جواب دیا۔

"پانچ بجے سہ پہر تک" اس نے میرے ہی لفظوں کو دہرایا" مگر کیا میرے اس سے پہلے خود ان سے ملنے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے؟"

"افسوس بالکل نہیں" میں نے جواب دیا۔
پھر ایک مرتبہ اس نے اپنی سینگ جیسی انگلی کو آگے نکالا۔ اور اب کی مرتبہ غالباً اپنے لفظوں پر زور دینے کی غرض سے اس نے اس کو آہستہ سے میری آستین پر رکھ دیا۔ بولنے سے پہلے اس نے ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی۔ گویا اس بات کا یقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کہ کوئی سننے والا تو نہیں ہے اس کے بعد بڑی مدھم آواز سے کہنے لگا۔
"اس صورت آپ یہ پیغام ان کو پہنچا دیں" جیمز کوبلیٹ ڈیٹ فورڈ کی ایڈمیرل بین بونامی سرائے میں ٹھیرا ہے اور کہتا ہے کہ کشتی منجدھار میں آگئی" بس یہ الفاظ اسی طریقہ پر اُن کے کانوں تک پہنچانے ہیں۔ کیا آپ کو یاد رہیں گے؟ ذرا ایک بار ان کو دوہرا تو دیجئے۔"
میں نے ٹھیک ایک ایک لفظ جس طرح اس نے کہا تھا کہہ کر سنا دیا۔ پھر اس کو خوش کرنے کی خاطر یہ فقرہ ایک کاغذ پر لکھ بھی لیا۔ یہ ہو چکا تو وہ دروازہ کی طرف چلا اور میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔
رستے میں میں نے کہا "کیا جیمز کوبلیٹ تمہارا ہی نام ہے"؟
اس نے گردن موڑ کر میری طرف دیکھا۔ اور سر کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا "
"جی ہاں یہ میرا نام ہے اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ الفاظ مسٹر مارٹنگٹن کے کانوں تک پہنچیں گے۔ یا تو وہ خود میرے پاس دوڑے ہوئے آئیں گے۔ یا مجھ کو فوراً اپنے پاس آنے کا حکم دیں گے۔ اور یاد رکھئے میری یہ بات اتنی ہی سچ ہے جتنا خدا کی ذات کا آسمان پر اور شیطانوں کا روئے زمین پر ہونا برحق سمجھا گیا ہے۔"

"بہرحال تم ڈیٹ فورڈ کی اُس سرائے میں ایڈمیرل بن، جس کا نام ہے ضرور جا سکو گے؟" میں نے اُس سے پوچھا۔

اُس نے پھر اپنے سر کو صورتِ اثبات حرکت دی اس کے بعد کہنے لگا:-

"پانچ بجے سہ پہر سے لے کر جب آپ نے کہا ہے کہ میرا دیا ہوا پیغام مسٹر ہارسٹنگاٹن کو ملے گا میں اس وقت تک وہیں جم کر بیٹھوں گا حتیٰ کہ مسٹر ہارسٹنگاٹن کا جواب مجھ کو مل جائے اور یقین کیجئے کہ اُن کا جواب آنے میں بالکل دیر نہ ہوگی۔"

"بہت اچھا" میں نے سرسری لہجہ میں کہا۔

رخصت ہونے سے پہلے اس نے پھر ذرا سا تامل کیا کبھی چلنے کیلئے پیر اٹھاتا کبھی پھر رک جاتا۔ اس کے بعد ویسا ہی بھدا سلام کر کے جس طرح پہلی مرتبہ ملنے پر کیا تھا وہ کمرے سے رخصت ہو گیا میں ڈیوڑھی تک بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ میری نظروں کے سامنے سیٹل ٹن نے باہر نکلنے کو دروازہ کھولا اور وہ ایک ٹھوس بھاری وجود کی طرح جھکتا ہوا۔ اس رستہ پر ہو لیا جو آگے چل کر سڑک سے ملتا تھا۔

میں نے دروازہ میں کھڑے ہو کر اس کی اس عجیب و غریب صورت کو آفتاب کی روشنی جس کو مجھ پر نمایاں کر رہی تھی، تھوڑی دیر غور کے ساتھ دیکھا اس کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔

باب ۲

ساحل بحر پر

ہر چند میں نے جیمز کولیٹ سے یہ بات کہی تھی کہ اس کا دیا ہوا پیغام پانچ بجے سے پہلے مسٹر ہارشنگٹن کو نہیں مل سکتا تو بھی امر واقعہ یہ ہے جس کو میں آپ لوگوں سے جو اس عجیب داستان کو پڑھ رہے ہیں، چھپانا نہیں چاہتا۔ کہ اگر میری خواہش ہوتی تو جیمز کولیٹ کو وہیں اپنے پاس کھڑا کر کے منٹوں میں ساری اطلاع مسٹر ہارشنگٹن کے کانوں تک پہنچا دیتا۔ اور اگر میں ایسا کرتا تو شاید حالات اور ہی صورت اختیار کر لیتے۔ اور مجھے اس حیرت انگیز داستان کو حلقۂ تحریر میں لانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ لیکن میرے تامل کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مسٹر ہارشنگٹن کی طبیعت دنوں سے ناساز تھی۔ اُن کے دل کو کسی طرح کا عارضہ لاحق تھا۔ اور ڈاکٹر نے اس بات کی سختی سے تاکید کر دی تھی کہ ایسی کوئی بات ان کو پریشان کرنے والی ہو۔ یا جس سے ان کے دل کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہو ان کے کانوں تک نہ پہنچائی جائے۔ چونکہ میرا ارادہ کاموں سے فارغ ہو کر اسی دن سہ پہر کو پانچ بجے سینٹ مارگرٹ والے مکان پہ پہنچنے

کا تھا۔ اس لئے یہی بہتر معلوم ہُوا۔ کہ کو ہلیٹ کا عجیب و غریب پیغام مسٹر مارسٹنگاش کے کانوں تک خود اپنے منہ سے پہنچایا جائے۔
اتفاق ایسا پیش آیا۔ کہ میں جس کام کے لئے رکا تھا۔ وہ نسبتاً جلد ہو گیا۔ اور میں چار بجے سے بھی تھوڑی دیر پہلے سینٹ مارگرٹ جا پہنچا۔ خلیج کے جنوب مغربی کنارہ پر کھریا مٹی کے جو کرارے نظر آتے ہیں۔ ان کے وسط میں ایک سطح مرتفع پر وہ مکان واقع تھا۔ جس میں مسٹر واسٹنگاش رہا کرتے تھے عمارت کا رُخ سمندر کی طرف تھا۔ اور ساحل بحر سے مکان کے صدر دروازہ کی طرف جاتے ہوئے رستہ میں ایک لان پڑتی تھی۔ جس کے سر پر کچھ سیڑھیاں بنی تھیں۔ ان پر چڑھ کر باغ سے جاتے ہوئے مکان میں پہنچ سکتے تھے۔ میں جس وقت عمارت کے قریب پہنچا۔ تو کمیلا شام کی رخصتی دھوپ میں وسط باغ میں کئی ایک کتابیں اور رسالے پاس رکھے ہوئے ایک آرام کرسی پر دراز تھی۔ لیکن مسٹر مارسٹنگاش کہیں نظر نہ آتے تھے۔ کمیلا سے پوچھا۔ تو وہ اشارہ کرکے کہنے لگی۔
"ابھی کوئی دس منٹ گذرے یہاں تھے۔ اب ساحل بحر کی طرف گئے ہیں۔"
"اچھا تو میں وہیں ان کے پاس جاتا ہوں" میں نے جواب دیا۔ "ایک بہت ضروری کام ہے"
لیکن جس وقت میں لان سے گذر کر ساحل کی طرف چلنے لگا۔ تو کمیلا نے پیچھے سے آواز دی۔ اور جب میں سننے کے لئے ٹھہرا تو معنی خیز پیرایہ میں کہنے لگی:
"اس بات کا ذکر کرنے تو نہیں جا رہے ہو؟ ... کیونکہ اس کا میرے خیال

میں موقعہ نہیں ہے۔"

"نہیں میں اس کا ذکر کرتے نہیں جاتا" میں نے اس کا مطلب سمجھ کر جواب دیا "ایک ضروری پیغام ان کے کانوں تک پہنچانا ہے۔ اس کے لئے جا رہا ہوں۔"

"اچھا تو اس ذکر کو اس وقت تک ملتوی رکھنا ٹھیک کہ ہم آپس میں بات چیت کر لیں" اس نے دُور ہی سے کہا "میں نہیں جانتی کیوں آج ان کی طبیعت اچھی نظر نہیں آتی۔ وہ دن بھر فکر مند رہے ہیں۔ اس لئے اچھے جیک تم انہیں جاکر اپنے ساتھ لے آؤ۔ چائے بن رہی ہے آدھ گھنٹہ تک آ جائے گی۔"

کمیلا کی زبانی یہ معلوم کر کے کہ مسٹر مارشنگٹن کی طبیعت ناساز ہے۔ میرے دل کو اور بھی زیادہ کوفت ہونے لگی ڈرتا تھا جیمز کو ملیٹ کا پیغام پانے سے نہ جانے ان کے دل پر کیا اثر ہو لیکن اس مرد پُر اسرار کے رویہ کو دیکھتے ہوئے یہ ضروری تھا۔ کہ میں اس کا پیغام ان کے کانوں تک پہنچا دوں۔ لندن سے اس جگہ تک آتے ہوئے میں غور کرتا رہا تھا۔ اور انجام کار اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوا۔ کہ ضرور کوئی خاص بات ہوگی۔ جس کے لئے وہ آدمی مارشنگٹن سے ملنا چاہتا تھا۔ اس کے یہ الفاظ کسی طرح کی لاف پر مبنی نظر نہ آتے تھے کہ میرا پیغام پاکر یا مسٹر مارشنگٹن فوراً میرے پاس آئیں گے یا مجھ کو اپنے پاس بلائیں گے۔

میں جب ساحل کے قریب پہنچا۔ تو مسٹر مارشنگٹن ریت کے اس قطعہ پر جو کراروں کے دامن میں واقع ہے ٹہلتے پھر رہے تھے۔ میں نے دُور سے ہی انکی حالت دیکھ کر معلوم کر لیا کہ کوئی گہری فکر ان کے جی کو لاحق ہے دنیا بھر کی نعمتیں رکھتے ہوئے وہ بعض اوقات اُداسی اور تنہائی محسوس کرنے پر مجبور

ہوتے تھے۔ ظاہراً ان کی صحت اچھی تھی۔ قامت دراز بدن کی ساخت مضبوط دیکھنے میں شکیل، سر کے بالوں اور داڑھی میں جن کی چمک سنہرے بھورے رنگ کی تھی صرف کہیں کہیں کوئی بال پکنے لگا تھا۔ لیکن چہرہ کی برشتہ رنگت اب بھی سرخی کی وہ جھلک لئے ہوئے تھی جو تپتے ہوئے آسمانوں کے نیچے زندگی بسر کرنے سے پیدا ہوتی ہے ان کی ہمیشہ کی عادت تھی۔ کہ جب کوئی کام در پیش نہ ہو تو اُٹھ کر ٹہلنے لگتے۔ خواہ گھر پر ہو یا کھلے میدان میں اس عادت میں کبھی فرق نہ آتا تھا۔ ٹہلتے وقت وہ اپنا بایاں بازو پہلو میں لٹکا لیتے۔ اور دائیں کو پس پشت موڑ کر اس ہاتھ سے بائیں بازو کو کہنی کے کسی قدر اوپر پکڑے رکھتے۔ چنانچہ اب بھی میں نے دیکھا۔ وہ اسی حالت میں گردن خم کئے چہل قدمی کرتے پھر رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ اپنے خیالات میں مستغرق ہیں۔ اور ان کی آنکھیں آس پاس کے مناظر کو نہیں دیکھتیں۔ اس کے باوجود جب انہوں نے اس آواز کو سنا جو میرے بجری پر چلنے سے پیدا ہوئی تھی۔ تو گردن اٹھا کر تکنے لگے۔ پھر مجھ کو پہچان کر مسکرائے اور ہمیشہ کی طرح بڑے خلوص و اخلاق سے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے نکالے میری طرف کو آئے۔

"ڈرہم میرے عزیز تم کچھ جلدی ہی آ گئے" اس کے بعد انہوں نے کہا "مجھ کو تمہارے پانچ چھ بجے سے پہلے آنے کی اُمید نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں اپنے کاموں سے جلد فراغت ہو گئی۔"

میں نے جواب میں اُن کو بتایا۔ کہ جتنے کام میرے ذمہ ڈالے گئے تھے وہ سب کر دیئے گئے۔ پھر اُن کے پہلو میں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے میں نے ایک کام کی تفصیل ان سے بیان کی۔ سارا حال سننے کے بعد وہ جیسا اُن کی عادت

تھی۔ پھر خاموش ہو گئے۔ اب میرے دل کو گہری تشویش ہونے لگی سوچتا تھا یہ پیغام کس طریقہ پر ان کو دوں جسے لے کر اس جگہ آیا ہوں۔ کئی بار منہ کھولنے کی کوشش کی مگر الفاظ نوک زبان پر آکر رہ جاتے۔ سہ پہر کی رخصتی شعاعیں ساحل کے سفید کراروں اور بحر ذخار کی سبز نیلگوں موجوں سے ہمکنار ہو رہی تھیں۔ کچھ بادبانی جہاز ساحل کے آس پاس چلتے دکھائی دے رہے تھے دور فاصلہ پر ایک بہت بڑا لائینر جہاز رودبار کے سطح کو چیرتا ہوا گذرتا جا رہا تھا۔ بحری پرندے ہمارے سروں پر سے اوپر اڑتے ہوئے دردناک چیخیں مار رہے تھے۔ سکون و اطمینان کی اس گہری فضا کو اپنے الفاظ سے مکدر کرنے کا حوصلہ مجھ کو نہ ہوتا تھا۔ نہیں کہہ سکتا۔ اس حالت میں کب تک خاموش رہتا۔ لیکن مسٹر مارشٹگلش نے خود ہی ایک سوال پوچھا۔ جس کے سلسلے میں مجھ کو بیان حال کا موقعہ مل گیا۔

"ان سب کاموں کے علاوہ جو تم نے بتلائے ہیں اور کوئی واقعہ تو پیش نہ آیا تھا؟" انہوں نے دفعتاً پوچھا۔ "ڈاک میں کوئی ضروری خط آیا ہو۔۔۔ یا کوئی اور بات جس کو تم غیر معمولی خیال کرتے ہو؟"

"ہاں بیشک یاد آ گیا" میں نے اس پر کہنا شروع کیا "صبح میں جب ناشتہ کی میز پر بیٹھا تھا۔ تو داروغہ نے آکر اطلاع دی کہ ایک آدمی آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ داروغہ نے اس کو بہت سمجھایا کہ مالک باہر گئے ہیں لیکن وہ اتنا ضدی نکلا کہ انجام کار مجھے اٹھ کر اس کے پاس جانا پڑا۔ میرا خیال تھا آپ کے حلقہ انتخاب کا کوئی رائے دہندہ ہوگا۔ لیکن۔۔۔" فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کر میں نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"آخر کون تھا؟"

"کوئی غیر ملکی آدمی جو شاید ملاح کا کام کرتا ہے یا کبھی کرتا رہا ہے"
مسٹر مارشنگٹن نے میری طرف مڑکر گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا اس کے
بعد تعجب سے بھویں اونچی اٹھا کر کہا "پھر...؟
"اس کا نام میں نے پوچھا تھا بالکل عجیب ہے... جینیز کو بلیٹ!"
یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مسٹر مارشنگٹن کے تعلقات اس مرد پراسرار
کے ساتھ کیسے ہیں میں نے اس کا نام لیتے ہوئے غور بین نظروں سے اپنے
مالک کی طرف دیکھا۔ اور یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ اس نام کو سن کر ایک
ہلکی سی تھرتھری یوں ان کے بدن میں پھرتی معلوم ہوئی جس طرح ہوا کا تیز
جھونکا مضبوط شاہ بلوط کے پتوں کو سرسراتا ہوا نکل جاتا ہے۔ اور ان کے
چہرہ پر ایک بادل سا چھا گیا ایک لمحہ کے لئے وہ بالکل خاموش رہے اور
اس عرصہ میں کسی قدر گھورتی ہوئی نظروں سے سمندر کے کسی دور افتادہ
مقام کی طرف دیکھنے لگے۔ سامنے سرخ بادبان کا ایک باربردار جہاز لنگر
انداز تھا۔ اور ایک کتا اس کے صحن پر دوڑتا پھر رہا تھا۔ لیکن مجھ کو اچھی
طرح معلوم تھا کہ مسٹر مارشنگٹن کی نظر نہ اس جہاز پر۔ نہ اس کتے پر اور نہ
سمندر کے کسی اور حصہ پر لگی ہوئی تھی۔ بلکہ حقیقت میں ان کے خیالات
کی رو کسی نامعلوم دور افتادہ مقام پر پہنچی ہوئی تھی۔
"جینیز کو بلیٹ" اس نے آخر کار پرخیال انداز سے کہا۔ اور اس کے بعد
پھر ایک بار "جینیز کو بلیٹ!"
"عمر اس کی پچاس اور ساٹھ سال کے درمیان ہے" میں نے اس کے
حافظہ کو مدد دینے کے خیال سے کہنا شروع کیا "سیتلا منہ داغ۔ رنگت گندمی
رخسار پر کسی تلوار کا گہرا گھاؤ باقی ہے۔ فولادی رنگ کی نیلی آنکھیں اور کانوں

میں ملاحوں کی طرح انگلیاں بھینچ ہوئی تھیں۔" جوں جوں میں یہ الفاظ کہتا ساتھ ہی غور بین نظروں سے اس کے منہ کو تکے جاتا تھا۔" بڑے مستقل ارادہ کا صدری آدمی۔۔۔"

"سمجھا" اس نے اس طرح کی نرم آواز میں کہا گویا مجھ کو مخاطب کر کے نہیں بلکہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہے " کولیٹ ایسا ہی آدمی ہے لیکن۔۔۔ اتنی مدت کے بعد!"

وہ یکایک دو تین قدم اٹھا کر مجھ سے آگے نکل گیا پھر اچانک پیچھے مڑا اور میری طرف کو آتے ہوئے کہنے لگا۔

"اچھا تم اس آدمی تیز کولیٹ سے مل لئے مگر کہا بھی تم کو معلوم ہے۔ کہ وہ چاہتا کیا ہے؟"

میں نے دل میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اس مرد پر اسرار کو اسی رنگ میں پیش کروں گا۔ جس میں میں نے اس کو دیکھا تھا۔ پس میں نے سیدھا اور صاف جواب دینے کی بجائے مسٹر مارشنگٹن سے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ بڑی دیر تک اس کے لئے زور دیتا رہا۔ کہ میں یا آپ کو اس کے پاس بلا دوں یا اسے آپکی خدمت میں بھیج دوں۔ میں نے دونوں باتوں سے انکار کیا۔ لیکن چونکہ اس کی باتوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ کوئی غیر معمولی طور پر ضروری کام ہے جس کے لئے وہ فی الفور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس لئے میں نے آخر کار یہ بات طے کی کہ اگر وہ کوئی پیغام دینا چاہتا ہے تو وہ میں آپ کو پہنچا دوں گا۔"

"اچھا" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد پھر اچھا کیا۔

پیغام اس نے دیا تھا۔

"کہتا تھا میری طرف سے یہ الفاظ اسی صورت میں کہہ دینا جیمز کو یا بٹ ڈیٹ فورڈ کی ایڈمیرل بین بو نامی سرائے میں ٹھہرا ہے اور کہتا ہے کشتی منجدھار میں آگئی۔"

"کشتی منجدھار میں آگئی۔" مارشنگٹن نے آہستہ آہستہ ان لفظوں کو دہراتے ہوئے کہا۔ "ہم کیا یہی اس کے الفاظ تھے کشتی منجدھار میں آگئی؟"

"جی ہاں میں انہی کے لفظوں کو پیش کر رہا ہوں۔ ان کے علاوہ صرف ایک بات اور بھی اس نے کہی تھی یعنی یہ کہ آج شام کے پانچ بجے سے لے کر میں تب تک اسی مقام پر ٹھہرا رہوں گا جتنے کہ آپ اس سے ملیں۔ یا وہ آپ سے مل سکے۔"

مسٹر مارشنگٹن نے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ پھر اس کو دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "تمہارے خیال میں وہ روپے کا طلبگار تو نہ تھا؟"

"جی بالکل نہیں اس کے برعکس میں نے دیکھا۔ اس کی دونو جیبیں پونڈوں سے بھری ہوئی۔ اور بنک نوٹوں کی۔ ایک تھیلی اس کے پاس تھی اس کے علاوہ... ؟"

ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے لان کی حد کے پاس پہنچ چکے تھے۔ عین اس موقعہ پر جب یہ گفتگو ہمارے درمیان ہو رہی تھی۔ اور میں اپنے آقا سے جیمز کو بلٹ کے نئے کپڑوں کا ذکر کرنے لگا۔ کمیلا نے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ہم کو آوازیں دینی شروع کیں مسٹر مارشنگٹن نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو سمجھایا کہ ہم آتے ہیں۔ اس کے بعد مکان کی طرف چلتے ہوئے عجیب طرح کا تبسم کرنے لگا۔

"یہ آدمی کو بلٹ ... دراصل میرے پرانے وظیفہ خواروں میں سے ایک ہے"

چائے پینے کی میز لان کے ایک ایسے حصہ میں بچھادی گئی تھی، جہاں دھوپ اب تک باقی تھی۔ ہمیں واپس آتا دیکھ کر کمیلا چائے انڈیلنے لگی تھی لیکن مارشنگٹن سیدھا اس میز کی طرف جانے کی بجائے مکان کی طرف ہو لیا۔

اس پر کمیلا نے پیچھے سے آواز دی "ماموں جان میں تو آپ کیلئے چائے تیار کر رہی ہوں۔ اور آپ کسی اور طرف کو چلے جاتے ہیں۔ آجائیے ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی"

"میں ابھی ایک منٹ میں آتا ہوں" اس نے جواب دیا۔ اور کھلے دروازہ سے اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

میں اتنے میں میز کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ اور کمیلا کی دی ہوئی پیالی میرے ہاتھ میں تھی۔ ... جگہ سے جہاں ہم بیٹھے تھے۔ کمرہ کا دروازہ صاف دکھائی دیتا تھا۔ اور ... مسٹر مارشنگٹن کے واپس آنے کی امید ہر گھڑی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے ... نے وہ گفتگو بھی شروع نہ کی تھی جو عشق و محبت کے دیوانوں میں ذرا ذرا سی بات پر شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن بہت دیر ہو گئی اور مسٹر مارشنگٹن واپس نہ آئے۔ تو کمیلا نے کسی قدر بے صبری ظاہر کرتے ہوئے۔ وہ چائے جو اُن کے لئے پیالی میں ڈالی تھی۔ زمین پر پھینک دی اور مجھ سے کہنے لگی۔

"جینک بھیا ایک بار تم کو تکلیف کرنی پڑے گی۔ ذرا جا کر ماموں بابا کو لا دو۔ ورنہ نئی چائے تیار کرنی ہو گی"

ہر چند اس امیر گھر میں تازہ چائے کی تیاری کوئی خاص اہمیت کا معاملہ نہ تھی تو بھی کمیلا کے ارشاد کی تعمیل میں میں مسٹر ہارٹنگٹن کو بلانے چلا گیا۔ وہ اس کمرہ میں نہیں تھے جس میں میں نے اُن کو داخل ہوتے دیکھا تھا خیال آیا۔ شاید ٹیلیفون کرنے گئے ہوں جس کمرہ میں فون لگی تھی۔ وہ عمارت کے عقبی حصہ میں واقع تھی۔ لیکن وہاں پہنچکر معلوم ہوا۔ کہ وہ اس جگہ بھی نہیں آئے۔ عین اس موقعہ پر نوکرانی ہال کمرہ سے آتی ہوئی دکھائی دی۔

"کیوں بہن"، میں نے اس سے پوچھا "کچھ معلوم ہے مالک کہاں ہیں؟"

"جی کوئی ایک منٹ گذرا وہ کتوں کو ساتھ لیکر باہر گئے تھے"۔ اس نے جواب دیا۔

میں نے پاس والی کھڑکی سے باہر نظر ڈالی تو معلوم کہ مسٹر ہارٹنگٹن سیر کرنے کی چھڑی ہاتھ میں لئے سپینیل کتے ساتھ لے کر کسی طرف کو چلے جا رہے ہیں۔ انہوں نے گردن یوں سیدھی اٹھا رکھی تھی۔ گویا کسی بات کا مصمم ارادہ کر کے گئے ہیں اور چال بھی خاص تیز تھی۔

باغ کی طرف واپس جاتے ہوئے میں نے اپنے آپ سے کہا "ضرور وہ ہمبر کو بلیٹ کے نام تار بھیجنے کے لئے گاؤں گئے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے یہ کام میرے ذمہ نہ ڈالا"۔

جس وقت میں کمیلا سے ملنے باغ کی طرف جا رہا تھا۔ تو اس کمرہ میں جہاں مسٹر ہارٹنگٹن عموماً بیٹھا کرتے تھے۔ ایک عجیب اور انوکھی بات میرے دیکھنے میں آئی۔ نوشت کی میز پر ایک خالی گلاس پڑا تھا لیکن اس کی تہ میں قریباً ایک انچ ہلکے پیلے رنگ کی کوئی پینے کی چیز باقی تھی۔ میں نے جب گلاس ہاتھ میں لے کر سونگھا تو سوڈا ملی ہوئی برانڈی کی

بُو آئی۔ اس کے معنی صریحاً یہ تھے۔ کہ گھر سے چلتے وقت وہ تیز برانڈی کا ایک
گلاس پی کر گئے ہیں۔

میں اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ مسٹر ہارٹنگٹن عام حالات میں بڑے
ہی اعتدال پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کی عادت تھی۔ دن میں دو بار
دوپہر اور شام کے کھانے پر تھوڑی سی ہلکی شراب کھانا ہضم کرنے
کے لئے پیتے یا وسکی کا ایک گلاس رات کو سونے سے پہلے استعمال کرتے
تھے۔ بہرحال اس قسم کی تیز شراب سے جیسی آج انہوں نے پی اُن کو نفرت
تھی۔ غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ کوئی بہت ہی سخت صدمہ ہوگا۔ جو میری
دی ہوئی اطلاع سے ان کے دل کو پہنچا۔ کیونکہ اسی کا اثر باطل کرنے کے
لئے انہوں نے تیز برانڈی پی اس طرح کے حالات میں مناسب تو یہ تھا
کہ میں ان کے پیچھے پیچھے جاتا اور اُن کے ساتھ ساتھ رہتا، لیکن عشق و
محبت کے دیوتا نے پیروں میں کڑی ہی زنجیر باندھ رکھی تھی جدھر فرشتۂ
کا نچاتا تھا۔ اس کو چھوڑ کر میں پھر لان کی طرف چلا آیا۔ اور جس جگہ کمیلا
بیٹھی تھی وہیں اس کے پہلو میں ایک کرسی لے کر بیٹھ گیا۔ اس کی استفہامی
نگاہ کے جواب میں میں نے کہا۔ تمہارے ماموں کتوں کو ساتھ لے کر غالباً
گاؤں تک گئے ہیں؟ یا نہیں اس کے جواب میں اس نے کیا کہا۔ یہ بھی
یاد نہیں کہ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کس مضمون پر گفتگو کرتی رہی
کیونکہ امرِ واقعہ یہ ہے میرے خیالات کی رو اس وقت دُور پہنچی ہوئی تھی۔
اور سینہ میں گہرے اضطراب کا ہجوم تھا۔ آخرکار جب میں بولا تو اُس
نے اپنی خوشنما بھویں کمان کر کے گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف
دیکھنا شروع کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بالکل ہی بے تعلق سوال

تھا۔ جو میں نے اس سے پوچھا۔

" کمیلا" میں نے کہا۔ کیا تم نے مسٹر واشنگٹن کو پہلی مرتبہ اس موقعہ پر دیکھا تھا۔ جب فارغ التعلیم ہونے کے بعد وہ تم کو لینے بروگس کی خانقاہ میں گئے تھے؟"

" یہ تم آج کس طرح کی باتیں کرنے لگے ہو" کمیلا نے جواب دیا۔ "کیا میں پیشتر بیان نہیں کر چکی۔ کہ اس وقت پہلی مرتبہ میں نے اس کی صورت دیکھی تھی۔ اور تبھی مجھ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ میرے ماموں ہیں۔ جیسا میں نے تم کو پیشتر بتایا تھا۔ میری عمر چار سال کی تھی۔ کہ مجھ کو تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جنوبی امریکہ سے بروگس کے مقام پر بھیجا گیا تھا۔ چار سال کی چھوٹی عمر میں جن عورتوں کو میں نے دیکھا۔ ان کی یاد قطعاً باقی نہیں ہے۔ خانقاہ میں رہتے ہوئے میرا میل جول فقط اس جگہ کی لڑکیوں یا راہب عورتوں سے ہوا کرتا تھا۔ اس کے سوا نہ تبھی میں نے کسی کی صورت دیکھی نہ کوئی مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ حتےٰ کہ آخر کار مجھ کو بتایا گیا۔ تمہارے ماموں تمہیں لینے کو آئے ہیں۔ بس یہی وہ موقعہ تھا۔ جب میں نے ماموں فرانسس کی صورت پہلی مرتبہ دیکھی۔

" بے شک یہ حالات تم نے مجھ کو بتلائے تھے" میں نے جواب دیا۔ " لیکن کمیلا پیاری میں کبھی کوئی سوال بے مدعا نہیں پوچھا کرتا۔ لیکن ہاں کبھی تم نے اپنے ماموں کو جنوبی امریکہ کے کسی ایسے آدمی کا حال بیان کرتے بھی سنا ہے جس سے ان کی واقفیت ہو؟"

" کبھی نہیں ... ہرگز نہیں" اس نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا " اس آدمی کا بھی نہیں جس کا نام جینیز کوبلٹ ہے" میں نے یاد

تازہ کرنے کے خیال سے کہا۔

"کیا کہتے ہو؟ ... جینز کوبلٹ ... یہ تو عجب طرح کا نام ہے" وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی "بہرحال میں نے یہ نام پہلی مرتبہ تمہارے منہ سے سنا ہے۔ آخر یہ عجیب و غریب آدمی جینز کوبلٹ کون ہے؟"

میں اس کا جواب کیا دیتا۔ اچانک اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا میرے ہاتھ میں ایک بسکٹ تھا۔ حالت اضطراب میں میں نے اس کو کمیلا کے ٹیریر کتے کی طرف پھینک دیا جو ہری دھوپ میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ اس کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہی تو وہ سوال ہے جو میں خود دریافت کرنا چاہتا ہوں ... لیکن شام ہو گئی اور سرد ہوا چلنے لگی ہے۔ آؤ ذرا اندر چل کر کھانے کے انتظار میں انتاکھیلیں گے"

"تمہاری باتیں آج بے حد پر اسرار ہیں" وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگی "آخر معاملہ کیا ہے؟"

لیکن میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ میرے چہرہ کے آثار نے معاملہ کو اور بھی زیادہ پر اسرار بنا دیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تھوڑی سی تھوڑی دیر کے بعد متعجبانہ میرے منہ کو تکنے لگتی تھی۔

اسی حالت میں ہم دونوں باہر ڈرائنگ روم میں گئے۔

باب ۳

رات کے اندھیرے میں

اس پیغام کو پاکر جو پُراسرار جیمز کولیٹ نے مسٹر ہارٹنگٹن کے نام بھیجا تھا۔ ان
کے دل کو کسی طرح صدمہ پہنچا یا نہیں پہنچا۔ اس کا صحیح حال خدا کو بہتر معلوم
ہے۔ مگر اتنا میں اپنی چشم دید شہادت کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ ہفتہ کی اس
رات کو جب کا یہ ذکر ہے۔ انہوں نے گاؤں سے واپس آنے کے بعد کوئی ایک
بھی علامت ایسی ظاہر نہ ہونے دی جو ان کے حال دل کی مظہر ہوتی۔ اس کے
برعکس جیسا کہ گاہ بگاہ اوقات جدید میں دیکھنے میں آیا تھا۔ وہ اس [illegible] غیر معمولی
چہکے ہوئے تھے خوب ہنس ہنس کر باتیں کرتے رہے۔ پھر [illegible] ڈ کی
ایک بازی کھیلنے کی درخواست کی کمیلا کو ایک دو گانے [illegible] ان کے پسندیدہ
تھے۔ سنانے کے لئے کہا۔ اور جب آخر کار سونے کے [illegible] اپنے [illegible]
میں گئے۔ تو ان کی صحت ہر لحاظ سے مکمل [illegible] بشاشت کے
آثار لئے تھا۔ لیکن اس سے اگلی صبح کو جب میں نے ان کی حالت دیکھی
تو صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ رات کو پل بھر کے لئے نہیں سو [illegible]

کے نیچے سیاہ رنگ کے حلقے نمایاں اور چہرہ پیلاہٹ کی رنگت لئے تھا اس سے بعد جلد ہی نبض اور حالت کی بناپر میرے اس پہلے اندازہ کی جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ تصدیق ہو گئی۔ وہ کس طرح اس کا حال عرض کرتا ہوں۔

قریباً دو سال کے لمبے عرصہ میں جو مجھ کو مسٹر مارشگلن کے پاس رہتے ہوئے گذرا تھا۔ اور جس کے درمیان میں ان کے ساتھ میرے تعلقات اتنے ہی گہرے اور قریبی رہے جیسے کہ دو رشتہ داروں کے ہوتے ہیں۔ میں نے یہ بات معلوم کی تھی۔ کہ کسی طرح کی نمائش یا دکھاوے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ باطن کے انکسار اور حق پرستی کے طریق پر وہ ہمیشہ ایک پابند مذہب آدمی ثابت ہوتے تھے۔ طبعاً اتنے فیاض کہ جہاں کہیں معلوم ہوتا کوئی آدمی حقیقی طور پر حاجت مند ہے۔ وہ پوشیدہ طور پر جو کچھ ممکن ہوتا مدد کے طور پر پہنچا دیتے۔ اور ایسا کرتے ہوئے کبھی اپنے بائیں ہاتھ کو داہنے کے فعل سے واقف ہونے کا موقعہ نہ دیتے اس لمبے عرصہ میں کبھی کوئی آدمی ان کے در سے خالی نہ گیا اتنا ہی نہیں بلکہ ہر موقعہ پر خواہ وہ شہر میں ہوں یا دیہات میں۔ یقینی طور پر گرجا میں نماز پڑھنے جایا کرتے نہ کبھی مجھ کو اور نہ کمیلا کو ساتھ چلنے کے لئے کہتے۔ یا مجبور کرتے۔

وہ ان آدمیوں میں سے نہیں تھے۔ جو اپنے پابند مذہب ہونے کی دوسروں کو خیال کرنے کا ذریعہ بنایا کرتے ہیں۔ البتہ خود ان کی حالت میں میں نے دیکھا کہ خواہ بارش ہو یا آندھی موسم خوشگوار ہو یا طوفانی لازمی طور پر گرجا جاتا۔ اور وہ بھی گاڑی پر سوار ہو کر نہیں بلکہ پیدل۔ اس لئے اگر وہ اپریل کے اس اتوار کو جبکہ موسم بے حد خوشگوار تھا۔ اور بظاہر کوئی عارضہ

بھی ان کو لاحق نہیں تھا۔ اپنی ہمیشہ کی عادت کو منقطع کر کے مکان پر ٹھیرے رہے۔ تو ضرور اس کی تہ میں کوئی خاص بات ہوگی۔ انہوں نے مجھ سے یا کمیلا سے اس بارہ میں کسی عذر خواہی کی بھی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ چپ چاپ اپنی خوابگاہ سے نکلے اور کمرہ نشست میں بیٹھ کر دروازہ بند کر لیا۔ کمیلا نے یہ حالت دیکھی تو خاموش نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "آج یہ معاملہ کیا ہے" اور میں نے بھی آنکھوں ہی کی زبان سے جواب دیا کہ "میں خود حیران ہوں مجھے معلوم نہیں کیا بات ہے"

"بیمار تو نہیں ہیں"؟ کمیلا نے میرا جواب پاکر اگلا سوال الفاظ کی صورت میں پوچھا۔

جس کے جواب میں میں نے بتایا کہ میں زیادہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ رات کو اچھی طرح سو نہیں سکے"

کمیلا کے ہاتھ میں دعا کی کتاب تھی۔ اسے ایک طرف رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اس صورت میں میں ماموں کے پاس جاتی ہوں۔ مجھے ان کے قریب رہنا چاہیئے"

"خیال تو بہت اچھا ہے" میں نے جواب دیا "لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے زیادہ بہتر ہوگا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے"

اس نے تھوڑی دیر بعد میں اپنے ہی پیش کردہ مشورہ پر عمل کر کے کافی وقت تک پیدل سیر کرنے کے خیال سے باہر نکلا۔ کمیلا دستکاری میں مشغول رہا۔ کہ یہ خبر کو دیکھتے اور اس کے پر اسرار نتائج

کا کیا معمہ ہے اور کیوں ان چند بے ضرر الفاظ نے مسٹر مارسٹنگٹن کو اتنا پریشان کیا ہے چلتے چلتے میں اس مقام تک نکل گیا جہاں سے قصبہ والمرکی آبادی نشیب میں واقع نظر آتی ہے لیکن گو میں نے بہت دماغ لڑایا تاہم ان سوالات کے بارہ میں جو دل کو حیران کر رہے تھے کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ اگر اس معاملہ کی تہ میں درحقیقت کوئی گہرا راز تھا۔ تو اس کے خود بخود منکشف ہونے کا انتظار کرنا ہی واجب معلوم ہوتا تھا تاہم میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ مسٹر مارسٹنگٹن نے گاؤں کے ڈاک خانہ میں جا کر ایڈمیرل ین بوگی سرائے واقع ڈیٹ فورڈ کے پتہ پر جو تار روانہ کیا اس کا مضمون کیا تھا۔

اتوار کی سہ پہر کو جس وقت ہم تینوں لان پر بیٹھے چائے پی رہے تھے مسٹر مارسٹنگٹن نے رکتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں بہتر ہو تم دونوں آج رات گرجا ہو آؤ مجھ کو اس بات کا افسوس کہ بجز ہم میں سے کوئی نہ جا سکا"

کمیلا بہت ماں کو لڑکی ہے بلا تامل کہنے لگی۔

"تو آپ بالکل صحیح فرماتے ہیں۔ لیکن آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ میں آپ کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی"

مسٹر مارسٹنگٹن ہنسنے لگے مگر ان کی ہنسی پھیکی اور پر تکلف تھی "نہیں نہیں" وہ بولے "میں ہر طرح اچھا ہوں بات یہ ہے کہ مجھے خاطر خواہ نیند نہ آئی۔ بدن مضمحل تھا۔ اس لئے ڈاکٹر ہنگٹن کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے۔ یہی بہتر معلوم ہوا کہ گھر پہ آرام کروں۔ اس کے علاوہ اس ہفتہ پارلیمنٹ میں کام کا بہت

دور رہے گا۔ لیکن گاؤں کے سب لوگ جانتے ہیں کہ ہم نے کبھی گرجا
کا ناغہ نہیں کیا۔ اس لئے اگر میں نہیں جا سکا۔ تو تم دونوں کو
ضرور جانا چاہیئے۔ ڈیئر میرے عزیزہ تم بیٹی کمیلا کو ساتھ لے
جاؤ"۔

واقعہ میں ہم دونوں میں سے کسی کی خواہش گرجا جانے کی نہیں
تھی۔ لیکن چونکہ مسٹر بارسٹنگٹن کا حکم ماننا فرض تھا۔ اور ہم نے
کسی موقعہ پر ان کی کسی بات کی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ اس لئے
ہم چلے گئے۔ واپس آئے تو کچھ کچھ رات ہو گئی تھی۔
جب ہم مکان پر پہنچے تو دیکھا مسٹر بارسٹنگٹن موجود نہیں تھے۔ یہ
بات ہم دونوں کے لئے تعجب کی تھی۔ کیونکہ بغیر وہ دیہات میں
ایک قدم بھی نہ اٹھاتے تھے۔ اصطبل میں بیٹھے ہوئے موجود تھے
اس سے قدرتی طور پر ہمارے دلوں کو تشویش ہونے لگی۔
پہلا سوال تو یہ تھا کہ مسٹر بارسٹنگٹن رات کے وقت کسی طرح
کی اطلاع چھوڑے بغیر کہاں گئے۔ اور دوسرا یہ کہ کیوں گئے؟ اس
لئے کہ جیسا میں پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ ان کی زندگی گوشہ نشینی اور
تنہائی میں بسر ہوتی تھی۔ اور وہ کبھی کسی سے ملنے کے لئے نہ جاتے تھے
جس طرح کوئی دوسرا بھی ان سے ملنے کے لئے نہ آتا تھا۔ بالفرض وہ
چہل قدمی کرنے گئے ہوں تو اس صورت میں کتوں کو ساتھ نہ لیجانے
کی مصلحت کیا تھی۔ نوکر سب ایک دن کی چھٹی پر گئے ہوئے تھے
صرف برتھا گھر پر تھی۔ اور وہی رات کا کھانا میز پر لگا رہی تھی۔ جب اس
سے پوچھا گیا۔ تو کہنے لگی کہ "آپ لوگوں کے آنے سے قریباً نصف گھنٹہ

پہلے آقا ہیٹ اور اوورکوٹ پہن کر کمرہ نشست سے نکلے۔ اور کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف گئے تھے۔" ہم جب اس کمرہ میں گئے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اس کا ایک دروازہ لان کی طرف کھلتا تھا۔ اس سے نکل کر ہم ان سیڑھیوں پر گئے جو لان سے نیچے ساحل بحر کی طرف جانے کے لئے بنی ہوئی تھیں۔ لیکن اس گھپ اندھیرے میں جو ہر طرف چھایا ہوا تھا موجوں کی سرسراتی ہوئی آواز۔ یا شب بیدار پرندوں کی چیخوں کے سوا کوئی چیز سنائی نہ دیتی تھی۔ نہ کچھ نظر آتا تھا۔ یکایک کمیلا نے اپنا بازو میرے بازو میں ڈال دیا۔ اور اس وقت میں نے معلوم کیا کہ وہ کس قدر کانپ رہی تھی۔

کہنے لگی: "بیک، میرے دل کو کچھ کچھ ہوتا ہے۔"

"میں خود بے حد فکر مند ہوں!" میں نے جواب دیا: "بڑی غلطی کی۔ ان کو تنہا چھوڑ کر گھر جا سکے۔ دراصل ہمیں ان کے پاس ہی رہنا چاہیئے تھا!"

"آخر بات کیا ہے؟ انہوں نے تو ایسی رازداری کسی موقعہ پر نہ کی تھی!"

"اس کا جواب میں کیا دوں کمیلا" مجھے اصل حقیقت اس سے زیادہ معلوم نہیں جتنی ان آبی پرندوں کو جو چیختے ہوئے سنائی دیتے ہیں مگر ہاں یوں اتنا کہنا ہے کہ دال میں کالا ضرور ہے"

کیا ان باتوں کا تعلق اس پیغام سے تو نہیں جو تم ماموں کے لئے لائے تھے؟ کل تم نے کہا تھا کہ میں ایک پیغام ان کے لئے لایا ہوں..."

"شاید ایسا ہو"

... پیغام ایسے آدمی کی طرف سے تھا جس کا بھلا سا کچھ نام...

کوبلیٹ تم نے لیا تھا۔ یہ میں اس لئے پوچھتی ہوں کہ تمہارے آنے سے پہلے تک ماموں ہر طرح بھلے چنگے تھے۔ اس کے بعد معلوم نہیں یکایک ان کو کیا ہو گیا ؟"

"بیٹی بے شک اس آدمی کو بلیٹ کی طرف سے ان کے لئے ایک پیغام لایا تھا" میں نے جواب دیا" لیکن ... میرے خیال میں جلدی یا بدیر مجھے تم کو سارے حالات سے واقف ہی کرنا پڑے گا۔ کیونکہ میرا دل یہ کہتا ہے ..."

لیکن فوراً خیال آیا کہ ممکن ہے مسٹر مارشنگٹن کی غیر حاضری کی معقول وجوہات ہوں۔ اس کا تو مجھ کو یقین تھا کہ انہوں نے یوم گذشتہ کی سہ پہر کو کوبلیٹ کے نام گاؤں کے ڈاکخانہ سے کوئی تار بھیجا تھا۔ اس کے آگے سوال پیدا ہوا کہ اس تار کا مضمون کیا ہو سکتا ہے ؟ غالباً انہوں نے اتوار کی شام کے لئے سینٹ مارشا گرسٹ کے قریب اس آدمی کو ملنے کے لئے بلایا ہوگا۔ اور فی الحال اسی سے ملنے گئے ہونگے لیکن ایک کے سلسلہ میں دوسرا خیال فوراً یہ پیدا ہوا کہ کیا یہ آدمی جیمز کوبلیٹ ہر طرح قابل اعتقاد ہے ؟ کیا مسٹر مارشنگٹن کو تنہا اس کی ملاقات کے لئے جانا واجب تھا ؟ ان خیالات کے پیدا ہوتے ہی میں اپنے اندر ایک نئی طرح کی گھبراہٹ محسوس کرنے لگا۔ قاعدہ ہے جب آدمی کو منصوبہ درپیش آیا ہو تو وہ بھاگ دوڑ میں سلامتی کی راہ دیکھنے لگتا ہے۔ یہ نہیں سوچتا کہ اس کی دوڑ دھوپ کا نتیجہ مفید ثابت ہوگا یا مضر چنانچہ میرے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا کہ مسٹر مارشنگٹن کے پیچھے چل کر دیکھوں کہیں وہ ہوں [illegible] ہوں [illegible] سکے

[illegible] کسان کو گھر سے گئے آدھ گھنٹہ کے قریب ہو گیا۔ خدا کو بہتر
معلوم ہے وہ شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب ان چار سمتوں میں سے
کس طرف گئے ہیں۔ گاؤں کا رخ کیا یا سمندر کے کناروں کا۔ بھلا ہم کس
کس جگہ ان کی تلاش کرتے پھریں گے؟ بہترین صورت یہی تھی۔ کہ صبر
و سکون کے ساتھ حالات کا انتظار کیا جائے۔

"کیا بات ہے تم کہتے کہتے رک گئے" کمیلا نے دفعتاً میرے خیال کی
رو کو قطع کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں یوں ہی [illegible] جوش میں کچھ مبالغہ کے الفاظ کہہ دیئے
تھے" میں نے اپنے [illegible] ہوئے جواب دیا۔ لیکن میری دانست میں
فکر و تشویش کی کوئی [illegible] نہیں وہ سیر کرنے گئے ہیں۔ عنقریب واپس
آجائیں گے۔ [illegible] تم کھانے سے فارغ ہو لیں"

یہ تو [illegible] ۔ ہوتے ہوتے دس بج گئے۔ لیکن مسٹر
ہارسٹنگٹن نہ آسکے۔ آخر جب گیارہ کا عمل ہونے لگا۔ تو یہ حالت ہمارے
بیتاب دلوں کی تھی۔ کہ ایک جگہ جم کر بیٹھا نہ جاتا تھا۔ کبھی میں اٹھ
کر دروازہ کی طرف جاتا کبھی وہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہو کر آہٹ لینے
لگتی۔ آخر جب گیارہ بھی بج چکے تو کمیلا متین صورت بنائے میری
طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"بیشک وہ جو کچھ تم نے پہلے کہا تھا۔ صحیح معلوم ہوتا ہے ضرور
اس معاملہ کی تہ میں کوئی خاص بات ہو گی۔ یوں چپ بیٹھ کر صبر کرنا
طاقت سے باہر ہے میرا دماغ وحشت محسوس کرنے لگا ہے
ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ضرور چاہیئے"

"اگر تم رائے دو تو ہم ان کے سپینیل کتے اُن کی تلاش میں چھوڑ
دیں؟"

"کتے؟ ...؟" وہ حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگی۔

"ہاں کتا بہت سیانا جانور ہے۔ بُو سونگھ کر اُن کا پتہ لگا لے گا۔ تم
ذرا بھاری اوورکوٹ پہن لو پھر چلتے ہیں۔"

مسٹر مارسٹنگٹن کے پالتو کتے اصطبل میں بندھے تھے۔ ہم ان کے
گلے میں رسیاں باندھ کر پہلے کھانا کھانے کے کمرہ میں لائے۔ اس جگہ
پہ پہنچ کر وہ لالن کی طرف مُڑے پھر ادھر اُدھر گھوم کر ایک پھاٹک کی طرف
ہو لئے۔ جس کے آگے ایک ... پگڈنڈی فراز کو ہی مقامات کے اوپر
جاتی ہوئی کسی طرف کو جاتی تھی۔

"ضرور وہ کراروں کی طرف گئے ہیں" کیپا نے کہا "لیکن میرے
خدا ایسی گھُپ اندھیری رات میں ..."

قدرت نے آدمی کو سب طاقتیں عطا کی ہیں عرصہ قلیل میں ہم
دونوں اندھیرے میں دیکھنے کے عادی ہو گئے۔ اور کتے بے صبری سے اُن
رسیوں کو کھینچتے ہوئے جو ہم نے تھام رکھی تھیں ہمارے آگے آگے
اس راہ پر چلنے لگے۔ وہ پگڈنڈی جس کا میں ذکر کر رہا ہوں کراروں
کے اوپر ہوتی ہوئی روشنی کے مینار کے پاس سے گزر کر خلیج بینگ
ڈن اور ڈوور کی طرف جاتی ہے۔ بعض مقامات پر اونچی چٹانوں
کے قرب میں راستہ اتنا تنگ تھا کہ اگر اندھیرے میں پاؤں پھسل
جائے تو نیچے گرنے اور بکھرے ہوئے پتھروں سے ٹکرا کر فوراً پاش پاش
ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی۔ یہی وہ اندیشہ تھا جو اس

رستہ پر چلتے ہوئے میرے اور گمیلا کے دل کو بری طرح سہما رہا تھا۔

"اطمینان کی بات صرف ایک ہے" گمیلا نے لمبی خاموشی کے بعد یکایک کہا "یعنی ہوا جو ان مقامات پر اکثر تیز چلا کرتی ہے آج بند ہے ورنہ..."

فقرہ اس کے منہ میں ناتمام ہی رہ گیا کیونکہ کتے جو پہلے ہی ہمیں اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لئے جا رہے تھے اب یکایک پورے زور سے اپنے ایک ایسے مقام کی طرف بڑھے جہاں پہلو کی چٹانوں میں کچھ پتھر کھود کر طاقچے سے بنا دیئے گئے تھے اور ان کے اندر پتھر کی بنچیں اس خیال سے رکھی ہوئی تھیں کہ اگر کوئی راہرو چلتا چلتا نڈھال ہو جائے تو ان میں سے کسی پر بیٹھ کر دم لے سکے۔ انہی بنچوں میں سے ایک کی طرف کتوں نے جست کی اور اس کے ساتھ ہی زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ اندھیرے میں ہم نے ایک تاریک صورت کو بنچ سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوتے دیکھا۔ اور اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ وہ آدمی جو کوئی بھی تھا لڑکھڑاتا ہوا ہماری طرف کو آنے لگا ہے۔

کتے اب اس زور سے بھونکنے اور اچھلنے لگے تھے۔ کہ ہمارے لئے ان کی رسیاں قابو رکھنا محال ہو گیا اور وہ زور لگا کر خود بخود ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے۔

اتنے میں مسٹر مارشنگٹن کی آواز یہ کہتے سنائی دی "اوہ میرے عزیز تم نے کتنی بڑی تکلیف کی" معلوم ہوا یہ انہی کی اندھیری صورت تھی جسے دیکھ کر وفادار کتے اتنے بے تاب ہونے لگے تھے۔

اور وہی صورت اب ہماری طرف کو چلی آرہی تھی۔" بات دراصل یہ ہے"
انہوں نے سلسلۂ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "کل رات چونکہ میں اچھی طرح
سو نہ سکا تھا۔ اس لئے سوچا کہ آج آرام کرنے سے پہلے ذرا ہوا خوری
کرلوں۔ بے خبری میں بہت دور نکل آیا۔ اور چونکہ تھکان محسوس کرنے لگا
تھا۔ اس لئے دم لینے کو بیٹھ گیا۔ لیکن یہ بتاؤ بیٹی کمیلا! اور ڈاکٹر ہم تم بھی
کیا میری وجہ سے بہت فکر مند ہو گئے تھے؟"

"ماموں جان میں تو مارے فکر کے نیم جان ہو رہی تھی" کمیلا نے
جواب دیا۔ "اب خواہ کچھ ہو میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گی مسٹر ڈرہم
کا سہارا لیجیے۔ ایسا نہ ہو اندھیرے میں آپ کا پاؤں ادھر ادھر پڑ
جائے۔"

مسٹر مارشنگٹن نے ہنسی میں ایک دو باتیں کہیں۔ پھر میرے
بازو کا سہارا لے کر ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ہم تینوں اپنے
مکان کی طرف واپس جا رہے تھے۔ لیکن کتوں کا شور کسی طرح تھمتا
نظر نہ آتا تھا۔ لیکن جب ہم مکان کے اندر پہنچے تو روشنی میں
دیکھنے پر معلوم ہوا۔ کہ مسٹر مارشنگٹن کے چہرہ کی رنگت اتنی
پیلی تھی۔ کہ دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی وہ فرط نقاہت
سے ایک کرسی پر گر پڑے۔ لیکن نہ تو انہوں نے اس کے بعد اپنی
ضعف جانی کا ذکر کیا۔ اور نہ سیر کے متعلق کوئی اور بات کہی۔
البتہ جب کمیلا ایک فرمانبردار بیٹی کی طرح ان کی مختلف خدمات
سرانجام دے چکی۔ اور وہ مسکراتے ہوئے ان سب آسائشوں
سے بہرہ اندوز ہو چکے۔ تو بانجام کار خوابگاہ میں جانے کے

لیے اٹھتے لیکن جس وقت وہ اپنے کمرہ خواب تک جانے
کے لئے سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے۔ تو ان کا قدم رک رک
کر اٹھتا تھا۔ اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یوں دم لینے کے
لئے ٹھہر جاتے کہ صاف دکھائی دیتا تھا۔ انتہائی کمزوری محسوس
کر رہے ہیں۔

یہاں ہماری زندگی کے اس پُراسرار ناٹک کا پہلا منظر ختم
ہو جاتا ہے۔ دوسرا جو اگلے دن پیش ہوا۔ اب اس کا حال سنئے۔
مسٹر ہارسنگٹن [illegible] ان [illegible] ریزیڈنٹ ڈاکٹر [illegible]
[illegible] اپنی ڈاک [illegible] ہمارا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] اس لئے میں ان خطوں کو لے کر جن کی [illegible]
[illegible] مسٹر ہارسنگٹن اور مجھ کو آہستہ سے ایک لفظ
[illegible] لائبریری والے کمرہ میں چلا گیا۔ [illegible] مسٹر
ہارسنگٹن کے [illegible] رہتے ہوئے میں ان کی ڈاک کی نوعیت
اچھی طرح سمجھنے لگا تھا۔ اور اکثر حالتوں میں لفافہ کھولنے بغیر ہی
خط کا مضمون بھانپ لیا کرتا تھا۔ کچھ چٹھیاں خیرات کے طلبگاروں
کی کچھ فہرستیں تاجروں کی بھیجی ہوئی چند ایسے خطوط جن
میں [illegible] کی تفصیل درج ہوتی تھی۔ ان کے حلقہ انتخاب کے
رائے دہندوں کی بعض چٹھیاں کسی میں کچھ کی نئی [illegible]

منگوانے کا مطالبہ۔ کسی میں کرکٹ کھیلنے کی کلب کے لئے چندہ
کا ذکر غرض ایسے ہی مضمون کے خط ان کی روزانہ ڈاک میں آیا کرتے
تھے۔ اور چونکہ جیسا مذکور ہوا ہے۔ مسٹر مارشنگٹن کا حلقہ احباب
محدود تھا۔ نہ وہ خود کسی سے ملتے اور نہ کوئی ان سے ملنے کے لئے آتا
تھا۔ اس لئے ایسی چٹھیاں بہت کم ان کے نام موصول ہوتی تھیں جنکو
صحیح معنوں میں نجی قرار دیا جاسکے۔ لیکن سوئے اتفاق سے پہلا ہی
خط جو میں نے اس روز ہاتھ میں لے کر کھولا۔ ان کا ذاتی نکلا۔ مضمون
اتنا مختصر تھا۔ کہ میں خواہش نہ رکھتے ہوئے بھی دیکھتے دیکھتے اتنا پڑھ
گیا وہ خط اب تک میرے پاس موجود ہے۔ اور میں اس کا مضمون
بجنسہ ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

لارڈ وارڈن ہوٹل

ڈوور ۱۲ اپریل ۱۹۰۹ء

میرے بہت پیارے دوست مارشنگٹن

آپ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ میں پیرس سے چل کر آپ کے
وطن میں آگیا ہوں۔ اس جگہ پہنچ کر معلوم ہوا۔ کہ آپ کس حال میں
زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا۔ کہ آپ نے سمندر کے کنارے
ایک پرفضا مقام پر کوٹھی لی ہوئی ہے۔ اور وہیں سے [illegible]
ٹھہرے ہیں۔ چونکہ میرے دل کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ [illegible]
پرانے دوست سے ملکر آپ کو بیحد خوشی ہوگی۔ اس لئے
میرا ارادہ کل سوموار کو سہ پہر کے قریب وہاں آپ سے ملنے
کے لئے آنے کا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری یہ ملاقات

بہت دل خوش کن ہوگی۔ اور گذرے ہوئے اوقات کا ذکر کرتے ہوئے ہم دونو بھی خوشی حاصل کر سکیں گے۔ امید ہے آپ ہر طرح بخیریت ہوں گے اور اپنے پرانے رفیق اور گہرے دوست کو ابھی تک فراموش نہ کیا ہوگا۔

میں ہوں آپ کا صادق

جوزی ڈی لانڈا

خط کی رسمی تحریر کو دیکھتے ہوئے میں نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ یہی سمجھا کہ اس کے لکھنے والا کوئی ایسا آدمی ہے جس سے مسٹر مارسٹنگٹن کی اس زمانہ کی واقفیت ہے جب وہ انگلستان سے باہر رہا کرتے تھے۔ جیسا آپ لوگ بھی جو اس داستان کو پڑھ رہے ہیں خط کے مضمون سے اندازہ کر سکے ہوں گے۔ اس میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہ تھی۔ جس کو دیکھ کر یہ اندیشہ میرے دل میں پیدا ہوتا۔ کہ اس کو پڑھ کر مسٹر مارسٹنگٹن کے دل کو اس سے بہت زیادہ سخت صدمہ پہنچیگا جتنا جیمز کولیٹ کے دیئے ہوئے پیغام سے پہنچا تھا۔ اس لئے جب میں ڈاک لے کر [illegible] ہوکر اس کمرہ میں گیا جہاں کمیلا اور مسٹر مارسٹنگٹن ناشتہ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ تو اس خط کو کھلا ہوا اپنے ہاتھ میں لے گیا۔

وہ خط مسٹر مارسٹنگٹن کے ہاتھ میں دیتے ہوئے میں نے کہا "لیجئے یہ آپ کے نام کی ذاتی چٹھی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خاص بات ایسی نہیں جو آج کی ڈاک میں قابل ذکر

ہو"

مسٹر ہارشنگٹن نے لاپروائی سے ہاتھ آگے نکال کر وہ خط مجھ سے لے لیا۔ لیکن جونہی ان کی نظر راقم کے نام پر پڑی تو چونکے کرسی پر بیٹھے بیٹھے زور سے لڑکھڑا اُٹھے پھر خط ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور وہ کسی مردہ اور بے جان لاش کی مانند دھم سے فرش زمین پر گر پڑے...

باب ۴

بینیرڈی لانڈا

خوش قسمتی سے گاؤں میں ایک قابل ڈاکٹر رہتا تھا۔ اسے فوراً بلایا گیا۔ اور وہ فوراً ہی اپنے نائب کو ساتھ لے کر آ پہنچا۔ تھوڑی سی کوشش سے مسٹر مارشنگٹن کو ہوش میں لایا گیا۔ لیکن اس کے بعد ڈاکٹر نے صلاح دی کہ آپ کو بستر پر آرام کرنا چاہیئے اور کسی بھی حالت میں آپ کسی کام کے لئے اٹھنے کی تکلیف نہ کریں۔ لیکن مارشنگٹن کا رویہ عجیب اور بعید از فہم تھا۔ وہ ڈاکٹر کے مشورہ کو خاطر میں نہ لا کر بار بار کہتے تھے کہ میرے لئے دو بجے سے پہلے لندن پہنچنا ضروری ہے۔ اور میں ضرور وہاں جاؤں گا۔ ایک اور عجیب و حیرت انگیز بات جو ہمارے دیکھنے میں آئی، یہ تھی کہ ہوش میں آنے کے بعد نہ صرف انہوں نے اس بے ہوشی کے واقعہ کو یہ کہتے ہوئے سرسری قرار دیا۔ کہ یہ سب اس تھکاوٹ کا نتیجہ تھا۔ جو کل رات بہت دور چلنے سے مجھ کو ہوئی تھی۔ بلکہ یکایک ان کے اندر ایک اس طرح کی پھرتی

اور مستعدی پیدا ہو گئی جو پیشتر کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ ڈاکٹر کو جس قدر جلد ممکن تھا۔ اس کی فیس دے کر رخصت کرنے کے بعد وہ ناشتہ کرنے بیٹھ گئے۔ اور اس طرح پیٹ بھر کر کھایا۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ قطعاً پیش نہ آیا تھا۔ اس آدمی کی طرح جس کے وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہو وہ ناشتہ کرتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ ہدایات جاری کر رہے تھے۔

"بیٹی کمیلا" انھوں نے کہنا شروع کیا "تمہیں پون گھنٹے کے اندر اندر رخصت کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اس میں ایک منٹ کی بھی دیر نہ ہو ... ڈرہم میرے عزیز تم ابھی جاکر اس بات کا انتظام کر دو۔ کہ بڑی موٹر ساڑھے دس بجے تیار ہو کر دروازہ پر آ جائے میں اور کمیلا اس پر سوار ہو کر جائیں گے۔ اس کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو تم نے چھوٹی موٹر پر سوار ہو کے چلے آنا۔

میں نے آگے رکھی ہوئی پلیٹ سے نظر ہٹا کر ان کے منہ کو حیرت کے ساتھ دیکھنا شروع کیا۔ لیکن انہوں نے لاپرواہی سے سر ہلایا۔ اور اپنی انگلیوں سے میز کا سرا بجاتے ہوئے کہنے لگے۔

"ہمارا جلد از جلد لندن پہنچ جانا ضروری ہے۔ اس لئے ہم دونوں پہلے جائیں گے۔ تمہارے لئے ایک چھوٹا سا کام اور ہے۔ جب اس سے فارغ ہو چکو۔ تو چار بجے کے عمل پر وہاں مجھ سے آ ملنا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ ناشتہ سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور مجھ سے کہنے لگے "جب ناشتہ کر لو۔ تو لائبریری والے کمرہ میں چلے آنا"۔

ان کے رخصت ہوئے پر میں اور کمیلا ایک دوسرے کے منہ کو تکنے

تھے۔
"دیکھو میں ایک بات کی تاکید کرتا ہوں" میں نے آواز دبا کر کمیلا سے کہنا شروع کیا "لندن پہنچنے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو ڈاکٹر ہیمنگٹن کو بلوانا۔ میں ان کی غیر معمولی پھرتی اور مستعدی کو اطمینان کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ بالفرض..."

لیکن میں بات پوری نہ کر پایا تھا کہ مسٹر ہارٹنگٹن کی آواز سنائی دی۔ وہ دوسرے کمرے سے مجھ کو بلا رہے تھے۔ میں جب ان کے پاس گیا تو دیکھا وہی ڈوریوں والی چٹھی ہاتھ میں لئے میز کے پاس کھڑے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے دروازہ کی طرف نظر ڈالی گویا معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں نے اس کو بند کر دیا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد دبی آواز میں کہنے لگے "ڈرہم کیا تم نے اس خط کا مضمون پڑھا ہے؟"

"جی ہاں ارادہ نہ رکھتے ہوئے بھی میری نظر اس پر پڑ گئی۔ لیکن میں اُمید کرتا ہوں..."

"خیر کوئی بات نہیں لکھنے والا میرا... ایک دوست ہے جس سے... ملے بہت مدت ہو گئی" انہوں نے اس طرح رکتے ہوئے کہا گویا اپنے لفظوں کو تول تول کر کہتے ہیں "میں اس آدمی سینیر ڈی لا انڈا سے اس زمانہ میں واقف تھا جب ہم جنوبی امریکہ رہا کرتے تھے..."

"جی بیشک" میں نے بدستور گردن جھکائے ہوئے کہا۔
"تم نے اس خط میں پڑھا ہوگا کہ سینیر ڈی لا انڈا کا ارادہ آج سے

یہ اس جگہ میرے پاس آنے کا ہے" انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا
"لیکن کچھ ایسا ضروری کام مجھ کو در پیش ہے کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اس
لئے جا رہا ہوں۔ تم ڈوور جا کر اس ہوٹل میں ... لارڈ وارڈن جس کا نام ہے
اس آدمی سے ملو۔ میرے اور کمیلا کے رخصت ہوتے ہی چلے جانا ..."

میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ ان کے مزید احکام کا منتظر رہا۔
دفعتاً خبط کے مریض کی طرح وہ گہری فکر کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر
اُدھر ٹہلنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر واپس میز کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے
اور خط کے کناروں کو بے مدعا مروڑتے ہوئے اس طرح کی حالت میں کہ دبا
ضبط اب ان کی ہر ادا سے ظاہر تھا۔ کہنے لگے "میری طرف سے مل کر اس آدمی
... سینیر ڈی لانڈا سے کہنا کہ افسوس ہے میں ... ایک بہت ضروری
کام کی وجہ سے آج اس سے نہ مل سکا ... اس طرح کے موقعوں پر جو
باتیں عموماً کہی جاتی ہیں۔ وہ میرے بتانے کی نہیں۔ تم خود ان کو اچھی طرح
جانتے ہو۔ بہرحال جس طرح ممکن ہو اس کا اطمینان کرا دینا۔ کہ آج کی
ملاقات غیر ممکن تھی۔ اور اس کے بعد پوچھنا۔ کہ ہفتہ آئندہ میں وہ کس
روز میرے ساتھ مل کر میگا تخمینہ کلب میں کھانا کھا سکیں گے ... میں چاہتا
ہوں ... یا نہیں بس اتنا ہی کافی ہے۔ یہ لو میرا کارڈ اور یہ سینیر ڈی لانڈا
کی چٹھی، اپنے پاس رکھو۔ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے"

اس کے کچھ عرصہ بعد جب وہ کمیلا کو ساتھ لے کر بڑی موٹر پر رخصت
ہو گئے اور میں دوسری موٹر پر بیٹھ کر ڈوور کو روانہ ہوا۔ تو تین پر اہمیت
سوال میرے جی کو پریشان کر رہے تھے۔

۱۔ کیا وجہ تھی۔ کہ مسٹر مارشنگٹن چٹھی پر سینیر ڈی لانڈا کا نام دیکھ کر غش کر گئے ؟

۲۔ عام حالات میں وہ بڑے صادقانہ پیرایہ میں گفتگو کیا کرتے ہیں لیکن آج سینیر ڈی لانڈا کے متعلق جو ہدایات مجھ کو دیں وہ سراسر نمائش اور بناوٹ پر مبنی تھیں اس میں، کیا بھید ہے ؟

۳۔ کیا وجہ مسٹر مارشنگٹن نے سینیر ڈی لانڈا کو اپنے ایٹن سکویر والے مکان پر آنے کا موقعہ نہ دیا۔ بلکہ اسے میگا تھینیم کلب میں بلایا ہے۔ جس کے وہ ممبر ہیں۔

یہ تین گہرے سوال تھے۔ جو میرے جی کو حیران کر رہے تھے۔ لیکن بعد ازاں جب میری موٹر تیز رفتار سے ڈیل اور ڈوور والی سڑک پر اڑی چلی جاتی تھی میں نے ایک سوال اور بھی اپنے آپ سے پوچھا جو میری دانست میں ان تینوں سے زیادہ پر اہمیت تھا۔ یعنی یہ۔

کیا ایٹن سکویر والے مکان پر جینبر کو بلیٹ کی آمد ڈوور میں سینیر ڈی لانڈا کے فوری ورود سے کوئی تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر رکھتی ہے تو کیا ؟

لیکن مجھے ان پر غور کرنے یا ان کے سلسلہ میں کسی نتیجہ تک پہنچنے کا موقعہ نہ ملا۔ اس لئے کہ میں تھوڑے عرصہ قلیل میں ہی ڈوور جا پہنچا۔ چنانچہ اس مشہور بندرگاہ کے گھڑیال گیارہ بجا رہے تھے۔ کہ میں نے لارڈ وارڈن ہوٹل میں داخل ہو کر اپنا اور مسٹر مارشنگٹن کا کارڈ مینجر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے سینیر ڈی لانڈا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ مجھ کو اچھی طرح یاد ہے جب میں ہوٹل کے دفتر میں کھڑا گرجا کی گھڑی کی آہنی آواز سنتے ہوئے سینیر ڈی لانڈا کا انتظار کر رہا تھا۔ تو دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ

سکا۔ کہ وہ کس شکل وصورت کا آدمی ہوگا۔ میں نے دو تین صورتیں اپنی چشم تخیل کے سامنے قائم کیں۔ ایک لمبی قد آور ہسپانوی نوجوان کی جس کی پیشانی بلند آنکھیں رقیق۔ چہرہ فکر کے آثار لئے ہوئے۔ اور مونچھیں پٹی ہوئی۔ اور گیسوے دار تھیں۔ دوسری صورت جو میں نے ذہن میں قائم کی وہ کسی نیم ہسپانوی نیم امریکن آدمی کی تھی۔ یعنی ایک۔ اس طرح کے زرد چہرہ زمیندار کی جس کی رنگت اس تمباکو کی طرح پیلی ہو جس کی وہ کاشت کیا کرتا ہے اور تیسری ... لیکن میرے خیالات کی رو اسی حد تک پہنچی تھی کہ نوکر نے مودبانہ پاس آکر اطلاع دی "آئیے میں آپ کو سینیر ڈی لانڈا کے پاس لے چلوں"

میں اس کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ اور اس نے تھوڑی دور جاکر ایک کمرہ کا دروازہ کھولا اس دروازہ کے کھلنے کے ساتھ ہی میں نے اس کمرہ کی تمام حالت دیکھتے ہوئے معلوم کر لیا کہ سینیر ڈی لانڈا خواہ کوئی مالدار آدمی ہو یا نہ ہو۔ زمیندار ہو یا مزارع اس میں شک نہیں۔ مذاق سلیم رکھتا اور اپنی زندگی آرام و آسایش کے ساتھ بسر کرنے کا عادی ہے۔ جس کمرہ میں ہم داخل ہوئے اس ہوٹل کے بہترین کمروں میں سے ایک تھا۔ ڈی لانڈا میز کے پاس بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ [illegible] کی چیزیں نہ صرف مقدار کثیر میں رکھی ہوئی تھیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ لندن اور پیرس کی منڈیوں کی اچھی سے اچھی اور نہایت گراں قیمت چیزیں۔ ان میں شامل تھیں۔ معلوم ہوا۔ وہ میرے آنے سے ذرا ہی دیر پہلے کھانے کے لئے بیٹھا تھا۔ تاہم مجھ کو دیکھ کر سروقد کھڑا ہو گیا اور ازراہ اخلاق مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے نکالے میری طرف کو آیا۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ جو صورتیں میں نے اپنے تخیل میں قائم کیں ۔
وہ ان میں سے کسی ایک کے مشابہ بھی نہیں تھا۔ پستہ قد، نازک اندام،
غایت درجہ صاف ستھرا اور اس مخصوص طرز کا آدمی جس کی عمر کا صحیح اندازہ
کرنا ہمیشہ غیر ممکن ہوتا ہے۔ چہرہ کی تازہ گلابی رنگت میں منطقہ حارہ کی
دھوپ کا کوئی اثر باقی تھا اور نہ سمندر کی ہواؤں کا۔ بالوں کی رنگت طلائی
اور بھورے رنگوں کے بین بین تھی۔ اور اس نے اپنے فرق پر سیدھی
مانگ نکال کر ان کو نوجوانوں کی طرح غیر معمولی اہتمام سے آراستہ کیا
ہوا تھا۔ داڑھی نوکیلی جس کے بال بڑے تکلف سے تراشے ہوئے نظر
آتے تھے۔ اور مونچھیں جن پر غالباً وہ خاص توجہ دیتا تھا۔ چمکیلی اور ان
کے دونوں سرے کسی حد تک اوپر کو اٹھے ہوئے طلائی کمانی کا وہ چشمہ
جو صرف ناک پر رکھا جاتا ہے۔ اور جس میں کانوں تک لے جانے کے لئے
بغلی کمانیاں نہیں ہوتیں۔ اس کی صورت کو اور بھی دلکش بناتا تھا
تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد، جب وہ اس چشمہ کے شفاف شیشوں
کی راہ سے دیکھ کر مسکراتا ۔ تو اس کے خوشنما سفید اور ہموار دانت نمایاں
ہو کر اس کے چہرہ کی خوبیوں میں اور بھی اضافہ کرتے تھے۔ رہ گیا اس کا
لباس تو وہ کسی جنوبی امریکہ کے باشندہ سے بہت زیادہ انگلستان
کے کسی دیہاتی رئیس کی پوشش سے مشابہ تھا۔ گہرے رنگ ٹویڈ کا
نہایت فیشن ایبل اور بے عیب سوٹ گلے میں، پیروں میں بڑھیا قسم کے بوٹ
نکٹائی غیر معمولی اہتمام سے بندھی ہوئی ۔۔۔ اس کو دیکھتے ہی میں اس
نتیجہ پر پہنچا کہ جہاں تک اس کی شکل و شباہت یا لباس کا تعلق
ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں جو اسے غیر ملکی ثابت کرنے والی ہو سوائے

ایک کے دو دھیا گھرے فیلٹ کی ہسپانی طرز کی ہیٹ ایک جانب کتابوں اور اخباروں کے انبار کے پاس رکھی ہوئی اس کو ہسپانوی نژاد ثابت کرنے کا واحد ذریعہ تھی۔

پھر اُن کی آواز کتنی شیریں اور لہجہ کتنا دلفریب تھا۔ اس وقت جب وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے نکال کر میری تقدیم کو بڑھا۔ تو سچ جانئے میں اس آن واحد میں اس پر موہت ہو گیا۔

"مسٹر ڈرہم ؟" اس نے بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے کارڈ پر میں سے ایک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر جان بنیل ڈرہم ... بڑی خوش نصیبی ہے کہ آپ کا نیاز حاصل ہوا"

میں سیدھا سادہ انگریز۔ اس غیر ملکی آدمی کی پُر تکلف باتیں سن سن کر حیران ہوتا۔ اور اپنے آپ کو اس کی موجودگی میں بہت چھوٹا سمجھنے پر مجبور تھا۔ اس کا ہاتھ مصافحہ کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے میں سنتا ہی کہا "معاف کیجئے میں نے آپ کو بے وقت زحمت دی ہیں مسٹر مارسٹنگٹن کا منشی خاص ہوں اور انہی کا بھیجا ہوا حاضر خدمت ہوا ہوں۔ وہ خود آپ سے ملنے کے لئے آتے لیکن ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے نہیں آ سکے"

میری باتیں سن کر سینیر ڈی لانڈا کے چہرہ پر ہمدردی کے آثار پیدا ہو گئے وہ مجھے اپنے ساتھ میز کے پاس لے گیا۔ اور کرسی پیش کرتے ہوئے کہنے لگا:

"مجھے اپنے عزیز دوست مارسٹنگٹن کے بارہ میں آپ کی زبانی یہ حالات سن کر بہت تشویش ہوئی ہے خدانخواستہ انہیں کوئی عارضہ

تو ااحق نہیں؟ میرے خیال میں آپ نے ان کے لئے بہترین طبی مشورہ حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کی ہوگی... لیکن ناشتہ حاضر ہے تناول کیجئے... نہیں اچھا تو کم از کم تھوڑا قہوہ اور ایک سگرٹ ہی قبول کیجئے"

میں قہوہ اور سگرٹ سے انکار نہ کر سکا جس کے بعد ڈی لانڈا نے پھر اپنی جگہ پر بیٹھ کر ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ہوٹل کا وہ نوکر جو اس کی خدمت بجا لانے کو موجود تھا۔ اسے غیر معمولی احترام کی نظروں سے دیکھتا۔ اور اس کے ہر ایک اشارہ کو سمجھتا تھا۔

"ہاں تو میرے دوست واشنگٹن کو کیا شکایت ہے؟" اس نے ایک دو لقمے کھانے کے بعد پوچھا "کیا فرماتے ہیں آپ؟... دل کی شکایت ہے!... افسوس۔ افسوس قریباً تین سال پیشتر جب ہم ایک دوسرے سے ملے تھے۔ تو اس طرح کی کوئی بیماری ان کو نہیں تھی۔ میں جن دنوں پیرس میں تھا۔ تو معلوم ہوا وہ آج کل آپ کی کیا نام... پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ میرا خیال یہ کہتا ہے کہ اس بھاری کام کرتے ہوئے اُن کو یہ شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ دیر تک حاضر رہنے کی مجبوری۔ تازہ ہوا کا نہ ملنا اایک ہی جگہ جم کر بیٹھنا... کیوں آپ کی کیا رائے ہے؟"

"غالباً یہی وجہ ہوگی" میں نے سرسری جواب دیا۔

"بے شک یہی ہوگی خصوصاً اس طرح کی حالت میں کہ ان کی عمر کا بیشتر حصہ جنوبی امریکہ کے کھلے میدانوں میں بسر ہوا ہے" ڈی لانڈا نے کھانا کھاتے ہوئے گفتگو جاری رکھ کر کہا "آہ کتنی باتیں ہیں جو ہم

مل کر ایک دوسرے سے کریں گے۔ لیکن یہ تو فرمایئے۔ میرے دوست نے شادی کرلی ہے یا نہیں؟"

"جی نہیں" میں نے جواب دیا۔" مسٹر مارشنگٹن اب تک کنوارے ہیں"

"اوہو یہ بات ہے کیا؟" ڈی لانڈا نے کسی ماہر فن ایکٹر کی طرح بھویں اونچی اٹھا کر اور چہرہ پر آثار حیرت پیدا کر کے کہا "بے شک نہیں کی ہو گی۔ وہ ایسے آدمی نہیں جو متاہل زندگی سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ ان کو تو خلوت اور تنہائی پسند ہے یا... اس کے علاوہ دولت جمع کرنے کا شوق اچھا میں عنقریب ان کا نیاز اسی کلب میں... کیا نام آپ نے لیا تھا ہیگا ہیم... شاید وہ بازار پکاڈلی میں واقع ہے... ہاں وہیں ان کا نیاز حاصل کروں گا۔ بس لندن پہنچنے کی دیر ہے۔

"تو آپ کا ارادہ کب تک لندن جانے کا ہے؟ میں نے دریافت کیا۔

اس نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی پھر کہنے لگا "میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا شاید آج... شاید کل۔ یا کچھ دن بعد جانا ہو بات یہ ہے میرا ایک ٹرنک۔ پیرس سے اس جگہ آتے ہوئے رستہ میں کھو گیا۔ اس میں چند نادر و نایاب دھاتوں کے نمونے تھے۔ جنہیں میں انگریز ماہران فن کو دکھانے کے لئے لایا تھا۔ بس اسی کے انتظار میں یہاں بیٹھا ہوں۔ نہیں کہہ سکتا وہ ٹرنک کس وقت مجھ کو مل جائے... اس کے بعد لندن کو"

"اور لندن پہنچکر آپ کا ارادہ کس جگہ قیام کرنے کا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہوٹل سیسل میں" اس نے بڑے تکلف سے سر کو خم کر کے کہا۔
"در اصل مجھ کو لندن آئے کئی سال کا عرصہ ہو گیا۔ تو بھی اس کے بعض مقامات کے نام اب تک یاد ہیں"
"تو اطمینان رکھیئے مسٹر واشنگٹن پہلی فرصت والے دنوں میں آپ کے نام خط لکھیں گے یا اگر ان کی مزاج میں اصلاح ہو گئی۔ تو خود ہی ملنے کے لئے آئیں گے"

اتنا کہہ کر میں رخصت ہونے کے خیال سے اٹھا۔

سینیر ڈی لانڈا نے ایک دو مرتبہ اپنے خوشنما سر کو حرکت دی۔ اس کے بعد مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ مجھے اپنے دوست کے مکان کا پتہ یاد ہے کیا وہ ایلٹن سکوئیر میں نہیں رہتے؟ اچھا تو لندن پہنچ کر میں ہوٹل سے ان کو ٹیلیفون کر دوں گا یا خط لکھ دوں گا۔ جس کے بعد ہم کوئی وقت مقرر کر کے ایک دوسرے سے مل سکیں گے۔ بہر حال میری طرف سے ان کو سلام عرض کرتے ہوئے کہیئے گا۔ کہ مجھے اس وقت کا بڑی بے تابی سے انتظار ہے جب میں ان سے مل کر مصافحہ کر سکوں گا"

میرے منع کرنے پر وہ مجھے کمرہ سے باہر۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ برآمدہ کے سرے تک چھوڑنے ساتھ آیا۔ اور جب میں رخصت ہونے لگا۔ تو اس نے میرا ہاتھ بڑے پر محبت انداز سے دبایا۔ اور مسکراتے ہوئے کہا مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اور دوبارہ آپ سے ملنے پر اور بھی زیادہ ہوگی"

جس وقت میں ہوٹل سے نکل کر اپنی موٹر پر سوار ہونے لگا۔ تو دماغ ایک عجیب طرح کی وحشت محسوس کرتا تھا۔ وجہ یہ کہ میں سینیر ڈی لانڈا

کے متعلق جس قدر اندازے قائم کئے ۔ وہ ان سے بالکل ہی مختلف ثابت ہوا تھا۔ اتنا شریف خلیق اور پر اخلاص آدمی . . . عقل حیران تھی۔ کہ اس کا خط پا کر مسٹر مارٹنگٹن کیوں اتنا گھبرائے کہ بیٹھے بیٹھے کرسی پر سے گر پڑے۔

" ولکنز" میں نے موٹر پر سوار ہونے کے بعد ڈرائیور کو مخاطب کر کے کہا " اب تم سیدھے لندن چلو۔ لیکن رستہ میں تھوڑی دیر کے لئے راچسٹر ٹھہر جانا وہیں لنچ تناول کریں گے"

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ راچسٹر پہنچنے سے بہت پہلے بلکہ ڈوور کی حدود سے نکلنے سے بھی قبل کچھ عجیب تر واقعات پیش آنے والے تھے اور ان واقعات کی بدولت پھر ایک مرتبہ میرے خیالات کی رو اس نہ بھولنے والی صبح کی طرف جاتی تھی۔ جب ہوٹل کے داروغہ نے میرے ناشتہ کے دوران میں اس آدمی کے آنے کی خبر دی تھی جس کا نام جیمز لوفیٹ معلوم ہوا تھا۔

ہماری موٹر ڈوور کے بازاروں سے گذرتی ہوئی لندن کی سڑک کا رُخ کرنے لگی تھی کہ ایک چوراہے میں پہنچ کر پولیس کے ایک انسپکٹر نے جس سے میری جان پہچان تھی۔ ہاتھ اٹھا کے موٹر کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے بعد پاس آ کر کھڑکی میں سر ڈال کر مجھ سے کہنے لگا۔

"مسٹر ڈرہم معاف کیجئے آپ کو روکنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ لیکن میں چونکہ آپ کے سینٹ مارگرٹ والے مکان پر فون کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا۔ کہ آپ سے دریافت کر لوں کیا مسٹر مارٹنگٹن فی الحال رہتے ہیں ؟

"جی نہیں وہ تو آج صبح لندن چلے گئے ہیں" میں نے جواب دیا۔
"فرمایئے معاملہ کیا ہے؟"
اس نے عجیب طرح کی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ گویا دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ مجھ کو درحقیقت کسی بات کا علم نہیں۔ یا میں قصداً انجان بن رہا ہوں پھر مجھے خاموش پاکر اس نے کہا۔
"مسٹر ڈرہم آج صبح سینڈٹ مارگرٹ کے قریب جو واقعہ پیش آیا کیا اس کا حال آپ کو معلوم نہیں ہے؟" "نہیں تو... کیا بات ہے"؟
اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑکی کے اندر کی طرف لٹکائے اور منہ کو میرے بالکل قریب لاکر گویا چاہتا تھا کوئی دوسرا نہ سن لے کہنے لگا۔
"میرا خیال تھا بات آپ کے کانوں تک پہنچ چکی ہو گی۔ لیکن خیر آپ خلیج لینڈن سے تو واقف ہیں"
"ہاں بے شک میں نے خلیج لینڈن کو اچھی طرح دیکھا ہے"
"آج صبح گاؤں کے چند لڑکے ناشتہ کرنے کے بعد سیر کرتے ہوئے اس طرف کو گئے تھے۔ انہوں نے چٹانوں کے دامن میں صبح کے ساحل پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی دیکھی نہیں کہہ سکتے کہ کسی نے اسکو اوپر سے دھکا دیکر گرایا تھا یا وہ خود ہی نیچے گر پڑا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ وہ کون ہے۔ لیکن شکل و صورت سے کوئی جہازراں ملاح نظر آتا ہے لڑکے سب کے سب شریف اور دیانتدار ہیں۔ اس لئے کسی نے اس کی کسی چیز کو نہ چھیڑا اور بعد ازاں جب تلاشی لی گئی تو اس کی جیبوں سے بہت سا زر نقد برآمد ہوا ڈاکٹروں کا خیال ہے جب لاش پائی

گئی اس کے دس یا بارہ گھنٹے پہلے موت واقع ہوئی ہوگی۔"

وہ اتنا کہہ کر چپ ہوگیا۔ لیکن اتنے ہی سے عجب طرح کی سراسیمگی مجھ پر طاری ہونے لگی تھی۔ ایک ہیبت ناک خیال... ایک موہوم شبہ۔ اس بارہ میں کہ وہ آدمی کون ہے میرے دماغ میں پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ جہاز راں ملاح... جس کے پاس بہت سا زر نقد روپیہ تھا... خلیج لینگڈان کے قریب... اونچے کراروں کے دامن میں... اف رحم خدا اس صورت میں یقیناً وہ...

اتنے میں انسپکٹر پولیس کی آواز میرے خیالات کو قطع کرتی سنائی دی وہ کہہ رہا تھا "کسی طرح کی چٹھیاں یا کوئی ایسی چیز جو شناخت کا ذریعہ ہو۔ لاش پر نہیں پائی گئی۔ سوائے کاغذ کے ایک کچلے ہوئے ٹکڑے کے جو اسکی واسکٹ کی جیب سے نکلا ہے۔ اس پر مسٹر مارسٹنگٹن کا نام درج تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس کاغذ پر کچھ اور بھی لکھا ہوا تھا۔ لیکن باقی ماندہ حصہ کسی نے پھاڑ لیا پس میں ٹیلیفون کے ذریعہ مسٹر مارسٹنگٹن سے دریافت کیا چاہتا تھا۔ کہ وہ آ کر اس آدمی کی لاش دیکھیں اور بتائیں کیا وہ اس سے واقف ہیں؟"

"لیکن لاش کہاں رکھی ہے؟" میں نے اپنے بدحواسی پر قابو پا کر کہا۔

"اس جگہ مردہ خانہ میں" افسر پولیس نے جواب دیا۔ "کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ اگر آپ ہی چل کر دیکھ لیں۔ ہمارے پاس اس پرزہ کاغذ کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کو بنائے سراغ بنایا جا سکے۔ گذشتہ ۲۰ گھنٹوں کے اندر ہم نے اس جگہ بھی اس کے متعلق بہت سی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے زیادہ کوئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ کہ کل شام کو جب لندن

سے ایک ٹرین آئی تو بعض شخصوں نے اس کو بار بر سٹیشن سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا... لیکن زحمت نہ ہو تو میرے ساتھ چلیئے...“

میں موٹر سے اتر کر اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ رستہ میں وہ اس قسم کی باتیں کرتا رہا۔ کہ وہ پگڈنڈی جو چٹانوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی فورلینڈ کے روشنی کے مینار کے پاس ہو کر جاتی ہے بے حد خطرناک ہے۔ اور مقامی افسروں کو اسے زیادہ محفوظ بنانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ لیکن میرے کان اس کی ان باتوں کو نہ سنتے تھے میرے خیالات کی رو اتنی دور پہنچی ہوئی تھی۔ کہ مجھے رستہ کا حال بالکل ہی معلوم نہیں۔ خدا جانے وہ کس کس طرف ہو کر مجھے کس جگہ لے گیا۔ بس اتنا یاد ہے کہ انجام کار ایک ٹھوس اور بھیانک عمارت کے پاس پہنچکر اس نے دروازہ کھولا۔ اور ہم اس میں داخل ہوئے۔

اس کے چند منٹ بعد جب میں نے لاش کے پاس جا کر دیکھا تو ہر طرح کے شکوک آن واحد میں زائل ہو گئے۔ کیونکہ وہ بد نصیب جینر کو بلیٹ ہی کی لاش تھی۔ جو اس جگہ پڑی ہوئی نظر آئی!

باب ۵

برادر زبیدی

اس جگہ مردہ خانہ کے اندر کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ چند اہلکاران پولیس جو اس وقت جب میں کھڑا لاش کی طرف دیکھ رہا تھا، تو میری ہر ذہنی حرکت اور میرے چہرہ کے آثار کی ہر ایک تبدیلی کا بغور معائنہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں لاش کے پاس کھڑا غور بین نظروں سے اسکی طرف دیکھتا رہا۔ نظر اٹھانے کا حوصلہ اس لئے بھی نہ ہوتا تھا۔ کہ جب یہ لوگ مجھ سے کسی طرح کے سوالات پوچھیں گے۔ تو کیا جواب دوں گا میرے اس فکر و تامل کی بڑی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ جیمز کوبیٹ کے سلسلہ میں مجھ کو سب سے زیادہ تشویش مسٹر مارشنگٹن کے بارہ میں لگی ہوئی تھی۔ اس عرصہ قلیل میں کہ میں لاش کے پاس کھڑا تھا۔ لا تعداد خیالات اور بے انتہا سوالات میرے دماغ میں پیدا ہوئے فکر و تشویش مبہم اندیشوں اور غیر واضح خطروں سے بھرے ہوئے خیالات جن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا اس حال میرے لئے ناممکن تھا مگر ہاں اتنا میں اپنے دل میں اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔ کہ

لوگ کسی طرح کے سوالات مجھ سے پوچھینگے تو مجھ کو ہر ایک بات کا صحیح اور صاف جواب دینے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

آخر بڑی دیر کے بعد اُسی افسر پولیس نے جس نے سر بازار ہماری موٹر روکی تھی میرے بازو کو چھو کر پوچھا "کیوں مسٹر ڈرہم کیا آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں؟"

میں نے لاش سے دوسری طرف کو منہ پھیرتے ہوئے جواب دیا "جی ہاں میں اس کو جانتا ہوں"

وہ دروازے کی طرف بڑھا اور مجھ کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا آخر کار جب ہم دونوں مردہ خانہ کی اندھیری اور بھیانک فضا سے نکل کر کھلی ہوا میں باہر آگئے۔ تو اس نے پھر ایک بار اپنے سوال کو بدلی ہوئی صورت میں دوہرایا "آپ اس آدمی سے واقف ہیں؟"

"میں نے صرف ایک بار اس کی صورت دیکھی ہے" میں نے اس کے جواب دیا۔

تھوڑی دیر ہم چپ چاپ درختوں کے سایہ میں ٹہلتے رہے وہ اپنے خیالات میں غرق تھا۔ اور میں اپنے دل میں یہ سوچکر حیران ہوتا تھا کہ مجھے کس قدر حالات بیان کرنے چاہئیں۔ اور کس قدر نہیں آخر کچھ عرصہ کے بعد میں نے جی کڑا کر کے کہا۔

"میرے خیال میں جس قدر حالات مجھے اس آدمی کے بارہ میں معلوم ہیں۔ وہ مجھے آپ سے بیان کر دینے چاہئیں"

"مسٹر ڈرہم یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ لاش پر کارونر کی تحقیقات ضرور ہوگی" ... اس نے گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہنا شروع کیا

اور چونکہ کاغذ کا وہ ایک پرزہ جو لاش پر پایا گیا اس میں صرف مسٹر مارشنگٹن کا نام درج ہے اس لئے لازمی طور پر ان کو بطور گواہ طلب کرنا پڑے گا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ اگر کچھ حالات بیان کرنا چاہتے ہوں تو کر دیجئے۔"

"سب سے پہلے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کاغذ کا ٹکڑا جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

اس نے ایک طرف کو مڑ کر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ [illegible]

"اگر آپ دفتر تک آنے کی تکلیف گوارا کریں تو میں وہ [illegible] ہولاسٹن کی جیبوں میں ملی تھیں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔"

اس جگہ پہنچ کر اس نے ایک الماری کھولی اور وہ چیزیں [illegible] بدنصیب جیمز گوبلیٹ کے پاس پائی گئی تھیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں تھی اور میں یہاں ان کی تفصیل بجنسہ درج کرتا ہوں۔

ٹین کی بنی ہوئی تمباکو رکھنے کی ڈبیہ۔ مٹی کے بنے ہوئے پائپ کے چند ٹکڑے جو شاید اس کے گرنے سے ٹوٹ گیا ہوگا۔ دیا سلائی کی ایک ڈبیہ۔ ایک نہایت مضبوط لیکن کافی مستعمل بڑا چاقو اور ایک سال خوردہ بٹوہ کے اندر گیارہ پونڈ اور کچھ چاندی کی ریزگاری۔ معلوم ہوا اسی بٹوے کے ایک خانے میں وہ کاغذ کا ٹکڑا بھی ملا تھا۔ جو اب اس نے دربارہ ضرور میں مجھ کو دکھایا۔

ان سب چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد میں نے کہا "اچھا اب سنئے میں نے [illegible] آدمی کو صرف ایک بار دیکھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جیمز گوبلیٹ اس کا نام تھا۔ پچھلے سنیچر کی صبح کو وہ [illegible] مسٹر مارشنگ [illegible]

مکان پر آیا تھا۔ اور ان سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ اس آدمی کے نام تار بھیج کر اس کو بلوایا تھا۔ اس سے زیادہ میں اندازہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ کل رات مسٹر مارشنگٹن اس سے ملنے کے لئے کسی مقام پر گئے تھے۔ لیکن خیال ہے دونوں کی ملاقات نہ ہو سکی۔ بس یہی میری معلومات ہیں۔ اور ان سے زیادہ میں اتنا ہی بیان کر سکتا ہوں کہ جب میں نے ہفتے کی صبح کو پہلی بار اس آدمی کو دیکھا تو سونے کے سکوں اور نوٹوں کی صورت میں بہت سا زر نقد اس کے پاس موجود تھا۔"

جو کچھ میں کہتا جا رہا تھا۔ انسپکٹر پولیس اس کو یادداشت کے طور پر اپنی نوٹ بک میں لکھتا چلا جاتا تھا۔ جب اپنا بیان ختم کرنے پر مجھے اس کا قلم رکتا معلوم ہوا۔ تو ناگہاں ایک بات اور یاد آ گئی۔ اور میں نے کہا۔

"دیکھئے اس آدمی نے ہیز کو بیٹ نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں ڈیٹ فورڈ کی سرائے ایڈمیرل بنبو میں ٹھیرا ہوں اور جب میں نے اس کا ذکر مسٹر واشنگٹن سے کیا تو انہوں نے بیان کیا تھا کہ یہ آدمی میرا ایک پرانا وظیفہ خوار ہے بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔"

"میرے خیال میں یہ جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے وہ بھی کچھ ناکافی نہیں" انسپکٹر نے اپنی نوٹ بک بند کرتے ہوئے کہا۔" اور اب یاد رکھیئے کہ جس وقت آپ مسٹر مارشنگٹن سے ملیں۔ تو ان سے کہدیجئے ہم آج رات ان سے بات چیت کریں گے۔ ان کو بطور گواہ کارونر کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔ اس اثنا میں ہمارا ایک آدمی ڈیٹ فورڈ کی ایڈمیرل بنبو

سرائے میں جاکر وہاں سے جسقدر حالات ممکن ہو دریافت کرنے کی کوشش کرے گا۔"

کیسی خوشگوار صبح تھی اور کیسا سہانا سماں لیکن اس سانحہ بے ہنگام نے ساری دلچسپیوں کا مزہ کرکرا کر دیا جوں توں کر کے ہم راچسٹر پہنچکر ہن نام کی سرائے کے دروازہ پر ٹھہرے اور وہیں دوپہر کا کھانا زہر مار کیا۔ لیکن جب اس کے بعد وہاں سے موٹر چلائی تو خیال آیا۔ کہ ہماری سڑک چونکہ ڈیٹ فورڈ کے پاس سے ہوکر گذرتی ہے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ایڈ میرل بن بو والی سرائے میں ٹھہر کر ہوٹل والوں کو جو اس سانحہ سے غالبتہً لاعلم ہوں گے۔ کوبیٹ کی موت سے واقف کر دیا جائے۔ بات نہایت معقول تھی۔ اس لئے میں نے ولکنز کو موٹر کی رفتار تیز کرنے کے لئے حکم دیا۔ تاکہ ان اطراف سے گذرتے ہوئے میں رستے کے حالات اور ان نواحی اثرات سے واقفیت حاصل کر سکوں۔ جن میں کوبیٹ کے آخری ایام بسر ہونے تھے۔

ایڈمیرل بین بو کی سرائے قصبہ ڈیٹ فورڈ کے قدیم ترین حصہ میں واقع تھی اور گردونواح کے حالات دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس زمانہ میں ملکہ الزبیتھ انگلستان کے نامور جہازراں سیاح سرفرانسس ڈریک کے ہمراہ ۱۵۸۱ء میں سیر و سیاحت کرتی ہوئی اس جگہ آئی تھی۔ اس زمانہ کی بنی ہوئی عمارتیں اب تک جوں کی توں قائم ہیں زیادہ صاف لفظوں میں نہ صرف اس سرائے بلکہ گردونواح کے سارے مقامات پر قدامت کی فضا چھائی ہوئی تھی۔ جس نامور امیرالبحر بین بو کے نام پر یہ سرائے موسوم تھی۔ اس کا ایک چوبی مجسمہ

جس پر نیا رنگ و روغن پھرا ہوا نظر آتا تھا دروازہ کے باہر استادہ تھا۔ اور اس کا نام بڑے بڑے حرفوں میں اس کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ لیکن جس چیز نے مجھ کو سب سے زیادہ متعجب کیا۔ وہ ایک اور نام تھا۔ جو اس نام سے کسی قدر نیچے زیادہ متعجب کیا۔ وہ ایک اور نام تھا۔ جو اس نام سے کسی قدر نیچے زیادہ چھوٹے حرفوں میں منقوش تھا۔ اور وہ نام تھا۔

"زبیدی کوبلیٹ"

میرے لئے جینز کوبلیٹ کا نام ہی اتنا عجیب تھا۔ کہ خیال کرتا تھا۔ اس نام کا کوئی دوسرا آدمی انگلستان تو کیا۔ شاید دنیا کے کسی حصہ میں بھی موجود نہ ہوگا۔ لیکن اس نام کو دیکھ کر مجھے اپنے پہلے اندازہ کی تردید ہوتی معلوم ہوئی۔ زبیدی کوبلیٹ یقیناً اسی جینز کوبلیٹ کا کوئی رشتہ دار ہوگا لیکن اس سے آگے سوال پیدا ہوا۔ کہ ان کا باہمی رشتہ کیا ہو سکتا ہے یہ آدمی زبیدی اس کا باپ ہے...... یا بھائی.... بیٹا..... یا کچھ اور" لیکن وہ خواہ کوئی ہو۔ چونکہ اس خاندان کا نام لیوا تھا۔ اس لئے یہ بات ضروری معلوم ہوئی۔ کہ جو سانحہ خلیج لینگڈان کے ساحل پر پیش آیا تھا اس کی اطلاع اس آدمی کو کر دی جائے۔

میں نے جب سرائے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ فرش پر چٹائی یا قالین کی جگہ ریت کی بچھی ہوئی ہے۔ جگہ اندھیری تھی لیکن گو میں کوئی چیز دیکھ نہ سکا۔ تاہم رم، شراب اور تیز تمباکو کی بو مجھے اپنا دماغ چیر کر گذرتی معلوم ہوئی سامنے ایک نشیب چھت کا کمرہ دکھائی دیا۔ اور میں سیدھا اس کی طرف ہو لیا۔ سیاہ رنگ کی شاہ بلوط کی کڑیاں چھت کی قدامت کا بین ثبوت تھیں۔ اور آتشدان کے اوپر اسی جالی بین

بوں کی ایک دستی تصویر نمایاں تھی۔ جس کے نام پر اس کا نام پڑا۔ یہ نام
رکھا گیا تھا۔ بار کی پشت پر کمرہ کے دور افتادہ کونے میں مجھ کو ایک آدمی
بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ جس سے واقف ہونے کے بغیر ہی میں اس مشابہت
کی بنا پر جو انتہا درجہ واضح تھی۔ یہ معلوم کرنے کے قابل ہو گیا کہ زبیدی
کوبلٹ اسی کا نام ہوگا۔ اس میں اور جیمز میں اگر کوئی اختلاف پایا جاتا تھا تو
یہ کہ جیمز کی رنگت آبنوسی تھی۔ اور اس کی سفید۔ علاوہ بریں اس کے
کانوں میں وہ چھوٹی بالیاں بھی نہیں تھیں۔ جو ملاحوں سے مخصوص
سمجھی گئی ہیں۔ البتہ اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں چمکدار نگینہ
کی ایک انگوٹھی تھی۔ جس کی نسبت سرسری اندازہ سے معلوم ہوا۔ کہ
ہیرے کی بنی ہے۔ اس نے اخبار "مارننگ ایڈورٹائزر" کا ایک پرچہ پکڑ کر
ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اور اس کے منہ میں مہوگنی کا سا سگار دبا تھا

مجھ کو اندر آتا دیکھ کر اس نے استفہامی نظروں سے دیکھتے ہوئے
اخبار ہاتھ سے رکھ دیا۔ پھر میز پر سجی ہوئی بوتلوں پر نظر ڈال کر مجھ کو سلام
کیا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے کوئی بات اس سے نہ کہہ سکا۔ کیونکہ سمجھ
میں نہ آتا تھا۔ کہ آغاز گفتگو کس پیرایہ میں کیا جائے اس اثنا میں اس
نے اپنے متوفی رشتہ دار کی مانند مجھ کو سر سے پاؤں تک دیکھ کر پوری
طرح جائزہ لے لیا۔

"مسٹر کوبلٹ۔ آپ ہی کا نام ہے" آخر کار میں نے کہا "مسٹر زبیدی
کوبلٹ؟"

"جی میرا ہی نام ہے ... فرمائیے" اس نے جواب دیا۔
"غالباً آپ جیمز کوبلٹ کے بھائی ہیں" میں نے اس سے آگے پوچھا

"صاحب آپ نے بالکل صحیح اندازہ قائم کیا ہے" اس نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا "بے شک میں وہی ہوں لیکن ..."
اس نے فقرے کو نا تمام ہی چھوڑ کر متعجبانہ میرے منہ کو تکنا شروع
کیا۔ اور اس وقت میں یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ میری حالت کتنی نا
خوشگوار ہے۔ اور وہ کونسا طریقہ ہے جس سے میں وہ بات جو کہنے کے
لئے آیا تھا۔ اس کے کانوں تک پہنچا سکتا ہوں۔

آخر کار میں نے جی کڑا کر کے کہنا شروع کیا "آپ کا بھائی جیمز
کولیٹ کل اسی جگہ سے چلکر ڈوور گیا تھا؟ میں نے آج صبح اس کو...
دیکھا ہے۔ لیکن مسٹر کولیٹ کیا آپ کو اس کے بارے میں ڈوور سے کوئی
اطلاع نہیں پہنچی"؟

وہ چپ چاپ ٹھہری توجہ سے میری باتوں کو سنتا رہا۔ اور میں نے دیکھا
کہ پہلے اس کی نگاہ میں تعجب کی جھلک پیدا ہوئی۔ لیکن فوراً ہی اس نے
ایسی رنگت اختیار کر لی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی بات جو پہلے اس کی سمجھ
میں نہ آئی تھی۔ اب بالکل صاف ہونے لگی ہے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس
نے ایک اندرونی کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور اپنا سر اس میں داخل
کر کے آواز دی۔

"میریا... تم ذرا اس جگہ باہر آ کر کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں..."
ایک پلی ہوئی خوبصورت سی جوان عورت باہر نکلی۔ اور میری طرف
سوال کی نظروں سے دیکھنے کے بعد مسکراتے ہوئے سر کو حرکت دی کولیٹ
نے کاؤنٹر میں بنا ہوا ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا۔ اور مجھ کو اس کی راہ سے اندر
آنے کی دعوت دی بعد ازاں مجھے اسی کمرہ میں لے گیا جس سے میریا باہر نکلی

تھی۔ اور میں نے دیکھا۔ اس میں آرام و آسائش کا ایسا سامان جو آسودہ گھروں میں پایا جاتا ہے۔ موجود تھا لیکن فی الحال اس کمرہ کے اندر ایک سبز رنگ کے کاکاتوا طوطے کے سوا جو تیلی کی چمکیلی تیلیوں کے پنجرے میں منہ سے بیٹھا تھا۔ اور کوئی متنفس ہم دونوں کے سوا نہیں تھا۔ زبیدی نے پہلے دروازہ بند کیا۔ پھر اپنے ہاتھ جیبوں میں ڈالکر کہنے لگا۔

" اچھا اب فرمایئے ۔۔ میرا اندازہ اگر بالکل غلط نہیں تو ڈوور میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے کیا وہ بھائی جیمز کے متعلق تو نہیں ہے؟"

" ہاں" میں نے رکتے ہوئے جواب دیا" ہے تو اسی کے متعلق "

قریبا ایک منٹ وہ مستقل نظروں میرے منہ کو تکتا رہا۔ پھر چھوٹتے ہی بولا۔

" وہ زندہ ہے یا مر گیا؟"

" مر گیا۔ افسوس" میں نے جواب دیا۔

اس نے ایک ہی گہری آہ کھینچی پھر ایک کرسی اپنی طرف گھسیٹ کر دونوں ہاتھ بدستور جیبوں میں ڈالے ہوئے اس پر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بے مدعا نظروں سے آتشدان کی سمت میں تکتا رہا۔

" مجھ کو پہلے ہی اس بات کا اندیشہ تھا۔ آخرکار اس نے کہا" جب آپ نے بھائی جیمز کا ذکر شروع کیا ہے۔ تبھی میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ کی تعریف ۔۔۔؟"

" غالباً تم نے مسٹر ہارشٹ گلش کا نام سنا ہوگا" میں نے اس سے کہا۔

" جی ہاں سُنا ہے" اس نے جواب دیا" اور اب مجھ کو خیال آتا ہے کہ

لیکن اب یہ بات بھی واضح ہے کہ آپ کے بھائی جیمز کی ہفتہ کی صبح کو اٹین سکوئر
میں کسی سے ملاقات ہوئی تھی کیا یہ صحیح ہے؟"
اس کے بعد معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔ اور کسی رازداری کی حاجت باقی
نہ رہی۔ انہوں نے اس کے بھائی کے متعلق سارے حالات اس وقت سے
لے کر جب وہ ہفتے کی صبح کو مجھ سے ملا تھا۔ ڈوور کے مردہ خانہ میں اس کی
لاش دیکھنے کے وقت تک کے اس سے بیان کر دیئے وہ ہر ایک بات کو
بڑی خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔ بیچ میں صرف گاہ بگاہ اپنے سر کو حرکت
اثبات میں ہلا دیتا تھا۔ آخر کار جب انہوں نے اپنا بیان ختم کیا تو وہ مسکرایا
لیکن اس کا تبسم پُر معنی اور عجیب تھا۔
کہنے لگا "کیا آپ جیمز کو شروع سے ہی اس بات کا اندیشہ تھا۔ صاحب
آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں۔
جن کی زندگی میں ایسا راز ہوتا ہے اگر پوشیدہ ہی رہیں تو بہتر۔ ورنہ اس پردے کا
کوئی کونا اٹھایا جائے تو وہ پسند نہیں کرتے۔ ہفتے کو جس دن میرا بھائی
آپ سے آکر ملا تھا۔ تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار تھے
اسی کمرے میں بیٹھ کر جہاں اس وقت آپ بیٹھے ہیں۔ اس نے بڑی متانت سے
صاف صاف مجھ سے کہنا شروع کیا۔ "زبیدی میرے عزیز۔ میں اپنے دل میں اچھی
طرح محسوس کر رہا ہوں کہ عنقریب کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آنے والا ہے
اس لئے میں اپنی وصیت لکھ کر چھوڑ جانا چاہتا ہوں میرے اعتراض پر کہنے
لگا کہ میں قانون کی کافی واقفیت رکھتا ہوں۔ اور مجھے اس مطلب کے لئے
کسی وکیل کے پاس جانے کی حاجت نہیں۔ چنانچہ اسی وقت اس نے قلم دوات
لے کر اپنی وصیت لکھی۔ اور دو گواہوں نے جو اکثر اس سرائے میں ہیں۔

آتے رہتے اور اتفاق سے اس موقعہ پر بھی موجود تھے۔ بطور گواہ انہوں
نے دستخط کر دیئے۔ تحریر بالکل مختصر اور محدود تھی۔ یعنی اس نے لکھا کہ
میرے مرنے کے بعد میری ہر ایک چیز کا مالک میرا بھائی زبیدی کوبیٹ ہوگا
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی جان کا خطرہ پہلے ہی سے لگا ہوا تھا
..... تاہم ٹھیریئے میں وہ دستاویز آپ کو دکھاتا ہوں"

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور پہلی مرتبہ اپنے ہاتھ جیبوں
سے نکالے میں نے دیکھا اس کے دائیں ہاتھ میں کنجیوں کا ایک گچھا تھا۔ ایک
پرانی طرز کے بنے ہوئے چمڑے کے ٹرنک کی طرف اشارہ کرتے، ایک
کونے میں رکھا ہوا تھا، اس نے کہا،

"یہ بھائی جیمز کا صندوق ہے اور جب وہ جمعہ کی شام کو میرے پاس
آیا۔ تو ایک یہ صندوق اور طوطے کا پنجرہ لیے ہوئے۔ دو چیزیں اس کے پاس تھیں"
"تو کیا وہ سب سے پہلے اس دن تمہارے ہی پاس آیا تھا؟" میں نے پوچھا۔
"بائیس سال کے لمبے عرصے کے بعد [illegible] بیماری کو [illegible] خیر [illegible]
کو اشروع کیا" میں نے پہلی مرتبہ [illegible] دیکھی تھی [illegible]
کی سمت [illegible] میں اتر کر وہ سیدھا اس جگہ میرے پاس آیا... لیکن ٹھیریئے میں آپ کو
اس کی وصیت دکھانا چاہتا ہوں"

اس نے ایک کنجی لگا کر [illegible] قفل کھولا اور [illegible] ڈھکنا اٹھایا۔ تو میں نے دیکھا
اچھی طرح کے ساتھ تہ کئے ہوئے کپڑوں کے ڈھیر پر [illegible] تو میں نے
[illegible] پر لکھی تھی [illegible] جیب میں [illegible] نکال کر تو وہ
[illegible] مجھ کو دکھائی تھی [illegible] وہی پاکٹ [illegible] اسی طرح [illegible] کپڑوں تک [illegible]
اور اس کے پہلو میں فلسکیپ کاغذ کا ایک تہ کیا ہوا تختہ [illegible] اپنی انگلی سے ہٹاتے ہوئے

زبیدہ جی کو یلٹ نے کہا
”دیہ ہے بھائی کی لکھی ہوئی وصیت۔ آپ اس کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اور
اس پاکٹ بک کے اندر ساڑھے تین سو پونڈ کے نوٹ اور چالیس مہری رکھی ہیں۔
یہ سب چیزیں اور ان کے علاوہ جو کچھ اس صندوق میں بند ہے۔ گو میں ابتک
اس بات سے واقف نہیں کہ اس میں کیا کیا چیزیں رکھی ہیں یہ سارا سامان
جیفر نے اس وصیت کے مطابق زندگی میں میرے نام کر دیا تھا۔ لیجئے اس کو
پڑھ کر دیکھیے۔“
اس نے وہی تہ کیا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے اس کو پڑھا
تو مضمون کم و بیش وہی تھا۔ جو اس نے بیان کیا تھا۔ اس کو واپس لے کر اس
نے پھر اسی صندوق میں بند کر دیا۔
دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر جیسا اس کی عادت تھی۔ دونوں ہاتھ جیبوں میں
ڈال لینے کے بعد کہنے لگا ”قدرتی طور پر اب مجھ کو دور جانا پڑے گا۔ مگر آپ
نے بھائی کی لاش دیکھی ہے کہیئے آپ کی کیا رائے ہے؟ کوئی حادثہ اس کو
پیش آیا۔ یا کسی نے قصداً اس کو ہلاک کیا ہوگا؟“
”مسٹر صاحب میں واقعات کا چشم دید گواہ تو نہیں ہوں“ میں نے جواب
”مگر ہاں اتنا جانتا ہوں۔ کہ رات اندھیری تھی۔ اور وہ راستہ جس پر تمہارا
بھائی جا کر گیا تنگ اور خطرناک میں نے اس پگ ڈنڈی کو دیکھا ہے اس
کے کئی ایک حصے بیحد خطرناک اور غیر محفوظ ہیں۔ اس لئے عین ممکن
ہے ...“
”خیر کوئی بات نہیں“ اس نے سر ہلاتے ہوئے فیصلہ کن لہجہ میں کہا
میں جب تک موقعہ کو نہ دیکھ لوں۔ کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ لیکن اتنا

بہر حال صحیح ہے۔ کہ بھائی جینز آپ کے آقا مسٹر مارشنگٹن سے ملنے وہاں گیا
تھا۔ یہ مجھ کو اس لئے معلوم ہے کہ اس وقت سے لے کر جب سوتھیمپٹن کے
گھاٹ پر اترنے کے بعد وہ اپنا چرمی صندوق اور کاکاٹو الے کر جمعہ کی شام
کو میرے پاس آیا۔ اس ایک مضمون کے سوا کہ میں مسٹر مارشنگٹن سے ملنا چاہتا
ہوں وہ کوئی دوسری بات نہ کرتا تھا۔ اسے تب تک چین نہ آیا۔ حتےٰ کہ میں
نے لندن کی ایک ڈائرکٹری کہیں سے مانگ کر اس کو دی اور اس نے دیکھا
کہ مسٹر مارشنگٹن کس جگہ رہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہفتے کے روز دو دن
پھر کباب سیخ بنا ہوا ہر لحظہ کسی واقعہ کے پیش آنے کا منتظر تھا حتےٰ کہ شام
کے وقت ایک تار اس کے نام موصول ہوا جو ڈوور کے قریب کسی مقام سے
بھیجا گیا تھا۔ وہ تار اس نے مجھ کو بھی دکھایا۔ اور اس وقت کے بعد اس کے
جی کو اتنا قرار آگیا۔ کہ اس نے پائپ بھی سلگایا۔ اور تھوڑی شراب بھی
پی بعد ازاں جب وہ اس جگہ سے چلنے لگا۔ تو وہ وصیت جو اس نے پیشتر
لکھی تھی اور یہ روپیہ جو اس کے پاس تھا۔ یہ سب کچھ اپنے ہاتھ سے اس
صندوق کے اندر رکھا۔ اور کنجی میرے حوالہ کر دی۔ گو منہ سے کچھ نہیں کہا۔
لیکن انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی غیر معمولی واقعہ کے پیش آنیکے
متعلق پہلے سے متفکر تھا۔ اور دیکھ لیجئے اس کا خیال غلط نہیں نکلا"

میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دل ہی دل میں واقعات کی الجھی
ہوئی رفتار کو دیکھ کر بہت افسوس کرتا تھا۔ خدا کو بہتر معلوم تھا۔ کہ اس
سلسلہ میں کیا کیا نئی باتیں رونما ہونیوالی تھیں۔

اتنے میں زبیدی کویلٹ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک لپٹی ہوئی بوتل
الماری سے نکالی۔ شراب کا ایک گلاس پر کیا۔ اور اسے سامنے رکھ کر

نیا سگار سلگا لیا۔ مجھ سے بھی اس نے کچھ پینے کی درخواست کی تھی۔ لیکن میں تو اس وقت فوان ول پی رہا تھا۔ میں نے سر کے اشارہ سے نہ کر دی۔

"اچھا سنئے" اس نے چند گھونٹ شراب کے پینے کے بعد سگار کا کش لگاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "جیسا میں پیشتر عرض کر چکا ہوں پچھلے بائیس سال میں میں نے کسی موقعہ پر بھائی جیمز کو نہ دیکھا تھا۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اس لمبے عرصہ میں اس نے دو چار سے زیادہ چٹھیاں بھی میرے نام نہ لکھی ہوں گی بہر حال اتنا میں جانتا تھا۔ کہ وہ جنوبی امریکہ میں کسی عہدہ پر مامور ہے اس لیے جب وہ ناگہاں جمعہ کی شام کو یہاں آیا۔ تو میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ بھائی یہ آج کدھر سے آ نکلے۔ کہ آپ نے اپنے چھوڑے ہوئے وطن کو یاد کیا۔ وہ کہنے لگا۔ بھائی زبیدی میرے خیالات اب بالکل ہی پلٹا کھا گئے ہیں۔ میں نے اپنی عمر میں کئی برائیاں کی ہیں۔ لیکن اب جی چاہتا ہے کہ سب جھگڑے ٹنٹے چھوڑ کر باقی ماندہ زندگی اس پرانے گھر میں بسر کروں بات دراصل یہ ہے۔ کہ میں اور جیمز دونوں اسی گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اس کے بعد ..."

"خدا معلوم اس کی روانی تقریر کس جگہ جا کر تھمتی۔ لیکن عین اسی موقعہ پر اس فربہ اندام عورت نے میریا جس کا نام تھا۔ دروازہ میں گردن ڈال کر کہا۔

"زبیدی ایک صاحب ملنے کے لئے آئے ہیں"

زبیدی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جس طرح میں نے ایک موقعہ پر جیمز کو زرد ہوتے چال چلتے دیکھا تھا۔ اسی طرح باہر گیا۔ لیکن ایک ہی منٹ کے عرصہ میں پھر واپس آ گیا۔ اور اب میں نے دیکھا اس نے پرمعنی انداز سے دانت نکالے

ہوئے اور اس کے چہرہ پر استہزائی تبسم تھا۔

"آئیے صاحب ... یوں تشریف لائیے" اس نے کسی سے جو اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ کہا۔

میں نے گردن اٹھا کر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی فرط حیرت سے دماغ میں چکر آنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ زبیدی کو لیڈ کے بھاری بھرکم وجود کے پیچھے مسٹر ہارسٹنگٹن کھڑے ہیں!

باب ۔ ۶

حیرت پر حیرت

اُس وقت جبکہ میں اور مسٹر ہارسٹنگٹن ایک دوسرے کو دیکھ کر تصویرِ حیرت بنے ہوئے تھے۔ زبیدی کوبلیٹ ہمارے وسط میں کھڑا اپنے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے۔ چہرہ پر فتح مندی کی جھلک لئے ہوئے باری باری کبھی میری طرف دیکھنے لگتا۔ اور کبھی مسٹر ہارسٹنگٹن کی طرف۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ہماری اس ہراسانی اور سراسیمگی کو دیکھ کر اسے ایک خاص لطف حاصل ہو رہا ہے۔ اس کے چہرہ پر مکر آمیز تبسم کے آثار نمایاں تھے۔ اور آنکھیں استہزا کی جھلک لئے ہوئے تھیں۔

"ڈیئر [illegible]" آخر کار مسٹر ہارسٹنگٹن نے اس وقفہ سکوت کو قطع کرتے ہوئے جو ہم سب کے لئے ناخوشگوار ہونے لگا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس طرح [illegible] انتہائی حیرت سے میری طرف دیکھ کر گویا ان کو اپنے حواس کی درستی پر یقین نہ آتا تھا۔ کہا "تم... اس جگہ...؟"

اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا۔ زبیدی کوبلیٹ نے میرے تامل

سے ایک طرح کا خط حاصل کرتے ہوئے مسٹر مارشنگٹن سے کہنا شروع کیا "تشریف رکھیئے نا آپ ... یہ صاحب" اس نے میری طرف اشارہ کرکے کہا "میرے بھائی جیمز کے متعلق کچھ خبر لے کر آئے تھے۔ جس کے لئے میں ان کا بہت ممنون ہوں۔ میں اس کو داخل احسان تصور کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے میرے لئے زحمت گوارا کی ... "

مسٹر مارشنگٹن زبیدی کی پیش کی ہوئی کرسی پر بیٹھ تو گئے۔ لیکن ان کے چہرہ کی حالت صاف کہے دیتی تھی۔ کہ وہ معاملہ کا آغاز و انجام سمجھنے سے قاصر ہیں۔ آخرکار رکتے ہوئے بولے۔

"تو کیا جیمز کوبلیٹ اس جگہ نہیں ہے؟ ... میں تو اسی سے ملنے کیلئے آیا تھا ... لیکن ڈیئر یہ معاملہ کیا ہے؟ کیوں تم اس طرح منہ بنائے بیٹھے ہو۔ اور اور وہ کیسی خبر ہے جو تم اس جگہ دینے کے لئے آئے تھے؟"

"بات یہ ہے میں جب آپ کا بھیجا ہوا سینیئر ڈی لانڈا کے پاس گیا" میں نے جواب میں کہنا شروع کیا" تو واپسی میں ڈوور سے گذرتے ہوئے مجھ کو جیمز کوبلیٹ کے متعلق ایک خبر معلوم ہوئی تھی۔ جسے اس کے بھائی کو پہنچانے کی غرض سے میں لندن جاتے ہوئے اس جگہ ڈیٹ فورڈ میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھیر گیا ..."

مسٹر مارشنگٹن نے اپنے دونوں ہاتھ چھتری کی ہنڈی پر ملا لئے اور پہلے سے بھی زیادہ تعجب سے میرے منہ کو تکتے ہوئے بولے۔

"لیکن وہ کیسی خبر تھی جو تم نے ڈوور میں سنی؟ کیا اس آدمی کو بلیٹ کے متعلق تھی؟"

مگر اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا معلوم ہوتا ہے انہوں نے ہمارے

چہروں کے انداز سے یہ بات جان لی تھی۔ کہ ضرور وہ کوئی غیر معمولی خبر ہوگی جو میں اس جگہ لے کر آیا تھا۔ چنانچہ ذرا ترش رو ہو کر بولے۔

"آخر بات کیا ہے؟... کس لئے تم خاموش ہو؟ کیا جیمز کوبلیٹ کو کسی طرح کا حادثہ پیش آیا ہے؟... ڈرہم میں تم سے پوچھتا ہوں جواب کیوں نہیں دیتے؟"

میں نے زبیدی کی طرف دیکھا۔ اور زبانِ حال سے پوچھا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن اس نے اپنے سر کو پُر معنی انداز سے ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"رازداری کیوں ہو؟ جو بات ہے صاف صاف کہہ دیجئے میں تو صاف گوئی کا قائل ہوں۔"

طوعاً و کرہاً میں مسٹر ہیسٹنگٹن کی طرف مڑا میری خواہش ان کے چہرے کے انداز سے یہ معلوم کرنے کی تھی۔ کہ اصل حقیقت جاننے سے ان کے دل پر کیا اثر ہوگا۔ چنانچہ یہ ارادہ رکھتے ہوئے میں نے ان کے منہ کو تکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"جیمز کوبلیٹ مر گیا!"

یہ تو میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ اس اطلاع کو پا کر ان کے دل کو کسی نہ کسی طرح کا صدمہ ضرور پہنچے گا۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر مجھ کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ کیونکہ میرے الفاظ سن کر وہ اس طرح گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ میرے لفظوں کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہے ہیں

"مر گیا!" آخرکار انہوں نے کہا۔ "کیوں... کب؟... کس طرح؟"

"میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ آج صبح اس کی لاش ڈینبیج لینگڈن

قریب چٹانوں کے دامن پر پڑی ہوئی پائی گئی تھی۔" میں نے اس کے جواب میں کہا۔ "میں نے لاش دیکھی ہے۔ پولیس اب تک یہ معلوم نہیں کر سکی کہ وہ خود بخود نیچے گرا یا کسی نے دھکا دیکر گرا دیا۔"

مسٹر مارشنگٹن نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ سابق کی طرح میری طرف دیکھا کئے۔ اس عرصہ میں گہری خاموشی کمرہ میں چھائی ہوئی تھی۔ آخر کار جب زبیدی کوبلیٹ کے طوطے کے پنجرے کی تیلیوں کو بغیر کسی مطلب کے اپنے انگوٹھے کے ناخن سے کھرچنا شروع کیا۔ تو اس سے جو آواز پیدا ہوئی اس نے وہ سحری اثر جو مسٹر مارشنگٹن پر طاری تھا۔ توڑ دیا اور وہ کہنے لگے۔

"یہی بات ہوگی... اب معلوم ہوا کہ اصل حقیقت کیا تھی... غالباً وہ اسی رستہ سے آ رہا ہوگا..."

"اور کیوں صاحب"! زبیدی کوبلیٹ نے جلدی سے پیچھے مڑکر مسٹر مارشنگٹن سے پوچھا "کیا وہ آپ سے ملنے جا رہا تھا؟"

مسٹر مارشنگٹن نے اپنے سر کو بصورت اثبات خم کیا۔ اور بولے "ہاں وہ مجھ سے ملنے کے لئے ہی اس طرف گیا تھا۔ میں نے ہفتہ کی شام کو ایک تار اس کے نام بھیجا تھا۔ کہ رات کے ساڑھے نو بجے جو بلی فورلینڈ کی روشنی کے مینار کے قریب مجھ سے ملنا۔ لیکن میں بڑی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ اور وہ نہ آیا... اب معلوم ہوا اس کے نہ آنے کی وجہ کیا تھی۔"

زبیدی کوبلیٹ نے اپنا شراب کا گلاس [illegible]

چند گھونٹ پیئے پھر ہونٹوں کو پونچھ کر دونو ہاتھ [illegible] اور [illegible]

اور باری باری ہماری طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز [illegible] کہنے

ہوگا۔

"یہ تو ضرور ہے کہ لاش پر کارونر کی تحقیقات ہوگی۔ اور اس موقعہ پر ہم میں سے ہر ایک سے کئی کئی طرح کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر آپس میں تبادلہ خیالات کر لیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ برا نہ مانیں تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کیا معاملہ تھا۔ جس کے لئے بھائی جینر آپ سے ملنا چاہتا تھا؟"

مسٹر مارشنگٹن نے زبیدی کولیٹ کے اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میری طرف دیکھا۔ اس کے بعد کہا۔

"اس کا حال میں تم سے بیان نہیں کرسکتا۔"

"نہیں کر سکتے ... یا کرنا نہیں چاہتے؟" زبیدی نے اپنے لفظوں پر زور دیکر پوچھا۔ "دیکھئے جو بات ہو صاف صاف کہہ دیجئے۔"

"میں اس کے متعلق کوئی بات اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ میں خود [illegible] ناواقف ہوں۔" مسٹر مارشنگٹن نے جواب دیا۔ "اتنا مجھ کو معلوم ہے کہ وہ کسی [illegible] سوال کے متعلق کوئی بات مجھ سے کہنا چاہتا تھا لیکن معاملہ کی نوعیت [illegible] اور [illegible] کی حیثیت [illegible] مجھ کو بالکل معلوم نہیں ہے۔"

"کیا آپ اس بارہ میں کسی طرح کا اندازہ بھی [illegible] لگا [illegible]" کولیٹ نے پھر دوبارہ تحریک کی۔

"شاید میں ایسا کر سکوں" مسٹر مارشنگٹن نے [illegible] کہا۔ "شاید [illegible] میں ایسا کر سکوں ..."

ان الفاظوں سے [illegible] کو [illegible] اتنا معلوم ہوگیا کہ

جو کچھ جینر کو مسٹر مارشنگٹن سے کہنا تھا۔ ضرور اس کا تعلق سینیر ڈی لانڈا کی آمد سے ہوگا۔ لیکن وہ کیا بات تھی جو ایک گمنام ملاح ایک ایسے مردِ خلیق کے برخلاف جیسا ڈی لانڈا ثابت ہوا کہنا چاہتا تھا۔ اس کا حال مجھے قطعاً معلوم نہ تھا۔

"تو پھر کہہ ڈالیے" زبیدی کو ملیٹ نے پھر ایک مرتبہ مسٹر مارشنگٹن کو اکسایا لیکن وہ پُرسکون نظروں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے "نہیں میں فی الحال اس کے متعلق کوئی بات کہنا نہیں چاہتا"

"ٹھیک... بہت ٹھیک... مجھ کو ایسے جواب کی توقع تھی" زبیدی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجہ میں کہا "لیکن کیوں سرکار کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ آپ کو بھائی جینر سے جو کام تھا۔ اس کے لئے اس غریب کو اندھیری رات میں نصف شب کے قریب ایک ایسے ویران اور دور افتادہ مقام پر جیسا فورلینڈ کا مینار ہے بلانے کی کیا حاجت تھی؟ کیا اس سے آپ کی بات چیت اپنے مکان پر نہ ہوسکتی تھی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کوئی بڑا ہی پُراسرار معاملہ تھا جس پر آپ لوگ گفتگو کرنا چاہتے تھے... لیکن جینر کے متعلق صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ کوئی بات چھپا کر نہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ سب سے پہلے اینٹن سکوئر والے مکان پر گیا لیکن آپ نے اس سے ملنے کا ایک انوکھا ہی انتظام سوچا۔ گویا دو سازشی ایک دوسرے سے ملتے ہوں، اور وہیں اس بیچارے کی جان ضائع ہوئی۔ ان حالات میں میں اس کا واحد رشتہ دار کیا یہ جاننے کا حقدار نہیں ہوں کہ اس کی موت کیا اتفاقی حالات واقع ہوئی یا کسی سازش کا نتیجہ تھی؟ میری صاف گوئی معاف ہو

جس کے بدن کو لگتی ہے وہی آگ کا اثر سمجھ سکتا ہے"

مسٹر مارشنگٹن اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے بھی ان کی تقلید کی۔ ایک دو منٹ تک وہ بالکل خاموش رہے۔ اس کے بعد ہم میں سے کسی کو مخاطب کئے بغیر بالکل اسی طریقہ پر گویا وہ کسی آدمی سے نہیں۔ بلکہ پنجرے میں بند طوطے... یا کمرے کی کھڑکی میں رکھے ہوئے پودوں سے گفتگو کر رہے ہوں... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ بڑبڑاتے ہوئے اس طرح کی آواز میں جو اپنے اندر کسی طرح کی لرزش نہ رکھتی تھی۔ ہموار لہجہ میں کہنے لگے۔

"اس آدمی جیمز کوبلیٹ کے بارہ میں جو اب مر چکا ہے میں اتنا ہی بیان کر سکتا ہوں کہ سالہا سال پیشتر وہ جنوبی امریکہ میں میرے ہاں ملازمت کیا کرتا تھا۔ اور جب آج سے قریباً تین سال پیشتر میں انگلستان آنے کے لئے اس جگہ سے روانہ ہوا تو میں نے اس کو ساتھ لانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ یہی کہتا تھا کہ میں اسجگہ رہتے ہوئے ہر طرح خوش ہوں۔ پس میں نے زندگی بھر کے لئے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور میرے کارکن جو شہر دیو نوسیریز میں رہتے ہیں اس وظیفہ کی رقم باقاعدہ اس کو ادا کر دیا کرتے تھے۔ میں نہیں جانتا وہ کب انگلستان آیا۔ یا کس مطلب کے لئے آیا۔ اس کی آمد کا حال پہلی مرتبہ مجھ کو اپنے سیکرٹری کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ جس نے یہ بھی مجھ کو بتایا۔ کہ وہ ہمارے ایڈنبرا سکیوئر والے مکان پر آیا تھا اور مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اس سے ملاقات کا انتظام کیا۔ اور اس سے ملنے کے لئے خود بھی موقعہ پر گیا۔ لیکن [illegible]

میں بہت حیران تھا۔ کہ اس کے نہ آنے کی وجہ کیا ہے۔ لیکن اب جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے ساری حقیقت واضح ہو گئی۔ بہر حال میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ مجھ سے مل کر کیا بات کہنا چاہتا تھا۔"

جس طرح مدرسہ کے طالب علم کسی سبق کو رٹ لینے کے بعد شروع سے آخر تک رکنے کے بغیر سنا دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح مسٹر مارشنگٹن نے یہ لمبی تقریر کی۔ ایسا کرتے ہوئے انکی آنکھیں بے مدعا کسی طرف کو [illegible] رہیں لیکن زبیدہ [illegible] میں نے دیکھا۔ کہ سارا [illegible] ہوئی بھووں سے بیچ [illegible] تھرا [illegible] نظروں سے ان کی طرف [illegible] تھا۔ [illegible] وہ اپنے ہونٹوں [illegible] پیدا کر کے بولا۔

"صاحب یہ جو کچھ آپ نے فرمایا [illegible]۔ لیکن میرے دل کا اطمینان اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ آپ صاف صاف مجھ کو بتائیں۔ وہ کونسی خاص وجہ تھی۔ جس سے مجبور ہو کر آپ نے بھائی جیفر سے مکان کی چار دیواری میں ملنے کی بجائے آدھی رات کے نامعقول وقت پر ایک ایسی جگہ ملنے کی کوشش کی۔ جو ویران اور خطرناک تھی۔"

اتنا سننے کے بعد مسٹر مارشنگٹن بڑے زور سے چونکے اور انہوں نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا۔ پھر مجھ کو سر سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"آؤ ڈیر ہم چلیں۔ تم ولکنز کو اپنی موٹر دے کر مکان پر واپس بھیج دو۔ اور میرے ہمراہ چلو ایک بہت ضروری کام ہے۔۔۔ الوداع مسٹر کولیٹ۔"

کوملیٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "اگر آپ تشریف لئے جاتے جاتے ہیں۔ تو خدا حافظ۔ لیکن مجھ کو پوری امید ہے۔ کہ جب عنقریب بھائی کی لاش پر کارونر کی تحقیقات ہوگی۔ تو پھر ہم ایک دوسرے سے ملیں گے۔ فی الحال میرا ارادہ ڈوور جاکر سب کچھ اپنے طور پر معلوم کرنے کا ہے۔ یہ ممکن ہے۔ موت کسی حادثہ کا نتیجہ ہو۔۔۔ یا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کسی دشمن نے اس کو اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے یہ فعل کیا ہو۔ خیر اگر میرا نام زبیدی ہے تو میں ان سب باتوں کا کھوج لگا کر ہی چھوڑوں گا۔"

اتنے میں مسٹر مارشنگٹن دروازہ سے باہر قدم نکال چکے تھے۔ میں نے ایک پل کے لئے ٹھیر کر زبیدی کو سمجھایا۔ کہ تم خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بناتے۔ چلے جاتے ہو۔ کیا اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر کسی دشمن نے جینبر کو ہلاک کیا ہوتا۔ تو جو روپیہ اس کے پاس تھا۔ وہ ضرور اسکو اڑا لیتا۔

"واہ صاحب واہ۔۔۔ کیا خوب! کوبلیٹ نے زور سے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہا "آپ نے بہت دور کی سوچی۔ حضرت اس دنیا میں لوگوں کو صرف ان کے روپے کی خاطر ہی ہلاک نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بعض حالتوں میں مدعائے قتل یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اس طریقہ پر ایسے آدمی کی زبان بند کی جاسکے۔ لیکن خیر کوئی بات نہیں وقت سب کچھ بتا دے گا۔۔۔ الوداع خدا حافظ۔"

میرا خیال ہے مسٹر مارشنگٹن نے بھی ان الفاظ کو سن لیا۔ بہر حال انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ انکی بڑی موٹر سرائے کے دروازہ

سے تھوڑی دور آگے سڑک کے ایک جانب کھڑی تھی۔ ویگانز کو رخصت کر کے ہم اس پر سوار ہو گئے۔ موٹر کافی دور چل چکی تھی کہ انہوں نے عجیب طرح کی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:-

"ڈرہم یہ آدمی زبیدی کولیٹ کیا بکواس کر رہا تھا... کیا سچ مچ اس کا خیال ہے کہ جینز کولیٹ کی ہلاکت میں میرا ہاتھ کام کرتا ہے؟"

"صاحب اس کے جواب میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں" میں نے اس پر کہا "یہ آدمی زبیدی عجیب طرح کا کندہ ناتراش ہے اور نہیں جانتا اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کسی کے دل پر کیا اثر پیدا کر سکتے ہیں..."

"اس نے کچھ اس طرح کے الفاظ کہے تھے۔ کہ لوگوں کو صرف ان کے روپے کی خاطر ہی ہلاک نہیں کیا جاتا بلکہ بعض حالتوں میں مدعا سے قتل یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اس طریقہ پر ایسے آدمی کی زبان بندی کی جا سکے" مسٹر مارشنگٹن نے جواب دیا "کیا سچ مچ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کے بھائی کی موت اس کی زبان بندی کرنے کے لئے عمل میں لائی گئی ہے؟"

"اپنے خیالات بیشتر آپ سے عرض کر چکا ہوں" میں نے آہستہ سے کہا "اس سے زیادہ اتنا ہی اور کہنا چاہتا ہوں۔ کہ لاکھ درجے بہتر ہوتا۔ آپ اس آدمی جینز کولیٹ کو روشنی کے مینار کے پاس بلانے کی بجائے اپنے مکان پر بلا کر اس سے مل لیتے"

مسٹر مارشنگٹن چونک کر میری طرف مڑے۔ اور حیرت آمیز نظروں سے دیکھ کر کہنے لگے۔

"ہم کیا تم بھی ایسے خیالات رکھتے ہو؟ ... تم بھی!"

میں اس کا جواب کیا دیتا؟ مالک اور نوکر کی حیثیت میں اتنا ہی فرق ہے۔ کہ مالک جو اس کا جی چاہے کہہ سکتا ہے اور نوکر کو مصلحت کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ مسٹر مارشنگٹن کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو میں برملا کہہ دیتا۔ کہ یہی میرا خیال ہے لیکن ان کے سامنے چونکہ سچ بولنے کی جرات نہ تھی۔ اس لئے میں نے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔

"میں چونکہ سارے حالات سے واقف نہیں ہوں اس لئے کوئی خاص رائے قائم نہیں کر سکتا"

انہوں نے اس طرح گردن جھکالی گویا میرے جواب سے ہر طرح مطمئن ہو گئے ہیں۔ پھر بولے۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ وہ کچھ خاص ہی وجوہات تھیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جیمز کو ایٹ کو مکان پر بلانا نہ چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ میں ایمانداری کے ساتھ اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج سے چار سال پیشتر جب میں اس آدمی سے بولونسیرز سے رخصت ہو کر انگلستان روانہ ہوا۔ تب کے بعد اس وقت تک میں نے اس کی صورت نہیں دیکھی۔ نہ ہی مجھ کو معلوم ہے کہ اس کی موت کن حالات میں واقع ہوئی۔ میں نے جلدی میں کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن اب میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ کہ جس راہ پر اسکو آنا تھا۔ وہ کئی مقامات پر خطرناک ہیں اور میں یہی خیال کرتا ہوں۔ کہ رات کے اندھیرے میں اس کا پاؤں

کہیں پھسلا اور وہ نیچے گر پڑا۔ بہرحال مجھ کو کارونر کی عدالت میں پہنچ کر یہ سارے حالات بیان کرنے ہوں گے۔"

اس وقت تک میں نے سینیر ڈی لامڈا کے متعلق کوئی بات ان سے بیان نہ کی تھی۔ اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی بہتر معلوم ہوا کہ جب تک وہ خود کوئی سوال نہ پوچھیں میں بھی اس بارہ میں چپ رہوں۔ رستے میں مسٹر مارسٹ مُکِنسُ نے شوفر سے کہہ دیا تھا۔ کہ سب سے پہلے لندن پہنچکر کینین سٹریٹ چلنا جہاں ان کے سالسٹر رہا کرتے تھے جب موٹر اس جگہ پہنچ گئی تو مجھ سے یہ کہہ کر وہ اکیلے ہی نیچے اترے کہ۔ مجھے اپنے وکیل سے بعض کاغذات پر دستخط کرانے ہیں۔ تم اس جگہ بیٹھو میں [illegible] آتا ہوں۔ لیکن درحقیقت میں وہ آدھ گھنٹہ سے پہلے واپس نہ آسکے۔ بہرحال جب وہ وکیل صاحب کے دفتر سے باہر نکلے۔ تو بہت خوش اور ہلکے ہوئے نظر آرہے تھے مکان کے باہر والی سیڑھیوں پر کھڑے ہوکر وہ اس وکیل سے جو انہیں چھوڑنے باہر آیا تھا۔ تھوڑی دیر ہنس ہنس کر باتیں کرتے رہے۔

اس کے بعد موٹر پر سوار ہوکر اپنے شوفر جانسن سے بولے۔

"اب تم پارلیمنٹ کو لے چلو مجھ کو اس جگہ بھی کچھ کام ہے۔"

جسوقت ہماری موٹر وسٹ منسٹر کی طرف چلی جارہی تھی۔ تو وہ بالکل خاموش رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی سوال پر غور کر رہے ہیں۔ آخر پیالیس یارڈ میں اتر کر انہوں نے مجھ کو اترنے کا اشارہ کیا۔ اور شوفر سے کہنے لگے۔

"جانسن تم موٹر لے کر سیدھے ایٹن سکوئر جانا اور نوکروں سے کہنا

کہ ہم دونوں میں اور مسٹر ڈرہم شام کے کھانے پر نہ آسکیں گے بلکہ باہر ہی کسی مقام پر کھانا کھائیں گے"

شوفر سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ تو ہم دونوں عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ کر ڈیوڑھی میں داخل ہوئے۔ اس وقت انہوں نے اپنا ہاتھ میرے بازو پہ رکھ کر نرم لہجہ میں کہا۔

" ڈرہم میرے عزیز اس وقت میرا کام سات بجے سے پہلے ختم نہ ہوگا اسوقت تک میرا انتظار کرنا پھر ہم دونوں مل کر کسی ریسٹوران میں جائیں گے اور کھانا کھاتے ہوئے باتیں کریں گے۔۔۔ درحقیقت مجھ کو تم سے کئی ایک باتیں کہنی ہیں۔"

یاد نہیں وقت کا یہ عرصہ میں نے کس طرح گذارا شام کے سات بجے تک کبھی ایک مقام پر بیٹھتا کبھی دوسرے پر جاتا۔ کبھی اپنے جیسے کسی بے کار سے باتیں کرنے لگتا۔ اور کبھی اپنے ہی خیالات میں کھو جاتا پورے سات بجے مسٹر مارشنگٹن مجھے تلاش کرتے ہوئے آئے اور اپنا بازو بے تکلفانہ میرے بازو میں ڈال کر ایک طرف چلنے لگے۔ جب ہم پارلیمنٹ سکویر سے گذر رہے تھے۔ تو انہوں نے ایک بار پیچھے مڑ کر پارلیمنٹ کے عظیم الشان عمارت کو جو اس وقت غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنوں میں نہا رہی تھی۔ گہری حسرتناک نظروں سے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک آہ سرد کھینچتے ہوئے بولے۔

" ڈرہم آج میں نے اس جگہ کو آخری سلام کر دیا۔ اب میں پھر کبھی دارالعوام میں شریک ہونے کی غرض سے اس جگہ نہ آؤں گا"

یہ اطلاع اتنی اچانک اور خلاف امید تھی کہ میں چلتے چلتے کھڑا ہو گیا۔

اور حیرت آمیز نظروں سے ان کے منہ کو تکنے لگا۔ جواب میں وہ مسکرا دیئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کو لے جاتے ہوئے کہنے لگے۔

"اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ لیکن آؤ کھانے کا وقت ہو گیا ہے وہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

چیرنگ کراس کے قریب ایک پرانی طرز کے ہوٹل میں پہنچ کر ہم کھانا کھانے کے کمرہ میں ایک ایسے مقام پر جا بیٹھے۔ جہاں حاضرین کی تعداد بہت کم تھی۔ کھانا کھاتے ہوئے مسٹر مارشنگٹن نے بہت سی باتیں کیں۔ لیکن آپ میری حیرت کا اندازہ اس سے کر سکتے ہیں کہ مطلب کی ایک بات بھی ان کے منہ سے نہیں نکلی۔ بالکل ہی غیر متعلق معاملات پر وہ بڑی دیر تک ہنس ہنس کر گفتگو کرتے رہے۔

بارے کھانا ختم ہوا اور ہم تمباکو نوشی کے کمرہ میں جا کر ایک ایسے مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اور کسی کی مداخلت کا قطعاً اندیشہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر گذر جانے کے بعد آخر کار مسٹر مارشنگٹن نے اپنی کرسی میرے قریب کھینچ لی۔ اور اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھتے ہوئے اس طرح کے سرسری لہجہ میں گویا وہ کسی عام کاروباری گفتگو میں حصہ لے رہے ہوں۔ کہنے لگے۔

"ڈیئر میرے عزیز دوست تم کو معلوم ہوگا۔ کہ اگر مجھ کو کوئی خاص بات کہنی ہو تو میں اُسے کم از کم لفظوں میں نہایت ہی مختصر طور پر کہا کرتا ہوں۔ پس جان لو۔ کہ میں نے پارلیمنٹ میں اپنی نشست صرف ڈاکٹر ریمنگٹن کے کہنے پر استعفےٰ داخل کر کے چھوڑی ہے۔ جب میں آج صبح تم سے جدا ہو کر لندن آیا تو سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ ان کا بیان ہے

کہ میرے دل کی حالت اب پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ اور نہیں کہہ سکتے وہ کب اپنا فعل اچانک ترک کر دے۔ اس طرح کی حالت میں یہی بہتر معلوم ہوا کہ میں اس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالوں۔ بس یہی وجہ میرے پارلیمنٹ کی ممبری چھوڑ دینے کی ہے۔"

میں اس کے جواب میں ہمدردی کے چند مناسب حال الفاظ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے اس ہاتھ سے جو میرے بازو پر لٹکا ہوا تھا ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے کہا۔ "بس بس کسی طرح کے رسمی الفاظ کی حاجت نہیں۔ میں تمہاری ہمدردی قبول کرتا ہوں۔۔۔ اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن یہ تو تھی ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ گو تم نے اپنے دیدے کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا۔ تاہم آج سے بہت عرصہ پہلے میں اس حقیقت کو معلوم کر چکا ہوں۔ کہ تم کو کمیلا سے عشق ہے۔ اور وہ بھی جان و دل سے تم کو پیار کرتی ہے۔"

میری حیرت ایک درجہ اور بڑھی جس بات کو میں زبان تک لاتے ہوئے ہچکچاتا تھا۔ اس کو خود انہوں نے زیر بحث لا کر میرا راستہ آسان کر دیا لیکن واقعہ اتنا فوری تھا۔ کہ میں گھبراہٹ میں کوئی بات نہ کہہ سکا۔ اور حیرت سے آنکھیں گول کئے ان کے منہ کو تکنے لگا۔

"آہ معلوم ہوتا ہے میرا اندازہ غلط ثابت نہیں ہوا۔" وہ ہنستے ہوئے بولے۔ "اچھا تو اب سنو مجھ ایسے آدمی کی زندگی کا جس کا دل بے حد کمزور ہو۔ کچھ بھروسہ نہیں۔ خدا جانے کب کوئی ناگہانی واقعہ پیش آ جائے اس لئے میں چاہتا ہوں اپنی حیات میں تم دونوں کی شادی دیکھ لوں جب تمہیں ایک دوسرے سے محبت ہے اور مجھے اس محبت پر

کوئی اعتراض نہیں۔ تو پھر رکاوٹ کس بات کی؟ اس لئے میرا فیصلہ یہ ہے کہ جیتے جی یہ ارمان نکل جائے۔ خدا جانے کس گھڑی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔"

میں نے جواب میں کچھ کہنے کی بہت کوشش کی، لیکن واقعات ایسے اچانک اور اس تیزی رفتار سے ظہور میں آ رہے تھے۔ کہ کوئی موزوں جملہ تیار نہ کر سکا۔ انہوں نے بھی میری خاموشی سے برا نہیں مانا۔ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔

"اچھا اب آؤ گھر چلیں۔ یہ خوشخبری کیملا کے کانوں تک بھی پہنچانی ضروری ہے۔"

ایٹن سٹور والے مکان پر پہنچ کر دروازہ کھولا تو نوکر ڈیوڑھی میں موجود نہ تھا۔ اکٹھے ہم دونوں کمرہ نشست کی طرف گئے لیکن ابھی تھوڑے فاصلہ پر ہی تھے۔ کہ گفتگو اور ہنسی قہقہہ کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں۔ میں سخت حیران تھا کہ گھر میں کون ہے جس سے کیملا باتیں کر رہی ہے۔ لیکن آپ جو اس داستان کو پڑھ رہے میری اس وقت کی حیرت اور پریشانی کا شاید کچھ اندازہ کر سکیں جب میں نے کمرہ کے دروازہ پر پہنچ کر دیکھا کہ کیملا اور سینیر ڈی۔ الانڈا پاس پاس بیٹھے اس طرح گھل مل کر بے تکلفانہ باتیں کر رہے ہیں گویا ان کی برسوں سے جان پہچان ہو۔۔۔

باب ۷

عجیب نظارے

ان چار آدمیوں میں سے جو کمرہ کے اندر موجود تھے۔ یعنی ایک میں۔ ایک مسٹر
مارشنگٹن۔ کمیلا۔ اور جوزی ڈی لانڈا۔ ان سب میں صرف کمیلا ہی
ایک تھی۔ جسے خواب میں بھی اس بات کا خیال نہ آ سکتا تھا۔ کہ یہ خوشگوار
فضا جو فی الحال کمرہ میں پیدا تھی۔ کس قدر ناگہاں نہایت خطرناک صورت
اختیار کر سکتی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اس حقیقت سے
واقف ہوتے ہوئے کہ مسٹر مارشنگٹن کی سب سے بڑی خواہش سینیر
ڈی لانڈا کو اپنے مکان سے باہر رکھنے کی تھی۔ اس کو خلاف امید کسی
ناخواندہ مہمان کی طرح گھر میں بیٹھا۔ اور مالک مکان کی عزیز بیٹی سے
یوں شیر و شکر ہوتا دیکھ کر دل مارے خوف کے دھک دھک کرنے
لگا۔ میں نہیں جانتا تھا۔ کونسا نیا واقعہ عنقریب ظہور میں آنے والا ہے
دوسرے لفظوں میں میں اپنے آپ کو ایسے تماشائی کی حیثیت میں محسوس
کرتا تھا۔ جو تھیٹر میں کسی حیرت انگیز ناٹک کا ایک ایسا سین دیکھ رہا

ہو۔ جس کے انجام کی نسبت وہ کسی طرح کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ میرے پہلو میں کھڑے ہوئے مسٹر مارشنگٹن نے ایک لمبا گہرا سانس لیا اور میں نے دیکھا ان کے چہرہ پر نہیں معلوم دبے ہوئے غصہ اور جوش کے باعث یا کسی اور وجہ سے گہری سرخی چھا گئی میں حیران و ششدر کبھی ڈی لانڈا کی طرف دیکھتا تھا۔ اور کبھی مسٹر مارشنگٹن کی طرف۔

لیکن سینیر ڈی لانڈا ان آدمیوں میں سے نہیں تھا۔ جو کسی غیر معمولی واقعہ کے پیش آنے پر گھبرا یا سٹپٹا جاتے ہیں کیا مجال اس کی خندہ جبینی میں ذرا بھی فرق آیا ہو یا اس کے چہرہ پر فکر و تشویش کے خفیف آثار نمایاں ہوں۔ گھبراہٹ اضطراب یا پریشانی ان باتوں کا نشان تک اس کے اندازہ میں نہ پایا جاتا تھا۔ ہمیں اندر آتا دیکھ وہ جھٹ تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے نکالے خوشنما چہرہ پر تبسم پیدا کئے آگے بڑھا۔ کچھ اس طرح کی غیر معمولی کشش اس آدمی کی ذات میں مضمر تھی کہ مسٹر مارشنگٹن ارادہ نہ رکھتے ہوئے بھی اپنا ہاتھ نکالنے پر مجبور ہو گئے۔ ڈی لانڈا نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس طرح زور زور سے ہلایا جیسے مدت کے دو بچھڑے ہوئے دوست کیا کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس طرح کے پر اخلاص و شیریں لہجہ میں۔ جس کو دیکھ کر اس کی صدق دلی پر شک کرنا گناہ معلوم ہوتا تھا۔ کہنے لگا۔

"آہ میرے عزیز دوست ... میرے جان سے پیارے دوست اتنی مدت کے بعد آپ کا شرف نیاز حاصل کر کے جو خوشی دل کو حاصل ہوئی ہے اس کا اظہار صورت الفاظ میں ممکن نہیں۔ مجھے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا مسرت کی لہریں میرے بدن کے ہر حصہ میں پھیر رہی ہیں"

لیکن مسٹر مارشنگٹن پر ان باتوں سے کوئی خاص نمایاں اثر پیدا کیا۔ وہ [illegible]

سنگی مجسمہ کی طرح چپ چاپ کھڑے رہے اور اب جبکہ بیخبری کا پہلا دور ختم ہونے پر وہ اپنے اوسان بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے تو انہوں نے اپنا ہاتھ ڈی لانڈا کی گرفت سے چھڑا لیا۔

چہرہ پر اس دکھاوے کے لئے جو کمیلا کی موجودگی میں ضروری تھا خفیف سے خلیقانہ آثار پیدا کرکے رسمی طور پر جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن .... امید نہ تھی۔ کہ آپ اس جگہ پہنچ جائینگے .... اور وہ بھی اس صورت میں کہ میرا سیکریٹری خاص طور پر آپ سے یہ کہنے کے لئے گیا تھا ....''

انہوں نے فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر استفہامی نظروں سے میری طرف دیکھا اور اس وقت مجھ کو یاد آیا۔ کہ لارڈ وارڈن ہوٹل میں سینیر ڈی لانڈا سے میری جو بات چیت ہوئی تھی۔ اس کا حال میں نے اب تک ان سے بیان نہیں کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ بولتا ڈی لانڈا نے اس بات کی پروا نہ کرکے کہ اس کی نسبت میرا کیا رویہ ہے جھٹ ہاتھ آگے نکالا۔ اور میرا ہاتھ مضبوط پکڑ کے ایسے زور زور سے جھٹکاتے ہوئے ہارنگٹن کی طرف رخ کرکے نہ تھمنے والی تقریر جاری کی تھی

"جی بیشک۔ آپ کے لائق تعریف سیکریٹری صاحب مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے" پھر میری طرف مڑ کر "مزاج شریف مسٹر ٹریہم" اور اسکے بعد دوبارہ مسٹر ہارنگٹن کی طرف گھوم کر" میں ان کا بیحد ممنون احسان ہوں۔ کہ شریب خانہ تک قدم رنجہ فرمایا۔ اور آپ کے مزاج گرامی کا حال بیان کرتے ہوئے یہ بھی مجھ سے کہا۔ کہ مجھے کس جگہ آپ سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ لیکن حالات ایسے پیش آئے۔ کہ مجھ کو خلاف امید جلد لندن آنا پڑا اور چونکہ طبیعت آپ سے ملنے کو بے چین تھی۔ اور مجھ

آپ کے مکان کا پتہ بھی معلوم تھا۔ اس لئے نہ رہ سکا۔ اور اپنے بہت پیارے دوست کی دید کے لئے چلا آیا۔ اس جگہ پہنچا تو معلوم ہوا۔ آپ مکان پر نہیں ہیں۔ اس پر ایک بہت پرانے دوست کے حقوق بے تکلفی سے فائدہ اٹھا کر میں نے آپ کی نواسی کو اطلاع کرائی۔ یہ کہتے ہوئے اس نے غیر ملکی لوگوں کی طرح عجیب طرح کا منہ بنایا اور کمیلا کی طرف اشارہ کیا لیکن مجھے اس کی حالت دیکھ کر اتنا غصہ آیا کہ جی چاہتا تھا۔ اس کی کمر میں ایک زور کی ٹھوکر رسید کردوں "آپ کی نہایت خوبصورت نواسی" یہ کہہ کر اس نے پھر ایک بار منہ بنایا اور اشارہ کیا "جسے میں اس زمانہ سے لے کر بھولا نہیں ہوں جب وہ جنوبی امریکہ میں آپ کے پاس رہا کرتی تھی..."

اس لمبی اور بے جوڑ تقریر کے دوران میں مسٹر مارشنگٹن عجیب طرح کی نظروں سے اس کے منہ کو تکتے رہے۔ میں نہیں کہہ سکتا ان کی نگاہ سے نفرت ظاہر ہوتی تھی یا غصہ... یا کسی طرح کی لاپرواہی۔

"آپ بھولتے ہیں" آخرکار انہوں نے ڈی لانڈا کی طرف منہ پھیر کر کہا "میری نواسی جب امریکہ سے رخصت ہوئی۔ تو صرف چار سال کی تھی اور مجھ کو آج تک معلوم نہ تھا۔ کہ آپ اس چھوٹی عمر کے بچوں سے بھی کسی طرح کی دلچسپی لیتے ہیں"

مجھ کو اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ مسٹر مارشنگٹن نے لہجہ میں طنز کی بو شامل تھی۔ اس کے بعد میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے ڈی لانڈا کی طرف دیکھا کہ ان کے چبھتے ہوئے لفظوں کا اس پر کیا اثر ہوتا ہے۔ لیکن خدا جانے کس قدر ضبط عظیم اور رکھاؤ اس آدمی کی ذات میں پوشیدہ تھا

کہ بالکل بُرا نہ مان کر وہ اُلٹا مسکرانے لگا۔ اور غیر ملکی لوگوں کی طرز پر دونو ہاتھ پھیلا دیئے اس کے بعد بولا۔

"آہ اس بہت چھوٹی عمر میں بھی آپ کتنی خوبصورت تھیں ..."

نہیں نہیں اس زمانہ کو بھولا نہیں ہوں"

مسٹر مارشنگٹن نے میری طرف کو رُخ کر کے خشک لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

"کسی کیم کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ خوبصورتی صرف دیکھنے والے کی آنکھوں میں ہوا کرتی ہے اور ہر ایک آدمی کا مذاق جداگانہ ہے کیونکہ جہاں تک میرا حافظہ مدد دیتا ہے چار سال کی عمر میں مس کمیلا ہیٹن ایک بہت ہی بدصورت بچی تھی"

ڈی لانڈا نے پھر ایک مرتبہ اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

"میرے عزیز دوست جو کچھ آپ نے اختلاف مذاق کے بارہ میں فرمایا۔ وہ سولہ آنہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ سرزمین شمال کے رہنے والے ہیں۔ اور یہ ناچیز خطۂ جنوب کا اس لئے بھی ہمارے نقطۂ نگاہ میں فرق ہونا ضروری ہے۔ . میں بھولا نہیں ہوں کہ مس کمیلا بہت ہی خوبصورت اور پیاری لڑکی تھی۔ اور ان کے والد . . آپکے اور میرے گہرے دوست . . کیوں یاد ہے"؟

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس نے مسٹر مارشنگٹن کی طرف یوں نگاہ کے تیر برسانے شروع کئے جیسے کوئی پیشہ ور جلاد برچھی یا تلوار سے کام لیتا ہے۔ اس کے وہ مبہم الفاظ اور نگاہ کا اندازہ خدا جانے اپنے اندر معنی کا کتنا عظیم دفتر لئے ہوئے تھا۔ بہرحال میں نے دیکھا مسٹر

ہارشنگٹن اس موقعہ پر خلاف معمول پُرسکون اور ضابط رہے۔ انہوں نے اس کی نگاہ کا جواب لاپروائی سے سر کی حرکت سے دیا۔ اور اس کے بعد کہا۔

"آپ کا حافظہ بہت تیز ہے تاہم ان باتوں کو چھوڑیئے فی الحال آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور انگلستان کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ میرے خیال میں کھانا تو آپ کھا چکے ہوں گے تاہم اجازت دیجئے میں ایک سگار اور اس کے ساتھ موقعہ کے حسب حال کوئی چیز پیش کروں ... ڈرہم کیوں نہ ہم دوسرے کمرے میں چلیں؟" انہوں نے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ پھر کمیلا کی طرف منہ کر کے جو پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھی ان دو شخصوں کی عجیب و غریب گفتگو بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ سن رہی تھی۔ اس کو مخاطب کر کے کہا "عزیز لڑکی تم کیوں اپنی نیند حرام کرتی ہو؟ کیا میری وہ نصیحت تم کو یاد نہیں کہ جوان عورت کی خوبصورتی اس کی راحت بخش نیند سے گہرا تعلق رکھتی ہے؟"

"یاد ہے ماموں جان۔ میں آپ کی نصیحت کو بھولی نہیں ہوں" کمیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "لیکن آپ... سینیر ڈی لانڈا نے مجھ کو جنوبی امریکہ کے متعلق اتنی عجیب و حیرت انگیز باتیں سنائی ہیں کہ سونے کی رغبت نہیں رہی.. سینیر میں تو کہتی ہوں آپ ایک کتاب تصنیف کیجئے آپ کی معلومات اتنی وسیع ہیں کہ دنیا ان کو کتابی صورت میں دیکھ کر دنگ رہ جائیگی۔

مسٹر ہارشنگٹن نے پھر ایک مرتبہ میری طرف دیکھا۔ اور اس کے بعد الفاظ چباتے ہوئے کہا۔

کہ بالکل بُرا نہ مان کر وہ اُلٹا مسکرانے لگا - اور غیر ملکی لوگوں کی طرز پر دونو ہاتھ پھیلا دیئے اس کے بعد بولا -

"آہ اس بہت چھوٹی عمر میں بھی آپ کتنی خوبصورت تھیں ..."

نہیں نہیں اس زمانہ کو بھولا نہیں ہوں "

مسٹر مارشنگٹن نے میری طرف کو رُخ کر کے خشک لہجہ میں کہنا شروع کیا -

"کسی کیم کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ خوبصورتی صرف دیکھنے والے کی آنکھوں میں ہوا کرتی ہے اور ہر ایک آدمی کا مذاق جداگانہ ہے کیونکہ جہاں تک میرا حافظہ مدد دیتا ہے چار سال کی عمر میں مس کمیلا ہیٹن ایک بہت ہی بدصورت بچی تھی "

ڈی لانڈا نے پھر ایک مرتبہ اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا -

"میرے عزیز دوست جو کچھ آپ نے اختلاف مذاق کے بارہ میں فرمایا - وہ سولہ آنہ صحیح معلوم ہوتا ہے - اس کے علاوہ آپ سرزمین شمال کے رہنے والے ہیں - اور یہ ناچیز خطۂ جنوب کا اس لئے بھی ہمارے نقطۂ نگاہ میں فرق ہونا ضروری ہے ... میں بھولا نہیں ہوں کہ مس کمیلا بہت ہی خوبصورت اور پیاری لڑکی تھی - اور ان کے والد ... آپکے اور میرے گہرے دوست ... کیوں یاد ہے ؟"

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس نے مسٹر مارشنگٹن کی طرف یوں نگاہ کے تیر برسانے شروع کئے جیسے کوئی پیشہ ور جلاد برچھی یا تلوار سے کام لیتا ہے - اس کے وہ مبہم الفاظ اور نگاہ کا انداز خدا جانے اپنے اندر معنی کا کتنا عظیم دفتر لئے ہوئے تھا - بہرحال میں نے دیکھا مسٹر

ہارشنگٹن اس موقعہ پر خلاف معمول پُرسکون اور ضابط رہے۔انہوں نے اس کی نگاہ کا جواب لاپرواہی سے سر کی حرکت سے دیا۔ اور اس کے بعد کہا۔

"آپ کا حافظہ بہت تیز ہے تاہم ان باتوں کو چھوڑیئے فی الحال آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور انگلستان کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ میرے خیال میں کھانا تو آپ کھا چکے ہوں گے تاہم اجازت دیجئے میں ایک سگار اور اس کے ساتھ موقعہ کے حسب حال کوئی چیز پیش کروں ... ڈر ہم کیوں نہ ہم دوسرے کمرے میں چلیں؟" انہوں نے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ پھر کمیلا کی طرف منہ کرکے جو پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھی ان دو شخصوں کی عجیب و غریب گفتگو بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ سُن رہی تھی۔ اس کو مخاطب کرکے کہا "عزیز لڑکی تم کیوں اپنی نیند حرام کرتی ہو؟ کیا میری وہ نصیحت تم کو یاد نہیں کہ جوان عورت کی خوبصورتی اس کی راحت بخش نیند سے گہرا تعلق رکھتی ہے؟"

"یاد ہے ماموں جان۔ میں آپ کی نصیحت کو بھولی نہیں ہوں" کمیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "لیکن آپ ... سینیر ڈی لانڈا نے مجھ کو جنوبی امریکہ کے متعلق اتنی عجیب و حیرت انگیز باتیں سنائی ہیں کہ سونے کی رغبت نہیں رہی .. سینیر میں تو کہتی ہوں آپ ایک کتاب تصنیف کیجئے آپ کی معلومات اتنی وسیع ہیں کہ دنیا ان کو کتابی صورت میں دیکھ کر دنگ رہ جائیگی۔

مسٹر مارشنگٹن نے پھر ایک مرتبہ میری طرف دیکھا۔ اور اس کے بعد الفاظ چباتے ہوئے کہا۔

بے شک اگر سینیٹر ڈی لانڈا کوئی کتاب لکھنے بیٹھیں۔ تو وہ اس میں اتنی دلچسپیاں شامل کر سکیں گے۔ کہ کتاب میرے خیال میں ہاتھوں ہاتھ بک جائے گی۔" خدا جانے ان کا دلی ارادہ کیا تھا لیکن میں محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ان کے الفاظ اپنے اندر گہرا طنز رکھتے تھے "لیکن میری طرح" انہوں نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "آپ بھی اپنی قابلیت تحریر کو عملی جامہ پہنانے کے حق میں نہیں... اب آیئے چلیں"

ہم تینوں کیسلا کو سلام کر کے رخصت ہوئے۔ لیکن سب سے نمایاں رخصتی سلام ڈی لانڈا کا تھا جس نے کئی کئی طریقوں پر منہ بنایا۔ اور مشرقی انداز سے کورنش بجا لایا۔ لیکن انجام کار ہم اس کمرہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جو لائبریری سے ملحق اور انتہا درجے پر سکون تھا۔ اس میں داخل ہونے کے بعد جب میں نے کمرہ کا دروازہ بند کیا تو دل کہے دیتا تھا۔ کہ اس گفتگو کے دوران میں جو عنقریب یہاں ہونی ہے عجیب اور انوکھی باتیں دیکھنے میں آئیں گی۔

اس خیال کو مدنظر رکھ کر میں نے اپنی آنکھوں اور کانوں کو پوری طرح کھلا رکھا تھا۔ اور ایسا کرتے ہوئے یہ ایک نہایت عجیب بات دیکھی تھی۔ کہ اس وقت سے لے کر جب ہمارے آنے پر لانڈا اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا، مسٹر مارشنگٹن نے اس سے دوبارہ بیٹھنے کی درخواست نہ کی تھی۔ اس کے علاوہ جو عجیب طرح کی پر معنی گفتگو ان میں ہوتی رہی تھی۔ اس کے متعلق بھی میرے لئے یہ جاننا دشوار ثابت نہ ہوا کہ ان کے منہ سے نکلا ہوا ہر ایک جملہ بظاہر کتنا ہی بے ضرر کیوں نہ ہو باطن میں چھری کٹاری کا اثر رکھتا تھا۔ تیسری بات جو میں نے معلوم

کی یہ تھی۔ کہ مسٹر مارشنگٹن ڈی لانڈا کو جس قدر جلد ممکن ہو کمیلا کی موجودگی سے ہٹا تا اور دُور لے جانا چاہتے تھے۔

لیکن دوسرے کمرہ میں پہنچ کر ان کا رویہ بالکل ہی بدل گیا۔ انہوں نے اپنے ملاقاتی کو ایک نہایت آرام دہ کرسی پیش کی۔ ایک الماری کھول کر وہ مرچیا سگار نکالے جو صرف اوقات خاص میں پیش کئے جاتے تھے۔ غرض جہاں تک مہمان نوازی کی حد تھی۔ انہوں نے کسی بات میں فروگذاشت نہ کی۔

پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولے "ڈرسم تم ذرا گھنٹی بجا کر سپیشل ٹن کو بلا دو ... ہاں ڈی لانڈا! کیا پینے کی خواہش ہے؟ اس جگہ انگلستان میں ہم لوگ، عام طور پر رات کو کسی قدر کی پانی ملی ہوئی شراب کا ایک گلاس پیا کرتے ہیں۔ لیکن آپ کی اعتدال پسندی کو جانتے ہوئے میں یہ پوچھ لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کیا پئیں گے؟ تیز شراب ... یا ہلکی ... یا کوئی اور چیز؟"

ڈی لانڈا کی شخصیت کا حال جو کچھ بعد ازاں مجھ کو معلوم ہوا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اب میرے لئے یہ سمجھنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔ کہ کس لئے وہ بہرحال اپنے دماغ کو پرسکون اور مسرور رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی جب داروغہ کئی طرح کے مشروبات لے کر حاضر ہوا۔ تو اس نے ہی سے ہلکی سفید رنگ کی جرمن شراب کا ایک چھوٹا سا گلاس پسند کیا۔ اور اس کو بھی منہ تک لے جانے سے پہلے اس میں معتدبہ پانی ملا لیا۔ لیکن مقابلہ میں یہ بھی میں نے دیکھا کہ مسٹر مارشنگٹن نے اپنی ہمیشہ کی عادت کے مطابق وسکی کا ایک گلاس لینے کی بجائے داروغہ سے کہہ کر بہت پرانی برانڈی کی ایک بوتل نکلوائی

اور اس کا نہایت تیز مرکب تیار کرایا۔ تب مجھ کو معلوم ہوا کہ ان کا ظاہر کتنا ہی پرسکون کیوں نہ ہو دل میں آگ اور خون کا طوفان برپا تھا۔ ظاہر ہے وہ اس قدر گھبرائے ہوئے تھے۔ کہ اپنے قلب و اعصاب کو استوار رکھنے کی غرض سے ان کو نہایت تیز شراب کی مدد لینی پڑی ہے۔ چونکہ ایک سیدھا اور صاف آدمی ہوں۔ اس لئے حالات کو دیکھنے کے بعد جی تو یہی چاہتا تھا۔ کہ اس آدمی ڈی لانڈا کو گردن سے پکڑ کر ایک ایسی ٹھوکر لگاؤں کہ یہ بیٹا لڑھکتا ہوا کھڑکی کی راہ سے باہر جا گرے۔ اور بناوٹ اور دکھاوے کے یہ سارے تکلفات بھول جائے جو دل کو اجیرن ہو رہے تھے۔ کیونکہ اس میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی تھی۔ کہ ظاہری مہمان نوازی کے باوجود مسٹر مارشنگھٹن کو اس شخص کی آمد ایک آنکھ نہیں بھاتی اور وہ دل سے چاہتے تھے۔ کہ وہ جلد از جلد کسی طرف کو کالا منہ کر جائے۔

رفتہ رفتہ ہمارے "ملاقاتی" کے رویہ میں بھی تبدیلی ہونے لگی۔ اس میں شک نہیں اس کے انداز اب بھی خاپنقانہ نہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود سابق کے مقابلہ میں اس کی عام حالت بہت کچھ بدلی ہوئی نظر آتی تھی جس وقت سٹیپلٹن مشروبات کا تھال رکھ کر کمرہ سے رخصت ہو گیا تو تھوڑی دیر گہری خاموشی رہی اس کے بعد مسٹر مارشنگھٹن نے مستقل نظروں سے اپنے مہمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "سینیر ڈی لانڈا ہم مسٹر ڈریم کے سامنے پوری آزادی سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ امید ہے، آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔"

ڈی لانڈا مسکرایا۔ لیکن اس کا تبسم خوشگوار نہ تھا۔ کہنے لگا۔

"کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ کہنا چاہیں۔ کہہ سکتے ہیں۔ اور جو کچھ میں کہنا چاہوں وہ بھی کہہ سکتا ہوں؟"

"چلیئے یوں سہی" مسٹر ہارٹ نگٹن نے جواب دیا" اور اب میں جو بات سب سے پہلے کہنا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ جس صورت میں میں نے آپ کو کلب میں آنے کے لئے کہا تھا۔ تو کیوں آپ بن بلائے میرے مکان پر آئے۔ اور زبردستی اس کے اندر گھس کر بیٹھ گئے؟ میرے خیال میں اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کو نقد روپے کی فوراً ضرورت تھی"

میں ان الفاظ کو سن کر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اسی دن صبح کو میں نے ڈوور کے ہوٹل میں ڈی لانڈا کو جس شان تکلف سے رہتے ہو دیکھا تھا اس کو یاد کر کے باور نہ ہوتا تھا۔ کہ اس کو روپے پیسے کی تنگی ہے معلوم ہوتا ہے اس نے مجھ کو چونکتے ہوئے دیکھ لیا۔ کیونکہ وہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"آپ کو اختیار ہے جو جی چاہے۔ سمجھیں۔ لیکن میرا عذر یہی ہے کہ حالات کی وجہ سے میں اس وقت تک۔ انتظار نہ کر سکتا تھا۔ کہ آپ مجھ کو... کیا نام۔ بیکا نخینیم میں بلائیں۔

"حالات کی وجہ سے" مسٹر ہارٹنگٹن نے جھنجھلاتے ہوئے لہجہ میں کہا" میں سمجھ گیا کن حالات کی وجہ سے" پھر میری طرف مڑ کر اور اپنے سر کو معنی خیز طریقے سے ہلا کر انہوں نے کہنا شروع کیا" ڈرہم واقعہ یہ ہے کہ یہ آدمی استحصال بالجبر کرتا ہے۔ وہ کئی سال سے ایسا کرتا چلا آیا ہے۔ چار برس پیشتر جب میں بونو سبریزہ سے روانہ ہونے لگا۔ تو اس نے یہ کہہ کر پنچے

ر ایک غیر معمولی بڑی رقم مجھ سے لی تھی۔ کہ اب میں دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں جا کر کوئی کاروبار شروع کر دوں گا۔ اور آئندہ کبھی تنگ نہ کروں گا۔ بعد ازاں میرے سننے میں آیا۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ کسی نے کہو یا میں اسے جان سے مار ڈالا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ بلی کی طرح اس کی بھی سو جانیں ہیں دیکھو تو اب زندہ اور صحیح سلامت بیٹھا ہے اور از سر نو روپیہ طلب کرتا ہے... وہی بلیک میل "

میں حیران تھا اس کا کیا جواب دوں بیوقوفوں کی طرح کبھی ایک کے اور کبھی دوسرے کے منہ کو تکنے لگتا۔ اسی بے خبری میں سگار بھی بجھ گیا اور مجھے اس کو دوبارہ سلگانے کا خیال نہ آیا۔ ڈی لانڈا نے ہلکا نرم قہقہہ لگانے پر کفایت کی اور اتنے میں مسٹر مارشنگٹن کی آواز پھر میرے کانوں میں پہنچی۔ جو بڑے سکون کے ساتھ کہہ رہے تھے۔

" خیر ہم اس سے تم نے معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ اس آدمی کو میری ذات پر کوئی خاص قابو حاصل ہے۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہے میرا ایک از ایس کو معلوم ہے جس کو میں الم نشرح کرنا پسند نہیں کرتا۔ میں نے اسکی خاموشی کی قیمت بہت ادا کی ہے ... حد سے زیادہ دی ہے کوئی دوسرا آدمی ہوتا۔ تو اس پر قناعت کرتا۔ لیکن اس گربہ مسکین کو دیکھو اب پھر تاک لگائے بیٹھا ہے"

ڈی لانڈا کی طرف سے پھر ایک بار وہی نرم قہقہہ کی آواز سنائی دی اس کے بعد کسی قدر آگے جھک کر اس نے میٹھی نرم آواز سے کہنا شروع کیا۔

" میرے عزیز دوست آپ نے حالات کا خلاصہ اچھی طرح بیان کر

کرو یا۔ لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ میں آپ سے بلیک میل کرتا ہوں۔ سچ پوچھئے۔ تو
میں ایک کاروباری آدمی ہوں۔ ایک معاملہ کی نسبت جس کا ذکر ابھی آپ نے
کیا ہے میں نے زبان بندی کر کے آپ کی خدمت گذاری کی۔ آپ نے مجھے اس کا نقد
معاوضہ دیا۔ اور یہ بھی مجھ کو تسلیم ہے۔ کہ خوب دیا۔ اگر میں مر جاتا تو قصہ ختم
تھا۔ لیکن میں ابھی تک زندہ اور باحیات ہوں اور بظاہر میرے مستقبل
قریب میں مرنے کی بھی کوئی امید نہیں چونکہ اتنے عرصہ تک میں نے ایک
وفادار نوکر کی مانند آپ کی خدمتگذاری کی یعنی آپ کے راز کو محفوظ رکھا
ہے۔ اس لئے میں اس خدمت کی قیمت لینے آیا ہوں۔ آپ اس کو
بلیک میل کہہ سکتے ہیں میرے نزدیک تو یہ خالص کاروبار ہے"
کتنا پُرسکون اس آدمی کا رویہ، کتنا زور دار اس کا مطالبہ۔ اور
کتنا پر یقینی اس کا لہجہ تھا۔ سچ کہتا ہوں اس سے نفرت کرتے ہوئے بھی
میں اسے تعریفی نظروں سے دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کی حالت ٹھیک
اس دیو یا شیطان سے ملتی جلتی۔ جو کسی آدمی کو پکڑے اور پھر اس
سے کہے "جتنا تمہارا جی چاہتا ہے ہاتھ پیر مار لو۔ لیکن میری گرفت
سے نہ نکلو گے" یہ معلوم کرنے کے لئے۔ کہ ان جچے تلے لفظوں کا مسٹر
مارشنگٹن پر کیا اثر ہوا ہے میں ان کی طرف مڑا۔ لیکن یہ دیکھ کر بڑا تعجب
ہوا۔ کہ ان کے چہرہ پر غصہ جوش یا نفرت کے آثار قطعاً موجود نہ تھے۔
"بہت اچھا" انہوں نے آخر کار کہا۔ تاہم لفظی بحث میں پڑنا
نہیں چاہتے۔ تم نے اس کو کاروبار کہا ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ
کاروبار ہے۔ لیکن ہر طرح کے کاروبار میں دونوں فریق آپس میں سمجھوتہ کی بھی
کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر لیا کرتے ہیں۔ تم کو روپیہ درکار ہے۔ میں دینے

کے لئے تیار ہوں۔ لیکن تب تک نہیں کہ ہمارا آپس میں فیصلہ کن سمجھوتہ نہ ہو جائے"

چمکیلے چشمے کی پشت پر ڈی لانڈا کی تیز آنکھیں مسکراتی نظر آتی تھیں اس کے چہرہ پر طمانیت کی وہ جھلک پائی جاتی تھی۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ دوسرا خواہ کسی رخ پہ چلے بازی اپنے ہاتھ ہے۔ کہنے لگا آپ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا۔ میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں"

"لیکن وہ سمجھوتہ اس وقت نہیں ہو سکتا" مسٹر مارشنگٹن نے جواب دیا" بہت نہیں تو ایک ہفتہ تک کے لئے میں بےحد مصروف ہوں خرابی صحت کی وجہ سے میں نے پارلیمنٹ میں استعفیٰ داخل کر دیا ہے اور کئی ایک باتیں فیصلہ طلب باقی ہیں۔ اس لئے ایک ہفتہ انتظار کرو۔ پھر میں تمہارے ساتھ ایک ایسا تصفیہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے یہ آئے دن کی جھنجھٹ ختم ہو۔ اس عرصہ میں میں اگر تم کو گذارہ کے لئے ضرورت ہے۔ تو کچھ نقد روپیہ دے دوں گا"

"کس قدر؟ مسٹر لانڈا نے پُرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"میں تمہیں پانسو پونڈ کا کھلا چیک دینے کے لئے تیار ہوں" یہ الفاظ مسٹر مارشنگٹن نے اس طرح کے سرسری لہجہ میں کہے گویا پانسو پونڈ کی رقم ان کے خیال کے مطابق پانچ پیسے عقیدت رکھتی ہو" اس سے تم اپنا اسراف کچھ عرصہ کے لئے حسب معمول پورا کر سکتے ہو۔ لیکن چیک دینے سے پہلے میں تم سے لکھوا لوں گا۔ کہ اس سات دن کے عرصہ میں نہ تم میرے مکان پر آؤ۔ نہ کسی اور طریقہ پہ مجھ کو پریشان کرو"

ڈی لانڈا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
"قلم دوات نکالئے میں تحریر لکھے دیتا ہوں۔ آپ چک پر دستخط کر دیں ایک ہفتہ کے بعد جس جگہ آپ چاہتے ہیں۔ میں وہیں حاضر ہو جاؤں گا۔ اور ہم آپس میں وہ سمجھوتہ کر لیں گے۔ جس کی آپ کو خواہش ہے آپ کی سوچی ہوئی تجویز خوب ہے جس طرح دو لشکر میدان جنگ میں عارضی صلح کر لیا کرتے ہیں ہا! ہا! ہا! اس کے بعد ہم دوبارہ ملکر یا تو ہمیشہ کے لئے آشتی کی شرطیں کر لیں گے۔ یا پھر جنگ وجدل کا آغاز ہو گا۔ کیوں؟"
اس کے چند منٹ بعد پانسو پونڈ کا چک جیب میں ڈالے وہ میرے آگے ڈیوڑھی کی طرف ہو لیا۔ میں اس کو دروازہ تک چھوڑنے ساتھ جا رہا تھا۔
دروازہ سے قدم باہر رکھتے وقت وہ چہرہ پر آثار تبسم لئے پیچھے مڑا اور کہنے لگا۔
"میرے عزیز دوست ڈرہم۔ آپ نے دیکھ لیا۔ کسی مالدار آدمی کے چھوٹے سے راز کا حال جاننے کے بعد اس پر قابو پانا کس قدر نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ لوگ کان طلا کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ معدن الماس ہے ... شب بخیر"
وہ منہ بناتا ہوا رخصت ہو گیا۔ اور میں چپ رہا۔ جی تو چاہتا تھا۔ کہ ایک رخصتی لگ لگا کر دل کے ارمان نکال لوں۔ لیکن مالک کی مصلحت کو سوچ کر ضبط ہی کرنا پڑا۔
بہرحال اپنے غصہ اور جوش کی نمائش کرنے کے لئے میں نے اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ پُرشور آواز سے بند کر دیا۔

کے لئے تیار ہوں۔ لیکن تب تک نہیں کہ ہمارا آپس میں فیصلہ کن سمجھوتہ نہ ہو جائے۔"

چمکیلے چشمے کی پشت پر ڈی لانڈا کی تیز آنکھیں مسکراتی نظر آتی تھیں اس کے چہرہ پر طمانیت کی وہ جھلک پائی جاتی تھی۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ دوسرا خواہ کسی رخ پر چلے بازی اپنے ہاتھ ہے۔ کہنے لگا آپ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا۔ میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔"

"لیکن وہ سمجھوتہ اس وقت نہیں ہو سکتا۔" مسٹر مارشنگٹن نے جواب دیا۔" بہت نہیں تو ایک ہفتہ تک کے لئے میں بیحد مصروف ہوں خرابی صحت کی وجہ سے میں نے پارلیمینٹ سے استعفیٰ داخل کر دیا ہے اور کئی ایک باتیں فیصلہ طلب باقی ہیں۔ اس لئے ایک ہفتہ انتظار کرو۔ پھر میں تمہارے ساتھ ایک ایسا تصفیہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے یہ آئے دن کی جھنجھٹ ختم ہو۔ اس عرصہ میں میں اگر تم کو گذارہ کے لئے ضرورت ہے۔ تو کچھ نقد روپیہ دے دوں گا۔"

"کس قدر؟ مسٹر لانڈا نے پُرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"میں تمہیں پانسو پونڈ کا کھلا چیک دینے کے لئے تیار ہوں۔" یہ الفاظ مسٹر مارشنگٹن نے اس طرح کے سرسری لہجہ میں کہے گویا پانسو پونڈ کی رقم ان کے خیال کے مطابق پانچ پیسے عزت رکھتی ہوئے اس سے تم اپنا اسراف کچھ عرصہ کے لئے حسب معمول پورا کر سکتے ہو۔ لیکن چیک دینے سے پہلے میں تم سے لکھوا لوں گا۔ کہ اس سات دن کے عرصہ میں نہ تم میرے مکان پر آؤ۔ نہ کسی اور طریقہ پر مجھ کو پریشان کرو۔"

ڈی لانڈا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
"قلم دوات نکالیئے میں تحریر لکھے دیتا ہوں۔ آپ چیک پر دستخط کر دیں ایک ہفتہ کے بعد جس جگہ آپ چاہتے ہیں۔ میں وہیں حاضر ہو جاؤں گا۔ اور ہم آپس میں وہ سمجھوتہ کر لیں گے۔ جس کی آپ کو خواہش ہے آپ کی سوچی ہوئی تجویز خوب ہے جس طرح دو لشکر میدان جنگ میں عارضی صلح کر لیا کرتے ہیں ہا! ہا! ہا! اس کے بعد ہم دوبارہ ملکر یا تو ہمیشہ کے لئے آشتی کی شرطیں کر لیں گے۔ یا پھر جنگ و جدل کا آغاز ہو گا۔ کیوں؟"
اس کے چند منٹ بعد پانسو پونڈ کا چک جیب میں ڈالے وہ میرے آگے ڈیوڑھی کی طرف ہو لیا۔ میں اس کو دروازہ تک چھوڑنے ساتھ جا رہا تھا۔
دروازہ سے قدم باہر رکھتے وقت وہ چہرہ پر آثار تبسم لئے پیچھے مڑا اور کہنے لگا۔

"میرے عزیز دوست ڈرہم۔ آپ نے دیکھ لیا۔ کسی مالدار آدمی کے چھوٹے سے راز کا حال جاننے کے بعد اس پر قابو پانا کس قدر نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ لوگ کان طلا کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ معدن الماس ہے ... شب بخیر"
وہ منہ بناتا ہوا رخصت ہو گیا۔ اور میں چپ رہا۔ جی تو چاہتا تھا کہ ایک رخصتی لک لگا کر دل کے ارمان نکال لوں۔ لیکن مالک کی مصلحت کو سوچکر ضبط ہی کرنا پڑا۔
بہر حال اپنے غصہ اور جوش کی نمائش کرنے کے لئے میں نے اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ پر شور آواز سے بند کر دیا۔

باب ۸

انوکھی مصلحت

بڑی آہستگی سے چلتا ہیں اس کمرہ کی طرف ہو لیا۔ جس میں اب مسٹر مارشنگٹن اکیلے تھے۔ لیکن دروازہ میں قدم رکھنے سے پہلے میں تھوڑی دیر واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جو کچھ میرے دیکھنے میں آیا۔ وہ اتنا عجیب و حیرت انگیز تھا اور میری قوت فہم سے اتنا بعید۔ کہ تھوڑی دیر کے لئے مجھے اپنے دماغ میں چکر آتا معلوم ہوا۔ صرف ایک بات جو اس گہرے دھندلکے میں جو میرے ذہن و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ نظر آئی یہ تھی کہ مسٹر ماشنگٹن کی زندگی کا کوئی حصّہ ... یا کوئی واقعہ کسی اس طرح کے گہرے راز سے وابستہ ہے۔ جس کو وہ کسی حال میں ظاہر ہونے کا موقعہ دینا پسند نہیں کرتے۔ کسی طرح وہ راز اس شیریں دہن افعی ... اس نام و نہاد ہسپانوی کو۔ جو خدا جانے سپین کا رہنے والا تھا۔ یا میکسیکو کا باشندہ یا کسی دغیلی النسل سے تعلق رکھتا تھا ... بہر حال وہ کوئی ہو۔ کسی نہ کسی طریقہ پر وہ مسٹر مارشنگٹن کے راز سے واقف ہو چکا تھا۔ لیکن اس حد

تک مجھے اس معاملہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ معاملہ ان دو شخصوں کے درمیان تھا۔ اور وہ اس کو بہتر طے کر سکتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ جو سوال میرے جی کو پریشان کرنے کا ذریعہ بنا یہ تھا۔ کیا اس راز کا تعلق کسی نہ کسی طریقہ پر کمیلا کی ذات سے بھی ہے؟

آخر کار میں دروازہ کھول کر اندر گیا۔ مسٹر مارلنگٹن اب تک اسی حالت میں کھڑے تھے۔ جس میں میں نے انہیں چھوڑا تھا۔ یعنی گہرے فکر و اضطراب کی حالت میں ان کا ایک ہاتھ میز پر رکھا ہوا اور دوسرے سے وہ اپنے رخسار کو کھجا رہے تھے۔ آنکھیں میز پر بکھرے ہوئے کاغذات اور فرش زمین کی دوسری چیزوں پر لگی تھیں۔ لیکن میرے لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ وہ ان چیزوں کو دیکھتی نہیں بلکہ خدا معلوم ان کے خیالات کی رو کہاں سے کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ جس وقت میں نے دروازہ بند کیا تو آہٹ سن کر وہ پہلے بڑے زور سے چونکے اس کے بعد میری طرف دیکھ کر مسکرائے۔ لیکن اس مسکراہٹ میں بھی ضعف جانی اور اضمحلال کے آثار پوشیدہ تھے۔

"ڈریم یہاں آجاؤ" انہوں نے مجھ سے کہا "ایک دو باتیں تم سے کرنی ہیں"

انہوں نے جس کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ خود اس کے بعد بھی کھڑے رہے۔ اور انجام کار ایک گہرا سانس لیکر بیٹھ گئے۔

"ڈریم" اس کے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا "یہ آدمی جس کو ابھی تم نے رخصت کیا ہے آشنا پایا تھا... بدمعاش اور حرامزادہ ہے۔ کہ شاید

روئے زمین پر اس کا ثانی کوئی نہ ہو گا۔ میری خدا سے یہی دعا ہے۔ کہ کبھی کوئی آدمی ایسے مردِ ناہنجار کے قابو میں نہ آئے۔"

"مجھ کو جان کر یہ بہت افسوس ہوتا ہے کہ اسے آپ پر کسی طرح کی گرفت حاصل ہے۔" میں نے مدھم آواز سے کہا۔

"قصور سراسر میرا ہے ... میرا اپنا۔" انہوں نے کہا۔ "کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو جو کچھ مجھ سے لے چکا ہے اس پر قناعت و اطمینان کی زندگی بسر کرتا۔ لیکن اس کی خون آشامی کہیں ختم نہیں ہوتی وہ اس جونک کی مانند ہے جو پہلے خون چوستی ہے پھر اس کو نکال کر دوبارہ اتنی ہی بھوکی ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھ سے روپیہ لے کر وہ اس کو یوں برباد کرتا ہے گویا میرے دیئے ہوئے نوٹ ردی کاغذ کے پرزے ہوں مگر لعنت بر کارِ شیطان۔ اس کا ذکر جانے دو۔ میں جس سوال پر تم سے بات چیت کر رہا تھا۔ وہ بیچ میں ہی رہ گیا۔ ڈریم میری خواہش ہے۔ کہ تم فوراً کمیلا سے شادی کر لو۔ .. کیا سمجھ گئے؟ فوراً"

ان الفاظ کو سن کر ایک لحظہ کے لئے میری حیرت نے اتنی ترقی کی کہ میں جواب میں کوئی لفظ منہ سے نہ کہہ سکا۔ لیکن پھر بھی میں نے اپنے دل میں اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ خواہ کچھ ہو وہ ایک سوال پوچھے بغیر نہ رہوں گا۔ جو میرے دل کو سب سے زیادہ مضطرب بنائے ہوئے تھا چنانچہ اس فیصلہ پر پہنچ کر میں نے ہر طرح کی مصلحت نظر انداز کر کے صاف لفظوں میں کہا۔

"کیا آپ کی اس خواہش کی تہ میں بھی کہ میں اور کمیلا فوراً شادی کر لیں وہی راز کام کرتا ہے جو آپ کے اور اس آدمی ڈی لانڈا کے درمیان

چلا آتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے میں نے غور بین نظروں سے مسٹر مارشنگٹن کے چہرہ کو دیکھنا شروع کیا۔

ان کے ہونٹوں میں خفیف سی لرزش ہوئی۔ ایک ثانیہ کے لئے انہوں نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد میری طرف منہ کر کے صورت اثبات سر ہلاتے ہوئے یہ ایک لفظی جواب دیا۔

"ہاں"

"اگر واقعی ایسا ہے" میں نے پھر اپنا دل مضبوط کر کے کہنا شروع کیا "تو کیا آپ کے نزدیک یہ بات ہر طرح واجب اور مناسب نہیں کہ رسم شادی ادا ہونے سے پہلے آپ مجھ کو اور کمیلا کو اس راز کی حقیقت سے آگاہ کر دیں؟"

جواب دینے کی بجائے وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر تک گہرے فکر و اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ٹہلتے پھرتے رہے۔ آخر ایک موقعہ پر میرے پاس آ کر رک گئے اور اپنا ہاتھ میرے شانہ پر رکھتے ہوئے بولے۔

"ڈرہم میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اس راز کی حقیقت یقینی طور پر تم سے اور کمیلا سے بیان کر دی جائے گی۔ لیکن میرا کہا مانو۔ اور فی الحال کوئی بات پوچھنے کے لئے زور نہ ڈالو۔ جتنا عرصہ تم کو میرے پاس رہتے ہوئے گذرا ہے۔ اس میں کم از کم یہ ایک بات تم نے ضرور معلوم کر لی ہوگی۔ کہ میرے خیالات اور تفکرات سب سے زیادہ اس بات کے لئے رہے ہیں کہ میری کمیلا پھلے پھولے اور خوشحال ہو۔ اسی بہتری کے خیال کو مدنظر رکھ کر میں چاہتا ہوں۔ تم دونوں کی

شادی کی رسم فوراً ادا ہو جائے ڈرہم میرے عزیز اگر تم اس معاملہ میں میرا کہا مانو گے تو اطمینان رکھو تمہیں کسی حال میں افسوس نہ کرنا پڑے گا"

بات میرے سمجھ میں نہیں آتی کہ کمیلا سے شادی کرکے افسوس پیدا ہونے کا خیال ہی ناممکن ہے۔ اس لئے آپ اس کا ذکر رہنے دیں لیکن اس کی جگہ میں نے ایک اور سوال ان سے پوچھا۔

"اچھا فرض کیجئے۔ کہ میری اور کمیلا کی شادی جس طرح آپ چاہتے ہیں کسی وجہ سے فوراً نہ ہو سکے۔ تو کیا اس کے... یعنی کمیلا کے لئے کسی طرح کا خطرہ ہے؟... اور کیا وہ خطرہ اس آدمی ڈی لانڈا کی طرف سے پیش آسکتا ہے؟

"میں خطرہ تو نہیں کہتا" مسٹر مارشنگٹن نے جواب دیا "لیکن ہاں اگر تم میرا کہا نہ مانو جس کی مجھے بہت ہی کم امید ہے تو پھر اس صورت میں اس کے دل کو رنج و غم... تکلیف... اور ایک بھاری صدمہ پہنچنے کا احتمال ضرور ہے۔ حالانکہ فوراً شادی کر لینے کی صورت میں ان ساری باتوں کا انسداد ہو سکتا ہے" پھر فوراً ہی لہجہ بدل کر اور چہرہ پر گہری متانت کے آثار پیدا کر کے وہ سنجیدگی کے لہجہ میں بولے ڈرہم پھر ایک بار کہتا ہوں۔ تم کو ہر حال میں میری ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ جو کچھ میں کرنے لگا ہوں فقط تم دونوں کی خوشی اور خوش حالی کے لئے ہے۔ میں ہرگز اتنا زور نہ دیتا۔ اگر یہ معاملہ اس قدر اہمیت نہ رکھتا یا میں تم سے اس قدر واقفیت نہ رکھتا جتنی مجھے حاصل ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ جب ایک بار اس کو

تمہاری بیاہتا بیوی کا درجہ حاصل ہو گیا۔ تو پھر کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ بھی میرا وعدہ ہے۔ کہ شادی کی رسم فوراً ادا ہونے کے بعد میں سارے حالات تم سے بیان کر دوں گا۔"

میں لاجواب ہو گیا۔ اس کے آگے کونسا اعتراض تھا۔ جو میں اپنی طرف سے پیش کرتا؟ میری خاموشی کی رضامندی سمجھ کر انہوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بڑے زور سے دبایا۔ اس کے ساتھ ہی میں فیصلہ کن انداز سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔

"جس طرح آپ کی مرضی۔ فرمایئے اب آپ میرے لئے کیا حکم دیتے ہیں؟"

"کسی طرح کے خاص احکام کی حاجت نہیں" انہوں نے پھر ایک بار وہی رسمی لہجہ اختیار کر کے کہا "کل صبح جتنا سویرے ممکن ہو کمیلا سے ملنا۔ لیکن جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ ہرگز ان کے کانوں تک نہ پہنچانا۔ جس قدر ممکن ہو نرم پیرایہ میں ایسے طریقہ پر کہ اس کے قلبِ نازک کو کوئی صدمہ نہ پہنچے اس سے کہنا۔ کہ ڈاکٹر میکنگش نے معائنہ کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان کا دل بے حد کمزور ہے . . . لیکن سب باتیں تم اپنے آپ بہتر کہہ سکتے ہو۔ میرے سمجھانے کی نہیں مطلب یہ ہے۔ کوئی ایسی تمہید پیش کر کے شادی کا ذکر چھیڑ دو کہنا۔ ان حالات کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری شادی کی رسم جلد از جلد ادا ہو جائے اس کی تسکین خاطر کے لئے یہ بھی کہہ دینا کہ خطرہ فوری نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ کہ وہ سالہا سال تک زندہ رہیں! ہم وہ ایسا خطرہ ہے۔ جو نہ معلوم کس وقت کس گھڑی آ کہاں پہنچے

آجائے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری شادی ان کی زندگی
میں ہو جائے غرض اس طریقہ پر یہ بات بنا کر اس کا اطمینان کرا دینا
اور اس کی رضامندی لے کر اسے اپنے ساتھ میرے پاس لانا یہ
سب کر کے تو میرے وکیلوں سے ملا کرانا۔ وہ ایک یا دو گھنٹے
کے اندر اندر تمہاری شادی کا خاص اجازت نامہ حاصل کر
دیں گے۔ اگر سچ پوچھو تو میں یہ ذکر پیشتر ہی ان سے کر چکا ہوں
اس لئے اور زحمت جو مبادیات کو طے کرنے میں پیش آتی ہے۔
واقع نہ ہوگی۔ بس میرے خیال میں اسی قدر مجھ کو کہنا تھا"

تو یہ ختم کر کے انہوں نے میرا ہاتھ پر محبت انداز سے دبایا۔ اور
اس کے بعد ایک ستارہ کو ٹٹولنے لگے جو کہ میز پر رکھے ہوئے تھے
اب ان کے ہونٹوں پر ایک طرح کا معنی خیز تبسم تھا۔ کہنے
لگے:-

ادھر جہاں ایک بات ہے وہ میں تو بالکل ہی نظر انداز کر گیا
... ممکن ہے وہ تمہاری نظروں میں کوئی خاص اہمیت نہ رکھتی
ہو لیکن دنیا والوں کی نظروں میں ضرور رکھتی ہے یعنی روپے
کا معاملہ۔ میں اس بارہ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس کا
فیصلہ تم میری ذات پر رہنے دو میں سب انتظام ایسے طریقہ
پر کر دوں گا۔ کہ کسی کو وجہ شکایت پیدا نہ ہوگی۔ میرے دل کو یہ
جان کر سکون ہو جاتا ہے۔ کہ تم اور کمیلا دونوں اب یک جان
ہو گئے ہو۔ پھر مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے۔ بس جاؤ
اب تم آرام کر سکتے ہو۔

اور اس سے پہلے کہ میں اس سلسلہ میں کوئی اور لفظ منہ سے نکالتا انہوں نے ہنستے ہنستے مجھے کمرہ سے رخصت کر دیا۔ لیکن سچ پوچھیئے تو میرے دماغ میں ایک آگ سی مشتعل تھی۔ واقعات نے عرصہ قلیل کے اندر ہی اس طرح کی حیرت انگیز رفتار حاصل کر لی تھی۔ کہ کسی ایک بات کو سمجھنا بھی عملی طور پر ناممکن تھا۔ جس طرح حالت خواب میں کئی ایک صورتیں آمیز ہو کر دماغ کے آئینہ میں پیش ہوتی ہیں اسی طرح فی الحال کئی شخصیتیں میری نظروں کے سامنے پھر رہی تھیں یعنی جیمز کو یلیٹ اس کا بھائی زبیدی ... جوزمی ڈی لانڈا ... پھر ان کے علاوہ ڈوور کا مردہ خانہ ... ایڈمیرل بین بو کی سرائے ... وہ نظارے جو ڈی لانڈا کی موجودگی میں میں نے دیکھے تھے اور ان سب پر مستزاد مسٹر مارشنگٹن کے تازہ تاکیدی احکام حقیقت یہ ہے کہ جس وقت میں بستر پر لیٹنے کے خیال سے کپڑے اتار رہا تھا۔ تو یہی خیال کرتا تھا۔ کہ رات بھر سو نہ سکوں گا۔ لیکن جوانی کا عالم بھی عجیب ہے۔ جونہی بستر پر لیٹا فوراً آنکھ لگ گئی اور آخر اس وقت [illegible] سورج تبسم کناں کمرہ کی کھڑکی سے جھانک [illegible] یاد دلاتا تھا۔ کہ اٹھو آج کا دن تمہاری زندگی میں انقلابی اہمیت رکھنے والا ہے۔

کمیلا سے جو میری بات چیت ہوئی۔ اس کا حال تحریر میں لانا عبث ہے اس طرح کی باتیں جو دو سیاہ کار ... ایک ... ایسی داستان میں ... بیٹھا ہوا ... [illegible]

مختصر یہ کہ وہ مسٹر مارشنگٹن کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کو آمادہ ہو گئی اس کے بعد میں اسے اس کے ماموں کے پاس لے گیا۔ اور انہیں ہر طرح مطمئن بیٹھا ہوا دیکھ کر اس کام کی سرانجام دہی کے لئے رخصت ہوا ہے جو اس سلسلہ میں باقی رہا تھا۔

سب سے پہلے میں حصہ شہر میں جاکر مسٹر مارشنگٹن کے وکیل صاحب سے ملا۔ معلوم ہوا ان کو پہلے سے میرا انتظار تھا۔ کیونکہ جونہی میں نے اطلاع کرائی۔ مجھے فوراً اندر بلا لیا گیا اور وکیل صاحب اس طرح کی دلچسپی اور تعریفی نظر سے میری طرف دیکھنے لگے۔ جو صاف ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ ہر ایک راز سے واقف ہیں۔ چند منٹ کے عرصہ میں وہ میرے ساتھ شادی کی سند حاصل کرنے ڈاکٹرز کامنز تک، چلنے کو تیار ہو گئے۔ لیکن جونہی ہم نے اس موٹر میں قدم رکھا۔ جس پر سوار ہو کر میں ایسٹن سے [illegible] اس جگہ تک آیا تھا۔ وہ بولے:۔

"کل مسٹر مارشنگٹن کی زبانی یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ کہ ڈاکٹر نے اُن کی صحت کے بارہ میں کوئی تشویشناک اطلاع دی ہے کیا انہیں [illegible] عارضہ لاحق ہے؟"

"جی [illegible] مجھ [illegible] شفا یقینی ہے" میں نے سرسری لہجہ میں جواب دیا۔ کیونکہ میں [illegible] زیادہ گفتگو کی خواہش نہ رکھتا تھا۔

لیکن وکیل صاحب اس آسانی سے پیچھا چھوڑنے والے نہ تھے سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کہنے لگے "معلوم ہوتا یہی وجہ ہے۔ وہ آپ کی شادی جلد از جلد اپنی ہمشیرزادی سے کر دینا چاہتے ہیں

مسٹر ڈرہم آپ کی خوش نصیبی میں کلام نہیں۔ اور میں اس کامیابی پر آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے باوجود مجھ کو یقین ہے مسٹر ہارشنگٹن کو کوئی فوری خطرہ پیش نہ آئے گا۔ اور وہ سالہا سال تک آپ لوگوں کو خوش و خرم دیکھنے کے لئے زندہ رہیں گے۔ ایک آدمی کا حال مجھ کو یاد ہے جس کو بتایا گیا تھا۔ کہ اس کی موت چند گھنٹوں کے اندر اندر واقع ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اس کے بعد کامل تیس سال زندہ رہا۔"

"مسٹر ہارشنگٹن کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے" میں نے جواب دینے کی غرض سے کہا "کہ ہر طرح کے حالات کو مدنظر رکھ کر پیش بندی کر لیا کرتے ہیں۔"

ڈیلی نے پھر ایک بار تبسم کیا۔ اور عجیب طرح کی نظروں سے میری طرف دیکھا معلوم ہوتا تھا وہ کسی بات کو یاد کر کے دل ہی دل میں ہنستا ہے۔ نرم لہجہ میں بولا۔

"بے شک ان کی دور اندیشی میں کلام نہیں۔ لیکن ایلو، ہم منزل مقصود پر آ پہنچے۔ میں امید کرتا ہوں، ہر ایک کام سے بہت جلد فارغ ہو جائیں گے۔"

اس سے تھوڑا عرصہ بعد جب میں ڈاکٹرز کامنز سے رخصت ہوا تو میرے پاس کنٹربری کی لاٹ پادری کا دستخطی حکم نامہ موجود تھا جس میں اس بات کی اجازت دی گئی تھی۔ کہ جان ڈرہم اور ہیلا ڈیٹن کی شادی کی رسم فوراً یا جس وقت ان کا جی چاہے ادا ہو سکتی ہے اور ہر ایک پادری کو اختیار ہے۔ کہ وہ اس رسم کو ادا کر دے

لیکن دفعتاً ایک اور خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ یعنی میں نے سوچا کہ اگر سچ مچ ہماری شادی اس قدر جلد ہونیوالی ہے (بظاہر یہ بات اتنی عجیب و غیر ممکن نظر آتی تھی۔ کہ جب میرے خیالات کی رَو اس طرف جاتی تو دل بڑے زور سے دھڑکنے لگتا تھا) بہر حال اس طرح کی صورت میں میرا فرض تھا۔ کہ شادی کی ایک انگوٹھی خرید کر کیملا کو پیش کرنا۔ پس میں نے شوفر سے کہا "کہ سیدھے بونڈسٹریٹ کی طرف لے چلو" اس جگہ ایک جوہری کی دکان سے میرا عرصہ کا لین دین تھا۔ وہیں سے انگوٹھی خریدنا چاہتا تھا۔

مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ جب کوئی نوجوان شادی کرنے لگتا ہے تو اس قسم کی انگوٹھی خریدنا اس کے لئے ایک مرحلہ سے کم نہیں ہوتا۔ بیشتر جگہوں پر ایسے دکانداروں کے ہاں تو اس قسم کے علیحدہ کمرے بنائے گئے ہیں جن میں ایسے آدمی جو شادی کی انگوٹھی خریدنا چاہتے ہوں۔ یہاں چھپ کر داخل ہوتے ہیں گویا چوری کرنے بیٹھے ہوں یا کسی سے روپے مانگنے کا ارادہ کر کے گئے ہوں مگر میری حالت اُن سے جدا تھی۔ واقعات حال نے مجھ اس طرح کا جوش میرے دل کے اندر پیدا کر دیا تھا۔ کہ میں کسی کی پروا نہ کر کے دلیرانہ گھس گیا اور گو تین چار آدمی اور بھی مختلف چیزوں کی خرید کے سلسلہ میں دوکان کے اندر موجود تھے: تاہم ان کی پروا نہ کر کے میں نے دوکان میں قدم رکھتے ہی کہا۔

مجھ کو ایک شادی کی انگوٹھی درکار ہے"

دوکان کے ایک نائب نے طرح طرح کی انگوٹھیوں کے تین بکس

میرے سامنے کھولکر رکھ دیئے اور جیسا اس قماش کے لوگوں کا معمول ہے بیٹھی نرم آواز سے کہنے لگا " ان میں سے پسند فرمائیے لیکن کیا آپ کو خاتون کی انگلی کا ناپ معلوم ہے ؟"

"افسوس نہیں" میں نے جواب دیا " لیکن میں اندازہ سے معلوم کرلوں گا ... میرے خیال میں یہ انگوٹھی ہر طرح موزوں ہوگی۔"

میں نے قیمت دریافت کرکے ادا کردی۔ اور انگوٹھی لے کر دوکان سے رخصت ہونے لگا تھا کہ کسی نے میرے قریب ہی اس طرح کی ہلکی کھنکار لگائی جو اپنے اندر طنز کی جھلک رکھتی تھی۔ میں نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا۔ اور آپ میری حالت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ وہی نامبارک ڈاڑھی والا شخص ہے کہ دکان میں انگاسے کے جیسی خریدنے کے لیئے کئی ایک نمونے سامنے رکھے اُن کو بغور دیکھ رہا ہے۔

مجھ کو رکتا دیکھ کر بھی اس نے میری طرف رُخ نہ کیا۔ بلکہ اپنے انتخاب میں منہمک رہا۔ میں نے بھی اس کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور دوکان سے نکل کر موٹر پر سوار ہوگیا۔ لیکن جس وقت ہماری موٹر بازاروں کو قطع کرتی جارہی تھی تو میں اپنے دل میں سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس خفیف سے واقعہ نے میرے دماغ کو بری طرح پریشان کردیا ہے۔ حیران ہوکر سوچتا تھا کہ یہ منحوس آدمی عین اس وقت کہاں سے آنکلا۔ جب میں شادی کی انگوٹھی خریدنے لگا تھا۔ اور اسکی آمد کا اثر ہمارے مستقبل پر ناخوشگوار تو نہ ہوگا۔ ایک بار تو یہاں تک بھی جی میں آئی تھی۔ کہ اس انگوٹھی کو پھینک کر کوئی دوسری خریدلوں

لیکن غنیمت ہے کہ میری بدحواسی اس حد تک نہیں پہنچی میں نے اپنے آپ کو بتایا کہ بھلا ایک بڈھی لانڈا کا میری ذلت سے کیا واسطہ؟ وہ جانے یا مسٹر ہارٹ مین۔ اگر وہ مجھ کو جوہری کی دوکان پر اتفاقیہ نظر آ گیا۔ تو اس میں مشتبہ کیا ہے؟

لیکن جب میں نے ڈیوڑھی میں قدم رکھا تو داروغہ سٹیپلٹن اس طرح میری طرف کو آیا کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ کسی قسم کی غیر معمولی اطلاع دینا چاہتا ہے۔ کہنے لگا۔

"مسٹر ہاسٹنگز مس ہیٹن کو ساتھ لے کر ڈوور تشریف لے گئے آپ کے جانے کے بعد آپ کے نام ایک تار آیا تھا۔ اور وہ دونوں ساڑھے گیارہ بجے کی گاڑی پر رخصت ہوئے۔ آپ کے لئے ایک رقعہ لکھ کر چھوڑ گئے ہیں۔ اور کمرہ کے اندر رکھا ہوا ہے۔"

میں دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا اس کمرہ کی طرف گیا۔ جس میں ان کا خط رکھا ہوا تھا۔ سوچتا جاتا تھا کہ ہو نہ ہو اس واقعہ کا تعلق کسی نہ کسی طریقہ پر جیمز کوبلیٹ کے راز سے ہو گا۔ چنانچہ جونہی میں نے لفافہ کھول کر خط پڑھا تو معلوم ہوا میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ خط میں مذکور تھا کہ "میرے نام ایک ارجنٹ تار آیا ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اپنے متعلقین کو ساتھ لے کر ڈوور پہنچ جائیں۔ جہاں کوبلیٹ کی لاش پر تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس لئے وہاں جا رہا ہوں۔ کیتھلین کو میں صرف اس لئے ہمراہ لئے جاتا ہوں۔ کہ وہ پیچھے رہنا نہیں چاہتی۔ امید ہے تم بھی اگلی ٹرین سے وہیں پہنچ جاؤ گے۔"

"واہ وا اگر اتنی ہی بات ہے تو خیر میں چلا جاؤں گا۔" میں نے بڑبڑاتے ہوئے

کہانی ایک طرح کی رسمی کارروائی ہے۔ جس میں مجبوراً حصہ لینا پڑے گا۔"

لیکن جب ریل کا ٹائم ٹیبل اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب سے پہلی فاسٹ ٹرین دو بجیس پر چیرنگ کراس کے سٹیشن سے روانہ ہوتی ہے۔ اور اس کے ڈوور پہنچنے کا وقت چار بجے کے قریب ہے۔ چنانچہ شادی کا لائسنس اور تمیسلا کو پیش کرنے کی انگوٹھی، بدستور جیب میں رکھے ہوئے میں سوا چار بجے عمل پر ڈوور پہنچکر گاڑی سے اترا سب سے پہلا آدمی جو مجھ کو پلیٹ فارم پر اسی طرح پھرتا نظر آیا۔ گویا کسی کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ وہی افسر پولیس تھا۔ جس نے ایک دن پہلے موٹر روک کر مجھ کو جیفر کوبلٹ کی موت سے آگاہ کیا تھا۔ مجھ کو دیکھتے ہی وہ تیز قدم اٹھاتا میری طرف کو آیا۔ اور کہنے لگا۔

"مسٹر مارشٹاش نے ایک پیغام آپ کے لئے چھوڑا تھا، جو میں آپ کو پہنچانا چاہتا ہوں۔ وہ اس جگہ سے خلیج مارگرٹ والے مکان پر چلے گئے تھے۔ آپ نے بھی وہیں آجانا۔ وہ صرف اس لئے آپ کا انتظار نہ کر سکے کہ معلوم نہ تھا۔ آپ کس گاڑی سے آئیں گے۔"

"بہت اچھا میں عنقریب چلا جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا "لیکن یہ کارونر کی تحقیقات جو کوبلٹ کی لاش پر ہونے والی ہے کب ہوگی؟"

"اس کے لئے کل دن کے ساڑھے دس بجے کا وقت مقرر ہوا ہے۔" افسر پولیس نے جواب دیا۔"

"بہتر،" میں نے کہا۔ "اس سے زیادہ تو کوئی بات آپ کو معلوم نہیں ہوئی ؟"

"کوئی خاص بات نہیں۔" اس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "البتہ متوفی کا ایک بھائی زبیدی کو بلیٹ جس کا نام ہے اس جگہ آیا ہوا ہے کہتا ہے میں نے لندن سے ایک وکیل کو بھی طلب کیا ہے جو غالباً آج رات تک پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ آدمی ... زبیدی کو بلیٹ کچھ عجیب طرح کا انسان ہے۔ اس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ کی نسبت اس کو بعض خاص معلومات حاصل ہیں۔ اور عجب نہیں کہ کارنیگی کے روپیہ والوں کا بیان ہی کسی طرح کی سنسنی پیدا کرنے کا موجب ثابت ہو۔"

میرے لئے اس سوال پر دماغ لڑانے کی کوشش بے سود تھی۔ کیونکہ میں کوئی فیصلہ کن رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔ پس میں نے وہیں پلیٹ فارم کے ایک جانب بنے ہوئے ٹی سٹال سے لیکر چائے کی ایک پیالی پی۔ اور اس کے بعد کرایہ کی موٹر تلاش کرنے لگا۔ تاکہ اس پر سوار ہو کر سینٹ مارگرٹ چلا جاؤں۔ درمیانی فاصلہ کافی لمبا ہے۔ اور گو موٹر کی رفتار تیز تھی تو بھی سینٹ مارگرٹ کے قریب پہنچتے پہنچتے میں اپنے آپ کو مضمحل اور تھکا ہوا محسوس کرنے لگا۔ لیکن میرا یہ سارا کسل اور اضمحلال اس وقت آن واحد میں کافور ہو گیا۔ جب موٹر گاؤں کی سڑک پر چلتی ہوئی۔ اس کے پاس ہو کر گذری جو مورٹن مل سٹیشن اور سینٹ مارگرٹ کے درمیان مسافروں کی آمد و رفت کے لئے

چلا کرتی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں، سینیرڈی لانڈا نہایت صاف ستھرا چہرے پر حسب معمول آثار تبسم لئے بس کے ایک کونے میں بیٹھا ہے!

باب ۹

لاش پر تحقیقات

ڈی لانڈا کوبس میں بیٹھا ہوا یہ دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ وہ غالباً نیچ سینٹ مارگریٹ کے قریب بنے ہوئے ہوٹل میں رہنے کے ارادہ سے اس جگہ آیا ہے۔ اور غالباً اس طریقہ پر مسٹر مارشنگٹن کو زیر نگاہ رکھنا چاہتا ہے۔ اسقدر غصہ اور جوش مجھ پر طاری ہوا۔ کہ میں آپے سے باہر ہو گیا۔ آپ اس کو میری حماقت قرار دیں یا ناعاقبت اندیشی سمجھیں کیونکہ سچ پوچھئے تو مجھے کسی دوسرے آدمی کی نقل و حرکت پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ لیکن میرا عذر یہ ہے۔ کہ اس آدمی کی موجودگی۔ میرے نزدیک، ان دو شخصوں کے لئے جن کی ذات سے مجھ کو گہری دلچسپی اور محبت تھی۔ کسی طرح فائدہ مند نظر نہ آتی تھی۔

میں پھر ایک بار کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے اس موقعہ پر کیا۔ وہ میری خالص تر نادانی تھا۔ تو بھی میں چونکہ سارے واقعات کا حال من و عن لکھنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اس لئے اپنی کسی خطا یا کمزوری کو چھپا کر رکھنا

نہیں چاہتا چنانچہ جیسا میں نے لکھا ہے۔ ڈی لانڈا کو بس میں بیٹھا دیکھ کر نیک و بد کی تمیز میرے قابو میں نہ رہی۔ اور جب دونوں موٹریں برابر برابر چلنے لگیں تو میں نے آواز دیکر دونو کے ڈرائیوروں کو روک لیا پھر اپنی موٹر سے اتر کر بس کے قریب پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے ڈی لانڈا نے بھی مجھ کو دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ وہ چہرہ پر آثار حیرت لئے آگے کی طرف جھکا اور جیسا اس کا معمول تھا کہ دے کے شیریں لہجہ میں کہنے لگا۔

"آہ میرے عزیز مسٹر ڈرہم کتنی عجیب بات ہے۔ کہ ہم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد عجیب و غریب مقامات پر ایک دوسرے سے ملتے ہیں"

لیکن میں اس طرح کی رسمی اور تر گفتگو کو جاری رکھنے کے لئے ہرگز آمادہ نہ تھا "سینیر ڈی لانڈا" میں نے اپنی آواز کو اس قدر دبا کر کہ وہ دونو موٹر چلانے والوں کے کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ کافی جوش سے کہا "میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس جگہ کس مطلب کے لئے آئے ہیں؟ جو وعدہ کل آپ نے مسٹر مارسٹنگٹن سے کیا تھا۔ یہ اس کے سراسر خلاف ہے۔ اور میں صاف صاف کہتا ہوں . . ."

اس نے کسی کار آزمودہ ایکٹر کی طرح چہرے پر آثار حیرت پیدا کر کے بھوں اپنی اٹھالیں۔ اور دونو ہاتھ آگے پھیلا دیئے۔ اس کے بعد لہجہ کی حلاوت اور نرمی کو حسب معمول قائم رکھ کر کہنے لگا۔

"میرے محترم میں سمجھا نہیں آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میرے دوست مارسٹنگٹن نے مجھ سے بیشک یہ وعدہ لیا تھا۔ کہ نہ میں ان کے ریڈن ساور والے مکان پر جاؤں نہ کسی طریقہ پر ان کو پریشان کروں لیکن اس کا مطلب یہ تو ہرگز نہیں ہے کہ دنیا کے سارے مقامات کی آمدورفت

چھوڑ دوں۔ میں نے ڈوور اور لندن ہر دو مقامات پر خلیج سینٹ مارگ
کی خوشگوار آب و ہوا اور دلکش بحری فضا کی تعریف سنی تھی۔ اس
لئے بغرض تفریح یہیں چلا آیا۔

"لیکن مجھے قطعاً معلوم نہ تھا۔ کہ میرے دوست مارشنگٹن نے سارے
ساحل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس لئے میرے عزیز دوست جو کچھ آپ فرماتے
ہیں۔ میں اس کا مطلب سمجھنے سے معذور رہوں۔ اگر میں کسی جگہ کی
تعریف سنکر وہیں سیر کے لئے جاتا ہوں۔ تو آپ کو اس بات کا
کیا حق حاصل ہے۔ کہ آپ محافظ سرزمین کی حیثیت میں میری راہ میں
حائل ہوں۔ نہیں نہیں مسٹر ڈریم آپ بہت بیجا کرتے ہیں..."

ڈمی بلانا کی اس بے معنی سرزنش کو سن کر میرا چہرہ مارے شرم
کے آب آب ہو گیا۔ میں سوچنے لگا کہ میں نے کیسی بے ہودہ اور کتنی احمقانہ بات کہا
ہے۔ جی چاہتا تھا کہ اپنے لوتھڑے کو گدی سے کھینچ کر نکال دوں جو
کچھ اس نے کہا۔ اور جو جواب اس نے میری بیجا شکایت کا دیا۔ وہ ہر
طرح معقول تھا۔ اور مجھ کو ناحق کی لڑائی مول لینے سے پہلے بات
کے ہر ایک پہلو کو سوچ لینا واجب تھا۔ لیکن غصہ آدمی کے دماغ
کو اس کے فعلی مرضوں کے ہمیشہ ناقابل بنا دیا کرتا ہے۔ یہی حال اس
وقت میرا تھا۔

کسی طرح بگڑی ہوئی بات بنانے کی غرض سے میں نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا "میں ہرگز نہیں چاہتا۔ کہ مسٹر مارشنگٹن کو جن کی صحت بہت خراب
ہے۔ یوں حیران کیا جائے..."

"آہ تو کیا مسٹر مارشنگٹن کہیں آس پاس تشریف رکھتے ہیں"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا: "اگر ایسا ہے تو اطمینان رکھیے میں فی الحال
ان کو کسی طرح کی زحمت نہ دوں گا۔ بلکہ ایک ہفتہ کی مہلت پوری ہونے
کے بعد ہی ان کا بیان حاصل کروں گا۔ اور اب میری گذارش ہے۔ کہ
بہت۔ اچھی وقت ناحق ضائع ہو گیا۔ مجھے ہوٹل میں پہنچکر رات کے
کھانے سے پہلے ڈریس تبدیل کرنا ہے۔ رخصت کی اجازت دیجیے۔"

بس میں ہار گیا۔ اور وہ جیت گیا۔ اپنے آپ کو برا بھلا کہتا ہوں میں چیر
اپنی موٹر پر سوار ہو گیا۔ اس کے ٹھنڈے دماغ نے میرے ناجائز جوش
و خروش کو اس طرح ایک طرف ہٹا دیا تھا۔ جیسے کوئی آدمی کپڑے کی
دھجی ہاتھ میں لے کر مکڑی کے جالے کو ہٹا دے۔ یوں میں اب بھی دل
میں پوری طرح محسوس کرتا تھا۔ کہ یہ آدمی لغو گو، جھوٹا اور مکار
ہے۔ اور کسی طریقہ پر یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ مسٹر مارشنگٹن لندن
سے چل کر سینٹ مارگریٹ پہنچ چکے ہیں۔ ان کے پیچھے یہاں آیا ہے۔ لیکن
... سب کچھ جانتے ہوئے میں کر کچھ نہ سکتا تھا۔

مکان تک پہنچتے پہنچتے میرے جی کو کافی سکون حاصل ہو چکا تھا
اور اس وقت میں نے اپنے دل میں اس بات کا مصمم ارادہ کیا
کہ ڈی لانڈا سے اس ناگہانی ملاقات کا حال مسٹر مارشنگٹن یا کیلا
سے بالکل نہ کروں گا۔ کیونکہ اس سے فائدہ کچھ نہیں۔ البتہ ان کے دلوں
کو فکرمند بنانے کا اندیشہ ضرور تھا۔ علاوہ بریں زیادہ غور کرنے پر
معلوم ہوا اس عرصہ قلیل میں کہ ہم لوگ سینٹ مارگریٹ والے مکان
پر ٹھیرے رہیں گے۔ ہمارے اس آدمی سے ملنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔
کیونکہ اس وقت رات ہونے لگی تھی۔ اور صبح سویرے سے ہم کو لاش کی تحقیقات

کے سلسلہ میں ڈوور چلے جانا تھا۔ اس جگہ تھوڑا سا وقت صرف ہوگا
پھر ہم سیدھے لندن چلے جائیں گے۔ پس میں نے نہ تو کسی سے اس
واقعہ کا ذکر کیا۔ اور نہ اس پر زیادہ غور و فکر کرنے کی حاجت سمجھی۔ گو
اس کے باوجود یہ امر واقع ہے۔ کہ تھوڑی ہی تھوڑی دیر کے بعد
میرے خیالات کی رو بلا ارادہ اس طرف لگ جاتی تھی۔

رات کو سونے سے پہلے ہم تینوں بڑی دیر تک بیٹھے اطمینان
سے باتیں کرتے رہے گو مسٹر مارسٹنگٹن کو میں نے دیکھا کہ وہ نسبتاً
خاموش اور فکرمند تھے۔ انہوں نے گفتگو میں بھی کمتر حصہ لیا
البتہ جب سونے کا وقت قریب ہوا اور کمیلا ان کو شب بخیر کہنے
کے لئے اُٹھی۔ تو اُنہوں نے جلدی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے
لیا۔ اور مجھ کو مخاطب کرکے کہنے لگے۔

"ڈرہم کیا تم شادی کا لائسنس حاصل کر لے آئے؟"

میں نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور اس جیب کو ہاتھ لگایا
جس میں کاغذ کو تہ کرکے رکھا ہوا تھا۔

"بہت اچھا" اس پر انہوں نے کہا۔ اب میرے عزیزو میرا
فیصلہ یہ ہے کہ کل اس تحقیقات کے معاملہ سے فارغ ہوتے
ہی ہم سیدھے لندن چلیں اور اس جگہ رسم شادی بلا تاخیر
عمل میں لائی جائے۔ میرا ایک بہت پرانا دوست پادری ہے
میں چاہتا ہوں وہی رسم شادی ادا کرے

ہمیں دعائے خیر دیکر وہ اپنے کمرہ کو چلے گئے پھر جب کمیلا بھی
رخصت ہو گئی۔ تو میں نے تنہا رہ جانے پر سوچنا شروع کیا۔ کیا بھی

کسی آدمی نے دنیا میں اپنی شادی سے پہلے کے چند دن اس طرح کے عجیب حالات میں گذارے ہوں گے۔ جیسے میں نے اس وقت سارے حالات پہ غور کرتے ہوئے میں بدنصیب جیمز کو ملیٹ کو بھی کوسے بغیر نہ رہ سکا جس نے بے وقت مرکر ہمیں لندن سے یہاں آنے اور ممبران جیوری کو اس فیصلہ پر پہنچنے کے سوال پر عدو دینے کے لئے مجبور کیا۔ کہ اس کی موت کن حالات میں واقع ہوئی تھی۔

دوسرے دن ہم دس بجے کے قریب ڈوورجا پہنچے کیبا کو ہم نے ایک دوست کے مکان پر چھوڑا کیونکہ اس کو ساتھ لے جانے کی کوئی حاجت نہ تھی اور میں اور مسٹر مارشگٹن اس طرف کو روانہ ہوئے جہاں کارونر کا اجلاس ہونا تھا۔ چونکہ پہلے مجھ کو اس طرح کی تحقیقات دیکھنے کا کبھی موقعہ نہ ملا تھا۔ اس لئے کارروائی دلچسپی سے خالی معلوم نہ ہوئی۔ ممبران جیوری کا ایک ایک کرکے طلب کیا جانا اور ان کا حلف لینا پھر ان سب کا لاش کو دیکھنے کے لئے جانا اور وہاں سے بڑا سا اور لمبوترا منہ بنا کر واپس آنا کارونر کی افتتاحی تقریر اور وہ دوسرے مبادیات جن کی تفصیل تحصیل حاصل ہے پتہ ہوع میں جن چند گواہوں کے بیانات ہوئے انہوں نے رسمی شہادت دی یعنی ان لوگوں نے جن کو لاش پڑی ہوئی نظر آئی تھی پولیس کے قائم مقاموں نے یا اس ریسٹوران کے مالک نے جس کے ہاں جیمز کو ملیٹ اتوار کی رات کو جو اس کی زندگی میں آخری ثابت ہوئی تھی۔ سات بجے کے قریب کچھ پینے کے لئے گیا تھا۔ صحیح معنوں میں دلچسپی کا آغاز اس وقت سے ہوا۔ جب زبیدی کو ملیٹ نے گواہوں کے کٹہرہ میں قدم رکھا۔ اور ایک اس طرح کی ہمہ گیر گھومتی ہوئی نظر حاضرین

پڑتا ہے۔ جس طرح کوئی ایسا ایکٹر سٹیج پر آنے کے بعد تماشائیوں پر ڈالا کرتا ہے۔ جسے کوئی غیر معمولی کام کر کے دکھانا ہو اس کی شکل و صورت اور آنکھوں کی جلدت پھرت سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کو بہت سے حالات معلوم ہیں اور وہ ان کو اپنے شکم میں محفوظ رکھنا بھی خوب جانتا ہے۔

وہ اپنے ساتھ لندن کے ایک وکیل کو لیتا آیا تھا جس کے میکھے چہرہ اور تیز نظر آنکھوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا خشکی اور تری ہر دو عالم کے گہرے اسرار سے واقف ہے۔ پہلے پہل جب زبیدی کا بیان شروع ہوا۔ تو یہ آدمی یعنی لندن سے آیا ہوا وکیل چپ چاپ بے تکلفانہ انداز سے بیٹھا دیکھتا رہا۔ زبیدی نے اپنے بیان میں اپنے بھائی جیمز کے شکروار کی رات کو ایڈمیرل بین بو کی سرائے میں آنے کا قصہ کم و بیش اسی طریقہ پر بیان کیا۔ جس طرح وہ مجھ سے کر چکا تھا دوران قیام میں ان کی ایک دوسرے سے جو باتیں ہوئیں۔ وہ بھی اس نے سنائیں۔ اور انجام کار اس کی اتوار کے سہ پہر کو ڈوور روانہ ہونے کا حال بیان کیا۔ چونکہ ہم ان سب باتوں سے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے بیان کا یہ حصہ ہمارے لئے کوئی خاص دلچسپی نہ رکھتا تھا۔ اور ہمارا خیال تھا۔ کہ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا۔ لیکن دفعتاً بغیر کسی اطلاع کے زبیدی نے اپنے بیان کو ایک نئی طرح کی اہمیت دینی شروع کی۔ اور اور ایسی ایسی باتیں کہنے لگا۔ جنہیں سن کر حاضرین میں سے ہر ایک آدمی کے کان کھڑے ہو گئے۔

اس وقت کے بعد کہ جب تمہارا بھائی ایڈمیرل بین بو کی سرائے

سے ڈور جانے کے لئے روانہ ہوا تم نے پھر اس کی صورت نہیں دیکھی۔ کیا کیا یہ صحیح ہے؟" کارڈینر نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں اس وقت کے بعد بالکل نہیں۔ کہ وہ سڑک کے موڑ پر گھوما اور میں نے دروازہ میں کھڑے ہو کر آخری مرتبہ اس کی پیٹھ دیکھی" زبیدی کوئلٹ نے جواب دیا۔

"نہ اس وقت کے بعد پھر تمہیں اس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول ہوئی؟"

زبیدی کوبلیٹ نے مکر آمیز نگاہ سے حاضرین کی طرف دیکھا اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ایک ثانیہ کے لئے میرے چہرہ پر جم گئیں۔ انجام کار سارے مجمع کو آنکھوں کی زبان سے اس بات کے لئے آمادہ کرکے کہ اب دلچسپی کا حقیقی سامان شروع ہوتا ہے اس نے پھر کارونر کی طرف منہ پھیرا اور دبی ہوئی آواز لیکن بالکل صاف لہجہ میں کہنے لگا۔

"مجھے اس کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی"

کارونر بیٹھا اپنے کاغذات کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ اس نے جواب کو سن کر اس نے گردن اٹھائی اور حاضرین نے بھی کان کھڑے کر لئے۔

کیا کہتے ہو! تمہیں اس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول ہوئی؟
"جی بے شک ہوئی" "کب!"
"اس سے اگلی صبح سوموار کی پہلی ڈاک سے"
"کیا تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ سوموار کی پہلی ڈاک سے متوفی جیمز کوبلیٹ کا لکھا ہوا۔ کوئی خط تمہارے نام موصول ہوا تھا؟

لکھا ہے۔ تو کیا تم وہ چٹھی اپنے ساتھ لیتے آئے ہو؟“
جواب دینے کے بغیر زبیدی کو بلیٹ نے اپنی کسی اندرونی جیب سے
ایک بہت پرانا۔ اور پھولا ہوا سا لفافہ نکالا۔ اس میں کئی ایک چٹھیاں
تھیں۔ تھوڑا عرصہ ان کو چھانٹتے رہنے کے بعد وہ آخر کار ایک لفافہ پانے
میں کامیاب ہو گیا۔ اور یہ اس نے کارونر کو دے دیا۔
”دیکھئے جناب یہ چٹھی ہے جو سوموار کی صبح مجھ کو ملی تھی“ اس نے جواب
دیا“ جیسا آپ ملاحظہ فرمائیں گے تحریر بھائی جینر کی ہے۔ اور معلوم ہوتا
ہے کہ یہ خط ڈوور پہنچنے کے بعد لکھا گیا تھا۔ اس کے مضمون سے میرے
اس خیال کی جو شروع سے ہی میرے دل میں پیدا ہو چکا ہے۔ پوری
تصدیق ہوتی ہے۔ یعنی بھائی جینر قدرتی موت نہیں مرا بلکہ کسی نے اس کو
مار ڈالا ہے۔ چونکہ میں جانتا تھا۔ کہ لاش پر تحقیقات ضرور ہو گی۔
اس لئے میں نے اس چٹھی کا مضمون ہر ایک آدمی سے چھپائے رکھا ہے
اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ابھی تک سوائے آپ کے کسی سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔
کارونر نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لے کر ڈاک خانہ کی مہروں کے نشانات
کو غور کے ساتھ دیکھا۔ اس سے تہہ کیا ہوا کاغذ جو اس کے اندر
بند تھا نکالا۔ ایک نہایت معمولی قسم کا کاغذ۔ لیکن اس پر لکھا ہوا مضمون
یقیناً غیر معمولی ہو گا۔ کیونکہ جب کارونر نے اس کو پڑھا تو اس کے چہرے
پر حیرت اور سراسیمگی کے آثار پیدا ہو گئے کارکنان عدالت پر ایک
گھومتی ہوئی نظر ڈال کر اس نے کہا۔
”میرے خیال میں زیادہ مناسب ہو گا۔ کہ اس خط کا مضمون پڑھ کر
سب کو سنا دیا جائے۔ عبارت گو کسی قدر مبہم ہے۔ تو بھی اس سے پایا

جاتا ہے۔ کہ جب اتوار کی رات کو جیمز کو بلٹ اس جگہ آیا۔ تو اس بات کا اندیشہ اس کے جی کو لگا ہوا تھا۔ کہ معلوم نہیں اس کی موت کب ناگہاں واقع ہو جائے۔ خط پر سرنامہ کی جگہ ڈوورا اور اس کے نیچے اتوار کی شب یہ الفاظ درج ہیں۔ اور نیچے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے۔

پیارے بھائی زبیدی۔

یاد ہو گا میں نے رخصت ہوتے وقت تم سے یہ بات کہی تھی کہ میں نہیں جانتا کو نسا غیر معمولی واقعہ پیش آئے اس لئے اب اس سلسلہ میں پھر تحریر کرتا ہوں۔ کہ اگر کل کوئی غیر معمولی خبر تمہارے سننے میں آئے تو اس سے متعجب نہ ہونا۔ جبکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں ایک خاص فریق کو اپنا فائدہ اسمیں نظر آتا ہے کہ میں جلد از جلد آنسوؤں کی اس وادی سے جس کا نام لوگوں نے دنیا رکھا ہوا ہے رخصت ہو جاؤں میں نے اس کے متعلق بیشتر تمہارے کمرہ میں بیٹھ کر جو سرسری بات کہی تھی۔ اب چونکہ وہ مجھ کو یقینی صورت اختیار کرتی نظر آتی ہے۔ اس لئے یہ خط لکھنے بیٹھا ہوں اس بات کو اچھی طرح جانتے ہوئے بھی کہ میری زندگی کوڑی قیمت نہیں رکھتی۔ میں فرض سے مجبور ہو کر اس جگہ جا رہا ہوں۔ جہاں مجھ کو بلایا گیا ہے میرے اس خط کے لکھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر مجھے کسی طرح کا واقعہ پیش آئے تو تمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا سامان کہاں رکھا ہے اسکی کنجی تمہارے پاس ہے اور وہ پرانی انجیل جس کو میں ہمیشہ پڑھتا رہا باقی چیزوں کے نیچے صندوق کے پیندے میں رکھی ہوئی ہے۔

بس اس سے زیادہ میں کچھ اور لکھنا نہیں چاہتا۔

تمہارا صادق

جیمز کوبلٹ

مکرر یہ کہ اب میں اس کام کو ختم کر کے ہی چین لوں گا۔

جس وقت اس خط کا عجیب و غریب مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ تو میرا خیال ہے کہ کمرہ عدالت میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا۔ جس نے یہ بات محسوس نہ کی ہو کہ اس خط کی تحریر نے ان حالات کو جن میں جیمز کوبلٹ کی موت واقع ہوئی تھی غیر معمولی طور پر دلچسپ اور پُر اسرار بنا دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کے بعد کارونر نے زبیدی کوبلٹ سے مزید سوالات پوچھنے شروع کئے۔ تو ہر ایک آنکھ گواہ پر لگی ہوئی تھی۔

"تم نے چیتھڑ بیان کیا تھا" کارونر نے کہنا شروع کیا "کہ تمہارے بھائی نے رخصت ہونے سے پہلے اپنی وصیت لکھ کر ٹرنک میں رکھ دی تھی۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ اس چٹھی کے مضمون کا ان باتوں سے کوئی تعلق ہے۔ جو اس نے وصیت لکھنے کے موقعہ پر تم سے کہی تھیں"

"میرے خیال میں یہ پوچھنے کا سوال نہیں بات بالکل واضح اور صاف ہے۔ اور دونوں کا تعلق میرے ہاتھوں کسی تشریح کا محتاج نہیں" زبیدی کوبلٹ نے جواب دیا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا بھائی کسی ایسے کام کے لئے ڈوور آیا تھا۔ جو اس کے نزدیک خطرناک تھا۔ اس نے اپنی چٹھی میں کسی فریق خاص کا اشارہ یہ جو ذکر کیا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ خطرے کا احتمال اسی کی طرف سے تھا کیا تم اس بارہ میں کوئی جواب دے سکتے ہو۔ کہ وہ فریق خاص کون تھا؟

گواہ نے سیدھا اس مقام کی طرف دیکھا۔ جہاں میں اور مسٹر مارشنگٹن بیٹھے تھے اور اپنی انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"وہ دیکھئے آپ بیٹھے ہیں!"

کارو نرنے پہلے مسٹر مارشنگٹن کی طرف دیکھا۔ پھر زبیدی کو بلٹ کی سمت میں، اور انجام کار میز پر رکھے ہوئے کاغذات کو دیکھنا شروع کیا۔ اس عرصہ میں کمرہ کے اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ جب کارو نرنے دوبارہ نظر اٹھائی۔ تو محض اتنا کہا۔ کہ "اراکین جیوری میں سے کوئی صاحب اگر اس گواہ سے کوئی مزید سوال پوچھنا نہ چاہتے ہوں تو اسے رخصت کر دیا جائے۔ اور مسٹر مارشنگٹن کا بیان شروع ہو" چونکہ جیوری کے کسی ممبر نے ایڈمیرل بیرا بومبرا سے کے مالک سے کوئی اور سوال پوچھنے کی حاجت نہ سمجھی۔ اس لئے وہ گواہوں کے کٹہرے سے باہر نکل آیا۔ اور مسٹر مارشنگٹن نے اس کی جگہ لی۔ باضابطہ حلف دینے کے بعد ان سے کہا گیا۔ کہ اس معاملہ کی نسبت جو حالات آپ کو معلوم ہیں وہ آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ سچ بیان کریں۔

اس وقت مجھ کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ کہ بالکل ویسا ہی لہجہ اختیار کر کے جیسا انہوں نے زبیدی کو بلٹ کی سرائے کے کمرہ میں کیا تھا بالکل اسی انداز سے تقریر کرتے ہوئے گویا ایک ایسا سبق تھا جسے ازبر کرنے کے بعد وہ بچوں کا توں سناتے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے وہی قصہ پھر ایک بار دوہرایا۔ جو پیشتر مجھ سے اور متوفی کے بھائی سے بیان کیا تھا۔ نہ اس سے کچھ زیادہ اور نہ کم وہی جیمز کو بلٹ کے جنوبی امریکہ میں ان کی ملازمت کرنے کا قصہ۔ ان کی طرف سے وظیفہ دینے

جو نے گزار، استان یا اس کے سلسلہ میں یہ بات کہ مجھے کو بلیٹ کے انگلستان
آنے کا اس وقت تک کوئی علم نہ تھا تھے کہ میرے سیکریٹری نے ہفتہ
کی شام کو مجھے آ کر بتایا۔ اس پر میں نے جنوبی فورلینڈ کے روشنی
کے مینار کے قریب اتوار کی رات کو ساڑھے نو بجے کو بلیٹ سے
ملنے کا وقت مقرر کیا۔ مگر وہ اس جگہ نہ آیا۔ وغیرہ

مسٹر مارشنگٹن کا سارا بیان قریباً ایک منٹ میں ختم ہو گیا
جس کے بعد کارونر حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”کیا اسی قدر حالات آپ کو اس بارہ میں معلوم ہیں؟“

”جی ہاں یہی وہ حالات ہیں۔ جو میں آپ کے روبرو بیان
کر سکتا ہوں۔“

”میرے پوچھنے کا یہ مطلب ہے۔ کیا آپ کو اس آدمی کی موت
کے متعلق کوئی بات معلوم نہیں؟“

”بالکل نہیں۔“

”کیا آپ اس سے ملنے روشنی کے مینار تک گئے تھے؟“

”جی ہاں میں وہاں پہنچا۔ اور ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک اس کا انتظار
کرتا رہا۔“

”میں سمجھتا ہوں۔ رات اندھیری تھی۔“

”جی ہاں گھپ اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔“

”کیا آپ کی رائے میں وہ رستہ خطرناک ہے؟“

”ہاں بعض مقامات پر بے حد خطرناک ہے۔“ اور وہ ایک ایسی ہی جگہ
تھی جہاں سے گر کر اس آدمی کی موت واقع ہوئی۔“

اس کے آگے نہ کارونر کا ارادہ کوئی اور سوال پوچھنے کا تھا۔ اور نہ کسی ممبر جیوری کا۔ لیکن اس موقعہ پر زبیدی کو بلیٹ کا وکیل جھٹ اٹھ کر کھڑا ہو ہو گیا۔ اور مسٹر مارشنگٹن کی طرف رخ کر کے کہنے لگا۔

"آپ نے عدالت کو بتایا ہے۔ کہ آپ کو جیمز کوبلیٹ کے انگلستان آنے کا حال اس وقت تک معلوم نہ تھا جتنے کہ آپ کے معتمد مسٹر ڈرہم نے ہفتہ کی سہ پہر کو اس کا پیغام لا کر دیا۔ میں پوچھتا ہوں اس پیغام کو پا کر کسی طرح کی حیرت آپکو ہوئی تھی؟"

"بے شک ہوئی تھی"

اور اضطراب بھی؟"

"میں ... ار ... اس کے متعلق اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کا بھیجا ہوا پیغام خلاف توقع تھا۔

"اور اس پیغام کو پا کر آپ فوراً گاؤں کے ڈاک خانہ میں گئے اور جیمز کوبلیٹ کو رات کے وقت روشنی کے مینار کے قریب ملنے کے لئے تار بھیجا۔ کیا یہ صحیح ہے؟"

"بالکل درست ہے"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کیوں نہ آپ نے اس کو سینٹ مارگرٹ والے مکان پر بلا لیا۔

"اس لئے کہ میں چاہتا تھا۔ ہماری ملاقات پوشیدہ رہے"

"اور یہ پوشیدگی کیا گھر کی چار دیواری میں ناممکن تھی؟"

"میں جیمز کوبلیٹ کو بہر حال اپنے مکان پر بلانا نہ چاہتا تھا۔

"وکیل تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گیا۔ اور قریباً ایک منٹ دوسری

طرف کو دیکھتا رہا۔ پھر دفعتاً گواہوں کے کٹہرہ کی طرف مسٹر کرسٹن مارشنگٹن کے چہرہ پر نظر جماتے ہوئے اس نے آگے جھک کر یہ ایک پر اہمیت سوال پوچھا۔

"کیا جینز کوبلیٹ کو آپ کی جنوبی امریکہ کی زندگی کے حالات کے سلسلہ میں کوئی راز کی بات معلوم تھی؟"

مسٹر مارشنگٹن کا چہرہ پیلا پڑ گیا اور ایک بار وہ اس طرح لڑکھڑائے کہ معلوم ہوتا تھا۔ اپنے بدن کو سنبھالنے کے ناقابل ہیں۔ پھر فوراً قابو پا کر زبیدی کے دکیل سے چار آنکھیں کرتے ہوئے انہوں نے جواب دیا۔

"ہاں تھی۔"

"کوئی غیر معمولی اہمیت رکھنے والا راز؟"

"ایسا ہی سمجھئے"

"اسی لئے آپ اس کو وظیفہ کی معقول رقم ہر سال ادا کرتے تھے۔"

مسٹر مارشنگٹن نے سہارا لینے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ جنگلے پر رکھ دیئے اور اسے مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس کے بعد کہا۔

کسی حد تک یہ وجہ بھی ضرور تھی۔"

وکیل نے اُن سے نظر ہٹا کر کار ونرز کی طرف دیکھا۔ اور زبان حال سے کہا۔ اب آپ نتیجہ نکال لیں۔ اس کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

اس کے ایک منٹ بعد میری باری آئی۔ لیکن اس وقت جب میں کٹہرہ کی طرف جانے لگا۔ تو مسٹر مارشنگٹن نے دبی آواز سے میرے کان میں کہے "سب حال سچ سچ بیان کرنا" اس کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ کر پیشانی کو ایک ہاتھ سے تھام لیا۔ ان کی بیحد زار حالت اس وقت مجھ سے دیکھی نہ

جاتی تھی۔

میرا بیان قدرتی طور پر بہت مختصر ثابت ہوا۔ یعنی میں نے بتایا کہ جس دن جینز کولیٹ مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو مسٹر ہارٹنگٹن سینٹ مارگرٹ والے مکان پر گئے ہوئے تھے۔ میں نے اس کا دیا ہوا پیغام ان کو پہنچا دیا اس سے زیادہ کسی طرح کے حالات مجھ کو معلوم نہیں، ہر چند کاروزلا کین جیوری نے مجھ سے جرح کی ضرورت نہ سمجھی۔ تاہم زبیدی کولیٹ کے وکیل نے اپنا فرض ادا کرنا ضروری خیال کیا۔ اور اٹھ کر کہنے لگا۔

"جب آپ نے کولیٹ کا پیغام مسٹر ہارٹنگٹن کے کانوں تک پہنچایا تو کیا وہ مضطرب اور متعجب نظر آئے تھے؟"

"ہاں"

"معمول سے بہت زیادہ؟"

"ہاں"

"جس وقت مسٹر ہارٹنگٹن رات کو اس مقام سے واپس آئے جہاں کولیٹ سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت ان کا حال کیسا تھا؟"

"کسی قدر تھکے ہوئے اور مضمحل نظر آتے تھے"

خدا کو بہتر معلوم ہے کہ زبیدی کولیٹ کا وکیل اپنی جرح کے ذریعہ سے کیا معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر ہاں مجھ سے اتنے سوالات پوچھنے کے بعد پھر وہ اپنی جگہ میں بیٹھ گیا۔ البتہ ممبران جیوری میں سے ایک آدمی رکتے رکتے اٹھا اور عدالت کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔

"میں اس گواہ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔ مسٹر ڈرہم جینز کولیٹ نے جب آپ سے مسٹر ہارٹنگٹن سے ملاقات کرنے کیلئے اصرار کیا

تو آپ نے اس کی گفتگو سے کیا اندازہ قائم کیا تھا؟"

میں نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ پھر ایک ہی وقت میں کاروینز اور جیوری کو مخاطب کر کے کہا۔

"میرا اندازہ یہ تھا۔ کہ جیئر کرنیٹ کو کسی طرح یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مسٹر ہارٹ نگٹن کے لئے عظیم خطرہ در پیش ہے۔ اور وہ ان کو اس خطرہ سے واقف کرنا چاہتا ہے۔"

بھری کچہری میں ایک مدھا شور مکھیوں کے بھنبھناہٹ کی آواز کی مانند پیدا ہو گیا۔ پھر اس شور کو قطع کرتی ہوئی کاروینر کی آواز یہ کہتے سنائی دی۔

"میں اس تحقیقاتی کارروائی کو ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔"

باب ۔ ۱۰

حیرت انگیز دریافت

الفاظ میں طاقت نہیں کہ میرے دل کی اس وقت کی حالت بیان کرسکیں
جب میں تحقیقات ختم ہونے پر مسٹر مارشنگٹن کے ساتھ کاروزر کی عدالت
کے کمرہ سے باہر نکلا۔ اس جگہ ہوا تازہ اور فرحت بخش تھی۔ لیکن پھر بھی مجھ
کو اپنا دم گھٹتا معلوم ہوتا تھا۔ وجہ یہ کہ میں اس ہیبتناک الزام کو سننے کے
لئے بالکل ناتیار تھا۔ جو زبیدی کو بلیٹ نے بڑی بے باکی سے مسٹر مارشنگٹن
پر بھری کچہری میں لگایا۔ اس کے باوجود مجھ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی
کہ نہ مسٹر مارشنگٹن اس الزام کو سن کر کسی طرح گھبرائے نہ ان کے چہرہ
پر کسی قسم کی اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ بلکہ میں نے دیکھا وہ اس وقت
معمول سے بھی زیادہ اپنا سر فاخرانہ اٹھائے بڑے اطمینان کے ساتھ میرے
پہلو میں چل رہے تھے۔ لیکن ان کے مزاج کی کیفیت کچھ ہو۔ میرے لئے
اس حقیقت کو نظر انداز کرنا غیر ممکن تھا۔ کہ اس آدمی کے بھائی نے جسکی
موت کے بارہ میں تحقیقات کی جارہی تھی برملا ان پر قاتل ہونے کا الزام

عاید کیا ہے۔ چنانچہ ابھی سے بے شمار خلقت اس بارہ میں چہ میگوئیاں کرنے
لگی تھی۔ جس وقت ہم سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ دروازوں میں کھڑی ہوئی
عورتیں اور مختلف مقامات پر جمع شدہ مردوں کے ہجوم آپس میں کھسر
پھسر باتیں کرتے ہماری طرف گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھتے اور اس
طرح اپنی انگلیوں سے اشارے کرتے تھے۔ گویا ابھی سے ان کے دلوں کو
اس بات کا پورا الیقین ہو گیا تھا۔ کہ مسٹر ہارٹنگٹن نے اپنے کسی راز کو پوشیدہ
رکھنے کی غرض سے جیمز کو بلیٹ کو ٹیچ لنگیڈان کے قریب بلندی سے گرا کر
ہلاک کیا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ جو بات میرے سینہ میں ہول پیدا
کرتی تھی۔ وہ ان لوگوں کی دبی ہوئی باتیں یا ان کے خفیہ اشارے نہ تھے
ڈر اس بات کا لگا ہوا تھا۔ کہ عنقریب ... اس گھنٹہ کے اندر اندر جو
گذر رہا ہے یہ خبر نہ صرف ڈوور کے ہر ایک حصہ میں پھیل جائیگی نہ صرف
مقامی اخبارات اس کو اپنی تازہ اشاعت میں نمایاں جگہ دیں گے بلکہ
یہاں سے منٹوں میں یہ خبر ٹیلیفون اور تار کے ذریعہ سے لندن جا پہنچے
گی ... لندن جو اخبارات کا مرکز ہے۔ اور جس کے روزنامے ہر نئی سنسنی
پیدا کرنے والی خبر کی بے تابی سے منتظر رہتے ہیں۔ یقینی طور پہ لندن کے
شام کو شائع ہونے والے اخبارات اپنے سہ پہر کے ایڈیشن میں بڑی
نمایاں اور جلی سرخیاں دیکر اس خبر کو شائع کریں گے انکے چھاپے ہوئے
پوسٹر ہر قابل ذکر مقام پر اس بھیانک خبر کو نمایاں طور پر راہ روؤں کی نظروں
میں لانے کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔ کہ رات ہوتے ہوتے نہ صرف لندن
نہ صرف انگلستان، بلکہ سارے برطانی جزائر میں یہ بھیانک خبر پھیل جائے
گی۔ کہ ایک مالدار اور معزز آدمی جو ممبر پارلیمنٹ بھی تھا۔ اور جس کا نام

کئی جغرافی کاموں کے سلسلہ میں تعریف و توصیف حاصل کر چکا تھا قتل عمد کے بھیانک جرم کا ملزم قرار دیا جا چکا ہے۔

رستہ میں کئی جان پہچان کے آدمی ہم کو ملے۔ کئی معزز اہلکاروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور ان میں سے بہتوں نے مسٹر مارشنگٹن کے ساتھ ویسا ہی مودبانہ سلوک کیا۔ جیسا وہ پیشتر کرتے رہے تھے لیکن خود ان کو میں نے دیکھا۔ ہر ایک ملاقاتی کو رسمی سلام کرتے اور اپنی راہ پر چلے جاتے نہ انہوں نے کسی موقعہ پر ٹھیر کر کسی سے لمبی بات چیت کی نہ اپنے بارہ میں صفائی کی ضرورت سمجھی بلکہ وہ ہم کسی ایسے مقام کی طرف جس کا حال مجھے قطعاً معلوم نہ تھا۔ چپ چاپ چلتے گئے۔ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ وہ مجھے کس طرف کو لئے جا رہے تھے۔

آخر کار ایک ایسے مقام پر پہنچکر جہاں خلقت کا ہجوم نسبتاً کم تھا۔ انہوں نے میرے بازو کو چھوا اور کہنے لگے۔

"وڈرہم میں ایک ضروری کام کے لئے تمہیں اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں یہ ایک ایسا کام ہے جسے ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔"

میری نوک زبان پر تھا کہ پوچھوں وہ ایسا کیا کام ہے جسکو آپ فوراً سر انجام دینا چاہتے ہیں لیکن جرات نہ کر سکا۔ اور اس کے بعد جلد ہی بذات خود معلوم ہو گیا کہ ان کا منشائے دلی کیا ہے سیدھے کوتوالی پہنچکر وہ پولیس کے افسر اعلےٰ کے دفتر میں گئے اور اطلاع کرائی فوراً ہی ان کو اندر بلا لیا گیا۔

ہم جب کرسیوں پر بیٹھ چکے تو مسٹر مارشنگٹن افسر مذکور کو مخاطب کر کے بولے "غالباً تھوڑی دیر پیشتر آپ بھی کارونر کی عدالت میں موجود تھے؟"

"ہاں میں تھا فرمایئے"

"اس صورت میں آپ نے معلوم کیا ہوگا کہ گواہ زبیدی کویلٹ نے مجھ پر کیا الزام لگایا ہے"

"ہاں میں نے اس کے الفاظ سُنے تھے"

"ضرور آپ اس بارہ میں مزید تحقیقات کر رہے ہوں گے"

"بے شک جہاں تک ہماری قدرت میں ہے۔ تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھ کر اصل حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی"

"تو اس صورت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک آپ کی تحقیقات مکمل نہ ہو جائے اور آپ کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچنے کے قابل نہ ہوں میں اس جگہ یا ورکی حدود میں ہی رہوں گا۔ میں لارڈ مورہارڈن ہوٹل میں کمرہ کرایہ لیکر اس میں رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں جس وقت آپ کو ضرورت ہو مجھ کو وہاں سے طلب کر سکتے ہیں۔

افسر پولیس نے اپنے شانوں کو حرکت دی پھر کہنے لگا۔

"مسٹر یارشنگٹن آپ ناحق اس قدر زحمت گوارا کرتے ہیں ہم کو آپ کا لندن کا پتہ معلوم ہے سینٹ مارگرٹ کا پتہ بھی معلوم ہے ہم وہاں سے آپ کو بلا لیں گے۔ ہوٹل میں جانے کی کیا حاجت ہے؟

لیکن مسٹر یارشنگٹن نے صورت انکار میں ہلاتے ہوئے زوردار لہجہ میں کہا۔

"نہیں! میں موقعہ پر موجود رہنا اپنا فرض خیال کرتا ہوں۔ اس قصبہ کی حدود میں مجھ پر ایک الزام عاید کیا گیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں یہیں اس کا آخری فیصلہ ہو۔ بہرحال میں نے آپکو بتا دیا ہے کہ میرا موجودہ

پتہ کیا ہے۔ اب آؤ ڈرہم چلیں"

کوتوالی کی عمارت سے نکل کر مسٹر مارشنگلٹن سابق کے مقابلہ میں بھی زیادہ اکڑ کر چلتے ہوئے ایک طرف کو ہو لئے۔ لیکن نہ رستے میں بولے نہ میں نے کوئی بات پوچھنے کی جرأت کی۔ لیکن آخرکار جب ہم قصبہ کے اس حصہ میں پہنچے جس کو سنار گیٹ کہتے ہیں تو میں نہ رہ سکا۔ اور حوصلہ کر کے کہا۔

"کیا آپ کی رائے میں اس کی کوئی ضرورت تھی؟"

"کس کی کوئی ضرورت تھی؟" انہوں نے دفعتاً میری طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے جوش کے لہجہ میں پوچھا۔

"اس قصبہ کے ہوٹل میں ٹھہرنے کی۔ آپ خود خیال فرما سکتے ہیں

لیکن انہوں نے ہاتھ کے زوردار اشارے سے میری بات کو بیچ میں ہی قطع کر دیا۔ اور بولے

"آہ میرے عزیز مجھ کو حالات کی پروا نہیں۔ اس کے علاوہ جیسا تم کو معلوم ہے۔ پرجوش اور ہنگامہ خیز واقعات میرے لئے زندگی کا نمک ہیں۔ اس لئے اطمینان رکھو کہ مجھے یہاں رہتے ہوئے کوئی تکلیف نہ ہوگی فرض کر لو میں لندن چلا جاؤں۔ یا سینٹ مارگرٹ والے مکان میں رہنا شروع کر دوں۔ تو یہ ہر وقت کی فکر کہ معلوم نہیں کہ میری لاعلمی میں کیا ہو رہا ہے۔ یا کیا ہونیوالا ہے میرے لئے یقیناً سوہان روح ہوگی۔ اس لئے یہی بہتر ہے۔ کہ میں اس جگہ موقعہ پر رہ کر سارے حالات دیکھوں۔ ڈرہم میں مجھ پر الزام لگایا ہے۔ ڈرہم ہی میں میری صفائی ہونی چاہیئے

مسٹر ہارشناٹن کا استقلال اور عزم صمیم دیکھ کر میری آنکھوں میں بے اختیار تعریف کی جھلک پیدا ہو گئی ان کا استدلال ہر لحاظ سے معقول تھا ان کا فیصلہ سن کر میرا پورا اطمینان ہو گیا۔

اتنے میں وہ نفز پر کرتے ہوئے کہنے لگے "میرا ارادہ اپنے اور تمہارے لئے ڈررڈ ٹاؤن ہوٹل میں چند کمرے کرایہ پر لے کر ان میں رہنے کا ہے۔ گورنگ وہ سٹیشن سے ڈاک کمپنی ٹھیری ہے اسے چند دن اپنے ہاں رکھنے سے کوئی تکلیف محسوس نہ کریں گے تم آج ہی ایشن سکوئرڈ والے مکان پر ٹیلیفون کر دو سپیشل ٹن سے کہنا کہ ہمارے روزانہ استعمال کے کپڑے اور عام ضرورت کی اور چیزیں ٹرنز کے ہاتھ دیکر اس کو یہاں بھیجدے۔ جتنا عرصہ ہم اس جگہ ٹھیریں گے۔ ٹرنز ضروری خدمات بجالاتا رہیگا۔ اور ہاں ... اس سلسلہ میں ایک بات اور بھی یاد آگئی۔ کنیرڈین کے نام خواہ ایک تار بھیجدو یا ٹیلیفون کر دو کہ اگر اس کو فرصت ہو تو آج رات سے مجھ سے ملے اور رات کا کھانا بھی اس جگہ کھائے؟

کنیرڈین، اس وکیل کا نام تھا جو چند دن پیشتر شادی کا لائسنس لانے کے لئے میرے ہمراہ ڈاکٹرز کامنز تک گیا تھا۔ اس کا ذکر سن کر میرے دل کو ایک طرح کا اطمینان سا ہو گیا۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"آپ نے بہت خوب سوچا۔ ان کی قانونی قابلیت اس موقعہ پر ہمیں بہت کچھ مدد دے سکیگی۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ہم تینوں آپس میں مشورہ کرنے کے بعد کوئی نہ کوئی صورت ایسی پیدا کر لیں گے جس سے بہن خطرناک نادان زبیدی کی ملیٹ کے نظریہ کی تردید کی جا سکے"

وہ پہلے قہقہہ مار کر ہنسے پھر تیمن صورت بنا کر میرے شانہ پر ہاتھ

رکھا اور بولے

"میری آرزو کچھ اور تھی۔ لیکن اب جو حالات پیش آئے ہیں۔ ان میں یہی مناسب ہوگا۔ کہ اس معاملہ کے تسلی بخش طریقہ پر طے ہونے تک تمہاری شادی ملتوی رکھی جائے۔ جس صورت میں مجھے ایک بھیانک جرم کا ملزم خیال کیا جاتا ہے۔ تم سے یا کیلا سے شادی کے لئے کہنا سراسر نامناسب ہوگا

لیکن آپ اس کا اطمینان رکھیں کہ ہمیں بھولے سے بھی خیال نہیں آسکتا۔ کہ یہ خوفناک الزام درست ہوگا" میں نے اس کے جواب میں کہا۔

"وہ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن پھر بھی ... اس کے علاوہ امید ہے جمعہ کے روز تک سارا معاملہ صاف ہو جائے گا۔ یا کم از کم زبیدی کو یارڈ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس سے ایک بھاری غلطی سرزد ہوئی ہے دیکھئے ... ڈر ہم ذرا دیکھنا"

چھ سات چھوٹے لڑکے اخبار کے تازہ پرچے ہاتھوں میں لئے اونچی آواز سے یہ کہہ رہے تھے "بالکل نئی اور تازہ خبر... ڈوور کی کچہری میں آج کیا ہوا" مسٹر مارسٹنگٹن قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔ پھر بولے۔

"اس حساب سے تو امید ہے ہم کل تک عالمگیر شہرہ حاصل کرلیں گے ... ٹھہرو میں ذرا حساب لگا کر دیکھوں۔ آج بدھوار ہے اور تحقیقات کی کارروائی سنیچروار پر ملتوی کی گئی ہے۔ ڈی لانڈا سے ملنے میں ہمارے حساب سے ابھی دو تین دن باقی رہ جائیں گے" پھر ذرا رک کر بولے "میرے عزیز اس معاملہ میں ہم کو ڈی لانڈا کی شخصیت نظر انداز نہ کرنی چاہیئے"

پہلے میرے جی میں آئی تھی ایک روز پیشتر ڈی لانڈا سے میری جو ملاقات رستہ میں ہوئی تھی اس کا حال بیان کردوں۔ لیکن چونکہ اتنے میں ہم دونو ہوٹل کے دروازہ تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے میں کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے علاوہ گو میرا عہد شباب تھا تاہم جو تھوڑی بہت دنیا دیکھی تھی اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ کہ آدمی کے لئے آج کی مصیبتیں ہی کچھ کم نہیں ہوتیں۔ اسے کل کی فکر کرکے انہیں اور زیادہ بڑھانا نہ چاہیئے۔ زبیدی کو بلیٹ کا لگایا ہوا الزام مقدم تھا۔ ڈی لانڈا کی بات اس سے بہت دور تھی۔

غرض ہم نے ہوٹل میں اپنی سکونت کے انتظامات مکمل کرلئے۔ اور اس کے بعد گورنگ والوں کے ہاں کمیلا کے ٹھیرنے کا انتظام کرنے گئے وہیں لنچ کھایا۔ اس سے فارغ ہو کر ہم تھوڑی دیر اس مضمون پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ جس کے یکایک انہوں نے بات کو پس پشت ڈالدیا۔ اور اتنے خرم و مسرور نظر آنے لگے۔ کہ عرصہ دراز سے میرے دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ لیکن کمیلا اپنے ماموں کے بارہ میں بے حد فکرمند تھی۔ مجھ سے کہنے لگی "تم انہیں ہوٹل میں لے جاؤ اور اسوقت تک کہ وکیل کنیرڈ ین آئے انکو آرام سے لٹائے رکھنا" مسٹر مارشنگٹن نے بھی اس بات کا وعدہ کیا کہ کہ میں دو تین گھنٹے آرام کروں گا۔

آخر اسوقت جب وہ اپنے کمرہ میں جاکر لیٹ گئے تو مجھے اس روز پہلی مرتبہ اتنی فرصت ملی کہ علیحدگی اور تنہائی میں سارے حالات پر غور کرسکوں مگر جتنا زیادہ میں نے اس معاملہ کو سوچا اتنی ہی زیادہ بھیانک صورت اس نے میری نظروں میں اختیار کرنی شروع کی۔ مسٹر مارشنگٹن نے

کاروز کی عدالت میں سیدھے اور صاف جوابات دے کر اپنے برخلاف کچھ ایسے شکوک پیدا کر لئے تھے۔ جن کا ازالہ وقت طلب معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند میں قانونی معاملات کا ماہر نہیں ہوں تو بھی میں سارے پہلو سوچنے کے بعد ایسے نتیجوں پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوا۔ جو حالات کا لازمی نتیجہ تھے۔ میں ان کو بجنسہٖ یہاں درج کرتا ہوں۔

۱۔ مسٹر مارشنگٹن نے اس بات کا اقبال کیا تھا۔ کہ جینر کو بلیٹ کہ ان کے کسی راز کا علم تھا۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا تھا۔ کہ ان کی طرف سے کو بلیٹ کا جو وظیفہ مقرر کیا گیا۔ وہ کسی حد تک اس کے محرم راز ہونے ہی کا معاوضہ تھا۔ اس سلسلہ میں سوال در سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا وہ راز در حقیقت وہی ہے جو پر اسرار جوزی ڈی لانڈا کو بھی معلوم ہے ؟

۲۔ مسٹر مارشنگٹن نے کاروز کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے بعض ایسی باتیں کہی تھیں۔ جن سے صاف پایا جاتا تھا۔ کہ وہ جینر کو بلیٹ کے ساتھ اپنی ملاقات کو انتہا درجے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن بالفرض ایسا ہو تو یہ کیا ضرور تھا۔ کہ وہ اس کو ایک اندھیری رات میں ساڑھے نو بجے کے نامعقول وقت پر ایک ایسی ویران اور خطرناک سڑک پر ملاتے جیسے وہ پگ ڈنڈی تھی۔ جس پر سے ہو کر اس کو آنا پڑا خدا نے ان کو ہر طرح توفیق دی تھی وہ اگر چاہتے تو لنڈن کینٹربری ڈوور یا کسی دوسرے مقام پر جہاں اُن کا جی چاہتا ویسی ہی پوشیدہ ملاقات کا انتظام کر سکتے تھے۔

اس حد تک پہنچنے کے بعد میرے خیالات نے پھر پلٹا کھایا۔ اور کچھ معاملات بالکل ہی نئی طرح کے ذہن میں پیدا ہوئے۔

۱۔ جسوقت جینز کولیٹ ڈوور کو روانہ ہونے لگا تو کس خطرہ کا احساس اس کے دل کو تھا۔ جس سے مجبور ہو کر اس نے اپنے بھائی زبیدی کے نام ایک خط لکھا۔ اور وہ خط بھی صریحاً ڈوور پہنچنے کے فوراً بعد لکھا گیا۔ پھر اس میں بھی ایک عجیب طرح کا سوال در سوال پیدا ہو کر میرے دماغ کو چکر میں ڈالتا تھا۔ جیسا پیشیز کاروزنر کی عدالت میں ایک ممبر جیوری کے سوال پر بیان کر چکا تھا۔ جینز کولیٹ مسٹر مارشنگٹن سے ملنے کو سخت بیتاب تھا۔ اور اس کے الفاظ سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی۔ کہ وہ کسی معاملہ میں ان کو فائدہ پہنچانے یا کوئی خدمت بجا لانے کے سلسلہ میں ان سے ملنا چاہتا ہے پس وہ سوال جواب میرے جی کو حیران کرنے لگا یہ تھا۔ کہ اس صورت میں وہ آدمی کون تھا جینز کولیٹ کو جس کی دہشت لگی ہوئی تھی ؟

۲۔ کیا یہ بات مسٹر مارشنگٹن کی بے گناہی ثابت کرنے والی تھی۔ کہ دوشنبہ کے روز وہ خود جینز کولیٹ کو تلاش کرنے ڈیٹ فورڈ کی ایڈ میرل بین لو سرائے میں گئے۔ گو اس میں بعض لوگوں کو یہ اعتراض کرنے کا موقعہ مل سکتا تھا۔ کہ انہوں نے یہ کارروائی محض اسی خیال سے کی تھی۔ کہ لوگوں کو ان کی بے گناہی کا یقین ہو جائے یعنی وہ اس طریقہ پر لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے تھے۔

غرض یہ سوالات تھے۔ جو بڑی دیر تک میرے جی کو بے چین کرتے رہے جتنا زیادہ میں ان پر غور کرتا اتنی ہی میری الجھن بڑھتی تھی انہی فکروں میں سہ پہر گذر گئی۔ اور آخر کار وہ وقت آیا۔ جب مسٹر کنر ڈین وکیل کو لینے ریل کے سٹیشن پر جانا ضروری تھا۔ میرے دل کو اس

شخص کی آمد سے گونہ تسکین حاصل ہو گئی تھی۔ کیونکہ پیش آمدہ حالات میں سب سے بڑی ضرورت ہمارے لئے معاملہ کے قانونی پہلوؤں سے واقف ہونے کی تھی۔

میں جب ہوٹل سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں۔ اخبار فروش لڑکے کسی مقامی پرچہ کا ضمیمہ بیچتے ہوئے شور و غل مچا رہے ہیں۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ وہ خلیج لینگڈان کے کنارے پائی ہوئی لاش کے بارہ میں ہی کچھ الفاظ کہہ رہے ہیں۔ میں نے ایک پرچہ خرید لیا۔ اور آخر ریل کے سٹیشن پر پہنچ کر گاڑی کا انتظار کرتے ہوئے اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد معلوم ہو گیا۔ کہ خبر کو خلاصہ بے حقیقت تھی تاہم عین ممکن تھا۔ کہ آگے چل کر وہ کوئی غیر معمولی اہمیت اختیار کر لے۔

کافی نمایاں حروف میں یہ چند سطریں درج تھیں:۔

"آج سہ پہر کا واقعہ ہے ایک آدمی جو خلیج لینگڈان کے ساحلی کرارے کے آس پاس تفریحاً سیر کرتا پھر رہا تھا۔ اس نے ٹھیک اس مقام پر جہاں جیمز کولیٹ کی لاش پڑی ہوئی پائی گئی تھی۔ ایک چھوٹی سی چٹان کی پشت پر چاندی کا بنا ہوا ایک پرانا سکہ پڑا پایا۔ بعد میں جب پولیس نے یہ سکہ ہمارے شہر کے ماہر فن آثار قدیمہ مسٹر واٹرفورڈ کو دکھا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سترہویں صدی کا بنا ہوا ایک ہسپانوی سکہ ہے۔ جسے پسٹولٹ کہتے ہیں۔ سکے کی عام حالت نہایت اچھی اور مالیت پانچ شلنگ کے قریب بیان کی جاتی ہے پولیس کو اس بات کا یقین ہے کہ اس کے ذریعہ سے جیمز کولیٹ کی موت کے راز کو حل کرنے میں کافی مدد ملے گی۔"

دوبارہ میں نے اس عجیب خبر کو پڑھا۔ اور تیسری مرتبہ پھر اس کو بغور دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ ٹرین جس پر مسٹر کنر ڈین آر ہے تھے۔ پرشور آواز کے ساتھ پلیٹ فارم کے قریب آکر کھڑی ہوگئی۔ اس وقت جب میں انکے خیر مقدم کے لئے گاڑی کی طرف بڑھا۔ تو میرے دماغ میں نئے نئے خیالات کا ہجوم تھا۔

باب ۱۱

کینر ڈین کی آمد

کینر ڈین گاڑی سے اترا تو اس نے ایک ہاتھ میں اخباروں کا بڑا سا پلندہ پکڑا ہوا تھا اور چہرہ پر گہری سنجیدگی کے آثار تھے۔ رسمی باتوں پر وقت ضائع نہ کرتے ہوئے اس نے سیدھا معاملہ کی طرف آنے کی کوشش کی کہنے لگا۔

"سنو صاحب میں ہوٹل جانے سے پیشتر وہ چار آپ سے باتیں کیا چاہتا ہوں۔ غالباً مسٹر مارشنگاش ہوٹل ہی ٹھیرے ہوئے ہیں۔۔۔ اچھا تو خیر ان کو ٹھیرا رہنے دو۔ میں چاہتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم دونو سمندر کے گھاٹ پر سیر کرنے چلیں۔ ٹہلتے پھرنے سے ایک تو بھوک چمک جائے گی۔ دوسرے دماغوں میں بھی کچھ تازگی آئے گی اور خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ کم از کم میرا دماغ بہت کچھ تازہ دم ہونے کا محتاج ہے۔"

اتنے میں گہری شام ہونے لگی تھی۔ گھاٹ پر ان کے اکے دکے آدمیوں کے سوا جو اب تک بنسی لگائے مچھلی پکڑنے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ اور کوئی

متنفس نظر نہ آتا تھا لیکن کینیر ڈین نے اس وقت تک کوئی لفظ منہ سے نہ نکالا جتنے کہ ہم ان آدمیوں سے بھی دور ایک بالکل ہی علیحدہ مقام پر نہ پہنچ گئے اس وقت اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخباروں کو معنی خیز طریقہ پر ملاتے ہوئے اس نے کہا
"ڈیر ہم یہ سب آج کے اخبار ہیں۔ اور میں نے ان میں سے ہر ایک کو پڑھا ہے۔ وہی ایک خبر مختلف رنگوں میں ان سب کے اندر موجود ہے۔ اُف میرے خدا اس زمانہ کے اخبار بھی کیا آفت ہیں ذرا سی بات ان کو مل جائے اسکو پھیلا کر بڑی آسانی سے بتنگڑ بنا لیتے ہیں"
"تو کیا لندن کے سب شام کے اخباروں نے اس خبر شایع کر دیا؟" میں نے دہشت زدہ لہجہ میں پوچھا۔
"اے صاحب آپ شام کے اخباروں کا ذکر کرتے ہیں" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا " اخباروں کے جو ایڈیشن سہ پہر کو ... اور اس سے بھی پہلے شائع ہوئے تھے۔ ان سب میں یہ خبر درج ہے۔ کارونر کی عدالت نے ساڑھے بارہ بجے کارروائی ختم کی تھی۔ اور میں جب لنچ کھانے کو نکلا تو اخبار فروش لڑکے گلا پھاڑتے ہوئے چلا چلا کر یہی خبر سنا رہے تھے اور پرچے بھی گرم چپاتیوں کی طرح ہاتھوں ہاتھ بک رہے تھے۔ یہ جو میرے پاس ہیں۔ یہ ان اخباروں کے بعد کے ایڈیشن ہیں۔ اور ان میں زیادہ تفصیلی حالات درج ہیں۔ لیکن اوہ ... کتنی بڑی غلطی مسٹر ہارشنگٹن نے کی۔ کہ کل ہی مجھ کو نہ بلا لیا۔ در اصل ان کو کسی قانونی مددگار کو ساتھ لئے بغیر عدالت میں جانا ہی نہ چاہیئے تھا۔ آپ بھی اتنے سمجھدار ہیں۔ پھر کیوں نہ آپ نے انہیں روکا؟"
"میں اس کا جواب یہی عرض کر سکتا ہوں۔ کہ مسٹر ہارشنگٹن کی عادت ہے

جب وہ کوئی کام کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔ مگر ہاں اس کا میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جب وقت وہ گواہوں کے کٹہرہ میں داخل ہوئے۔ تو ہمیں بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا کہ معاملہ اتنی بڑی اہمیت حاصل کرے گا۔ یہی خیال کرتے تھے کہ ایک رسمی کارروائی ہے۔ جس سے فارغ ہو کر ہم منٹوں میں واپس چلے جائیں گے۔

اخباروں کا بنڈل مسٹر کنرڈین کے داہنے ہاتھ میں تھا۔ بائیں ہاتھ کی مٹھی کس کر اخباروں پر مارتے ہوئے اس نے کہا " لیکن کیا آپ نہیں دیکھ سکتے۔ کتنے بھدے جواب انہوں نے دیئے ہیں۔ ذرا ان جوابوں کو تو دیکھئے۔۔۔"

" معلوم ہوتا ہے۔ آپ بھی اس بارہ میں میرے ہم خیال ہیں۔ کہ ان کو بادہ سمجھ سوچ کر جواب دینے چاہیئے تھے۔ ایک قانونی اور معمولی دماغ میں اتنا ہی تو فرق ہے"

" آپ قانونی واقفیت کا ذکر جانے دیں" وکیل نے پرجوش لہجہ میں کہا " میں کہتا ہوں ایک معمولی عقل و دانش کا آدمی بھی ایسے نامعقول جواب دے سکتا تھا۔ جیسے انہوں نے دیئے۔ وہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو مبتلائے مصیبت کرنے کی کوشش کی"

" ان کی خواہش صرف یہ تھی۔ کہ سب حال سچ سچ بیان کر دیا جائے" میں نے کہا۔

" واہ کیا خوب" کنرڈین نے جواب دیا " میرے عزیز اس دنیا میں سچ کہنے کا بھی ایک ڈھنگ ہوتا ہے وہ سچائی کس کام کی کہ آدمی اپنے لئے

مصیبت کھڑی کر لے... ٹھہرو میں ذرا سگرٹ نکال لوں "
اس نے جیب سے ڈبیہ نکال کر ایک سیگرٹ خود سلگایا۔ اور دوسرا مجھ کو پیش کیا۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ پہلا زوردار کش لگانے کے بعد مسٹر کنرڈ ین نے کئی کئی طرح منہ بنایا۔ اور چہرہ پر صدہا بل ڈالے۔ اس کے بعد دفعتاً اس کی آنکھوں میں ایک نئی طرح کی چمک پیدا ہو گئی۔ اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھ کر کہنے لگا
"ڈر ہم سچ بتاؤ۔ معاملہ کی اصل حقیقت کیا ہے۔ میں ایک کے مقابلہ میں پانچ کی شرط لگاتا ہوں۔ کہ تم سارے حالات سے ناواقف نہیں ہو۔ تم سے میں ساری حقیقت اس لئے سننا چاہتا ہوں۔ کہ اس میں کسی طرح کا حجاب مانع نہیں ہے بولو۔ جواب دو "
میں نے اس سے پہلے ہی یہ خیال کر کے کہ شاید وکیل کنرڈ ین کی آمد سے پہلے مسٹر مارشنگٹن پڑ کے سو جائیں۔ ان کو گفتگو کی زحمت سے محفوظ رہنے کے لئے سارے حالات کا خلاصہ اپنے ذہن میں تازہ کر لیا تھا۔ اور یہ بات مسٹر مارشنگٹن سے بھی کہہ دی تھی۔ کہ ضرورت پیش آنے پر میں اسوقت سے لے کر کہ جینز کوینٹ ایٹن سکوئر والے مکان پہ مجھ سے ملا۔ اس وقت تک کے سارے مفصل حالات جب ہم کارو فر کی عدالت سے رخصت ہوئے۔ مسٹر کنرڈ ین سے بیان کر دوں وہ اس پر فوراً رضامند ہو گئے تھے۔ بلکہ خود جواب دہی کی زحمت سے بچنے کے لئے انہوں نے یہ بھی مجھ سے کہا تھا۔ کہ تم اس معاملہ کو جس طریقہ پر چاہو بیان کر سکتے ہو۔ میں ہر ایک بات تمہاری دانشمندی پر چھوڑتا ہوں۔ چونکہ ابھی رات کے کھانے میں ایک گھنٹہ کی مہلت باقی تھی۔ اس لئے جب ہم سمندر کے گھاٹ پر ٹہل

قدمی کرتے پھر رہے تھے۔ جب پانی کی موجیں گھاٹ کے پتھروں سے آہستہ آہستہ ٹکرا کر ایک مدھم سا شور پیدا کرتی تھیں۔ شب کی آمد سے پہلے شفق پھوٹنے لگی تھی۔ اور رود بار کی سطح کسی تالاب کی طرح ساکن دور افتادہ گرس نز کی گھومتی ہوئی روشنی کو نمایاں کرتی ہوئی وہ مقام ہم کو دکھائی تھی۔ جہاں فرانس کا ساحل واقع تھا میں نے شروع سے آخر تک سارے حالات مناسب اختصار کے ساتھ کنرڈین سے بیان کر دیئے۔

اس نے بیچ میں بہت کم مجھے ٹوکا۔ صرف کسی کسی موقعہ پر کوئی خاص سوال پوچھنے لگتا تھا۔ آخر جب میں اپنا بیان ختم کر چکا۔ تو وہ پھر بھی دیر تک چپ رہا کبھی کبھی گھاٹ کی سنگی دیوار پر بچھے ہوئے سنگریزوں میں سے چند ایک اٹھا کر انہیں ایک ایک کر کے سمندر کی طرف پھینکنے لگتا تھا۔ میں اس کی عام حالت دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ گہرے فکر کی حالت میں ہے۔ انجام کار اس نے اخباروں کا وہ بنڈل گھاٹ کی دیوار کے ساتھ ایک دو بار مار کر میری طرف منہ پھیرا اور کہا۔

"مسٹر ڈرہم معاملہ بیحد پُر اسرار ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ فقط ایک آدمی مجھ کو بتا سکتا ہے۔ کہ اس راز کا مطلب کیا ہے۔ کسی اور کو شاید نوے فیصدی حالات کا علم ہو۔ لیکن سو فیصدی اسی کی زبانی جانے جا سکتے ہیں۔

"اور وہ آدمی کون ہے؟ میں نے پوچھا۔

"مسٹر مارشنگٹن" اس نے جواب دیا" اکیلا مارشنگٹن ہی سب

کچھ بتا سکتا ہے اس نے تم سے کہا تھا۔ کہ شادی کی رسم ادا ہو جانے پر میں سارا حال بیان کر دوں گا۔ لیکن اب اس کا انتظار نا ممکن ہے۔ اس کے علاوہ جب تک وہ شک کے بادلوں میں چھپا ہوا ہے۔ شادی کا خیال ہی دلوں میں لانا فضول ہوگا۔ اس لئے خواہ اس راز کی حقیقت کچھ ہو اس کا فرض ہے کہ مجھے اور آپ کو اس سے آگاہ کر دے میں عنقریب اس سے ملاقات کروں گا۔ صاف کہہ دوں گا۔ کہ جب تک وہ اپنے راز دلی سے آگاہ نہ کرے۔ ہم کسی طریقہ پر اس کی مدد نہیں کر سکتے "

آخر بڑی دیر کے بعد ہم ہوٹل کی طرف واپس ہوئے۔ راستہ میں مجھ کو یاد آیا۔ کہ مقامی اخبار نے اپنے خاص ضمیمہ میں ایک چھوٹی سی خبر شائع کی تھی سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک لمپ کے نیچے کھڑے ہو کر میں نے وہ اخبار کھول کر مسٹر کنرڈین کو دکھایا۔

میرے خیال میں یہ خبر آپ کے ملاحظہ سے نہ گزری ہوگی" میں نے اس سے کہا "عین اس وقت میں نے پڑھی تھی۔ جب آپ کی ٹرین سٹیشن کی حد میں داخل ہوئی ہے"

کنرڈین نے وہ خبر دو مرتبہ پڑھی لیکن پھر بھی کسی طرح کی دلچسپی ظاہر نہ کی۔

"آہ" اس نے سرسری لہجہ میں کہا "یہ سکہ۔ کیا نام... پیڈلٹ ٹھیک اسی مقام پر پایا گیا۔ جہاں وہ بدنصیب پاؤں پھسل کر یا ویسے ہی۔ یا کسی کے نیچے گرانے سے گر کر مرا تھا... اس کی دریافت واقعی دلچسپ ہے"

میرا خیال تھا۔ یہ اس دریافت کو قابل اہمیت کے سمجھے گا۔ لیکن اس کے سرد اور پرسکون لہجہ کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔

"تو کیا آپ کی رائے میں اس کے موقعہ واردات پر پائے جانے سے کوئی خاص نتیجہ نکلنے کی امید نہیں؟" میں نے انجام کار پوچھا۔

"میرے خیال میں... نہیں!" اس نے صاف گوئی کرتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ کی رائے کیا ہے؟"

میں حیران تھا کہ ایک قانون دان کے آگے کس منہ سے حجت پیش کروں۔ اس لئے میں نے اپنے خیالات کو دبائے رکھنا ہی بہتر سمجھا۔ اور رسمی طور پر جواب دیتے ہوئے محض اتنا کہا "میں خیال کرتا تھا شاید اس سے کسی کا سراغ مل جائے۔"

"عین ممکن ہے کہ یہ سکہ کوبلٹ کی جیب سے نکل کر گرا ہو۔" اس نے سوچتے ہوئے کہا "یہ سالخوردہ ملاحوں کا ایک عام دستور ہے۔ کہ بہت پرانے سکے اور تمغے۔ جو انہیں کہیں کہیں سے دستیاب ہوتے ہوں جیبوں ڈالے پھرا کرتے ہیں... مگر لو ہم ہوٹل میں آ پہنچے۔ اور کھانے سے پہلے تیاری کے لئے صرف تھوڑا سا وقت باقی ہے لیکن مسٹر ڈرہم میں چاہتا ہوں جس قدر حالات آپ نے مجھ کو بتائے ہیں۔ ان کا ذکر مسٹر مارشنگٹن سے کر کے اپنی طرف سے کہہ دیں۔ کہ ہمیں آپس میں اس مضمون پر جو تبادلہ خیالات کرنا ہے۔ وہ کھانا کھانے کے بعد ہی کریں گے۔ اب مجھ کو معاملہ کی کیفیت ایک حد تک معلوم ہو چکی ہے۔ اور میں بہتر سمجھ سکتا ہوں۔ کہ مجھے کس پیرایہ میں گفتگو کا آغاز کرنا

چاہیئے"

اس رات ہم تینوں نے اپنے کمرہ ہی میں مل کر کھانا کھایا۔ اور ایسے اطمینان اور سکون خاطر کے ساتھ کھایا۔ کہ کسی دیکھنے والے کو بھولے سے بھی خیال نہ آ سکتا تھا۔ کسی طرح کی تشویش ہمارے دلوں کو لاحق ہے لیکن جب ہوٹل کے نوکر دسترخوان بڑھا کر رخصت ہو گئے اور قہوہ اور سگار کا دور چلنے لگا۔ تو حالت بالکل ہی بدل گئی۔ ہنسی ٹھٹھے کی آوازیں جو پیشتر گونجتی رہی تھیں۔ یکایک مٹ گئیں۔ چہروں کی مسکراہٹیں کافور ہو گئیں اور بعد ازاں جب ہم نے اپنی اپنی کرسیاں آگے کو سرکا لیں تو صورت کی متانت یہ ظاہر کرتی تھی۔ کہ جو بہ اہمیت سوال اس وقت ہمارے زیر بحث ہے۔ اس کے برابر کوئی بات دنیا میں نہ ہوئی ہو گی۔

لیکن اس جگہ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ ساری گفتگو جو مسٹر مارشنگلش اور ان کے وکیل کے درمیان ہوئی مکالمہ کی صورت میں بجنسہ درج کر دوں۔ کیونکہ اس صورت میں اس داستان کے پڑھنے والوں کو اس کے سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو گی

"دیکھیئے صاحب" کنرڈین نے مسٹر مارشنگلش کو مخاطب کر کے کہا "آپکے معتمد مسٹر وڈہم نے اس عجیب و غریب واقعہ کے متعلق سارے بیان طلب حالات مجھ سے کہہ دیئے ہیں۔ اور ایک حد تک پوری کیفیت سے واقف بھی ہو چکا ہوں۔ تاہم بعض باتیں ایسی ہیں جن پر صرف آپ ہی روشنی ڈال سکتے ہیں میں چاہتا ہوں جو کچھ آپ سے

دریافت کیا جائے۔ اس کے متعلق بلا حجاب و تامل صحیح صحیح جواب دیں۔ سب سے پہلی بات جو میں آپ سے دریافت کرتا ہوں یہ ہے کیا آپ کی گذشتہ زندگی کا کوئی راز ایسا ہے جس کا حال لوگوں کو معلوم نہ ہو؟"

"بے شک ہے"

"اور وہ کوئی غیر معمولی راز ہے؟"

"ایسا ہی سمجھیے"

"کیا ہم اس راز کو خطرناک اور بھیانک قرار دے سکتے ہیں؟"

"میرے لئے وہ ایسا ہی راز ہے"

"اچھا اب اس کا جواب دیجئے" مسٹر کنرڈین نے کہا "کیا یہ آدمی ڈی لانڈا اور کویلیٹ آپ کے اس راز سے پوری طرح واقف تھے۔ اور کیا سب حال ان کو شروع سے معلوم چلا آتا تھا؟"

"ہاں وہ دونوں اس راز سے واقف تھے۔ اور شروع سے ہی واقف چلے آتے تھے"

"اور آپ نے ان کے منہ بند رکھنے کے لئے ہی ان کو نقد معاوضہ دینے کا طریقہ اختیار کیا تھا؟"

"ایسا ہی سمجھیے"

"بعد ازاں جب آپ کو معلوم ہوا کہ دونوں آدمی انگلستان آ گئے ہیں۔ تو کیا آپ کو بڑی حیرت ہوئی تھی؟"

"بے شک ہوئی تھی" مسٹر مارشگٹن نے جواب دیا۔ "اس لئے کہ میرا پختہ یقین تھا۔ کویلیٹ ہمیشہ کے لئے بیونس آئرز میں اقامت گزیں ہو چکا ہے۔ اور ڈی لانڈا اب حیات نہیں۔ میں نے اس کے مرنے کی خبر یقینی طور پر سنی تھی"

"بہر حال وہ اس وقت تک زندہ ہے" مسٹر کنرڈین نے کہا۔

اور اب آپ سے اور روپیہ طلب کرنے کے آیا ہے۔ فی الحال ہم اس سوال پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ کہ کسی بلیک میل کرنے والے سے قانونی طور پر سلوک کیا جا سکتا ہے۔ سردست میں آپ سے ایک سیدھا اور صاف سوال پوچھتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں آپ اس کا ویسا ہی صاف جواب دیں۔ آپ نے ڈی لانڈا سے سمجھوتہ کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا ہے۔ کیا آپ کو امید ہے کہ اس روز کوئی فیصلہ کن مفاہمت ہو جائے گی؟"

"ہاں میرا خیال ہے میں اس روز اس سے مل کر ہمیشہ کے لئے یہ قصہ ختم کر دوں گا۔"

"اور آپ چاہتے ہیں اس دن سے پہلے آپ کی ہمشیرزادی مس ہیٹن کی شادی مسٹر [illegible] سے ساقط ہو جائے؟"

"میرا منشا ضروری ہے کہ یہ دونوں اس واردات سے پہلے ہمیشہ تک ازدواج میں منسلک ہو جائیں" مسٹر ہارسٹگاٹن نے زور دے کر کہا۔

"لیکن کیا آپ نہیں دیکھ سکتے" مسٹر کنسر ڈیبن نے اعتراض کیا "کہ جب تک اس بہتان الزام کی نئے سوال آپ پر عائد ہے۔ اس طرح عجلت کے ذریعے شادی کی رسم ادا ہونا کس طرح ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کے دونوں خاندانوں کی راحت کا تقاضا یہ ہے..."

ایک مسٹر ہارسٹگاٹن نے بے صبری کا اشارہ کرتے ہوئے بات کو بیچ میں روک دیا۔ اور کہا "اس الزام کو میں کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ یہ ایک فضول شکایت ہے۔ جو عنقریب رفع ہو جائے گی۔ آپ خود دیکھیں گے کہ جس روز جب [illegible] روز کی تحقیقات کا دوسرا دور آغاز ہوتا ہے۔ ہر ایک بات فیصلہ کن طریقہ پر طے ہو جائے گی۔"

"ان باتوں کو چھوڑئے۔ اور اس کا جواب دیجئے۔ کہ متوفی جینز کیبلیٹ کس لئے آپ سے ملنے کے لئے بیتاب تھا؟"

"میرے خیال میں وہ مجھ کو اس بات کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ کہ ڈی لا فڈا اب تک زندہ ہے۔ اور اس جگہ پہنچ چکا ہے۔"

مسٹر کنزڈیل نے اگلا سوال پوچھنے سے پہلے تھوڑی دیر تامل کیا اس کے بعد کہا: "اب جو بات میں دریافت کرتا ہوں۔ اس کا جواب خوب سوچ سمجھ کر دیجئے کیا آپ کی رائے میں یہ بات ڈی لا فڈا کے حق میں مفید تھی۔ کہ جینز گوبلیٹ کو آپ سے ملنے دیا جائے؟"

مسٹر مارسٹنگاڈن چند لمحوں تک چپ چاپ سوچتے رہے اس کے بعد کہنے لگے "میں نے اپنے آپ سے یہ سوال متعدد بار پوچھا ہے لیکن کوئی فیصلہ کن جواب حاصل نہیں کر سکا۔ تو بھی میرا خیال ہے کہ یہ بات اس کے حق میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک صورت سے ..."

وہ کہتے کہتے رک گئے اور دوبارہ کسی گہری فکر میں پڑ کر سوچنے لگے۔ آخر جب خاموشی کا یہ وقفہ غیر معمولی لمبا ہو گیا۔ تو ... نے تحریک کرنے کی غرض سے کہا "ہاں فرمایئے۔ وہ کونسی صورت کیا ہے۔"

"یہ کہ شاید گوبلیٹ کو کوئی ایسی بات معلوم ہو گئی ہو جس کا خود مجھ کو علم نہیں تھا۔"

"تو کیا آپ کی رائے میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ گوبلیٹ کسی ایسی بات سے واقف ہو جس کا حال آپ کو معلوم نہ تھا۔ اور وہ اس کی اطلاع آپ کے کانوں تک پہنچانے کے لئے اتنا بیتاب تھا؟"

"ممکن ہے ایسا ہو۔"

"اور وہ بات کیا اس راز سے متعلق تھی؟"

"غالباً تھی۔"

"لیکن وہ راز کیا آپ تین شخصوں کے سوا کسی اور کو معلوم نہیں ہوا۔ اور اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بھی فرما دیجئے۔ کیا ان تینوں میں کوئی شخص واحد بھی ایسا ہو سکتا تھا۔ جسے اس راز کے متعلق باقیوں سے زیادہ حالات کا علم ہو؟"

"میری دانست میں کولیٹ ہی ایسا آدمی تھا۔ جو ممکن ہے اس بارہ میں زیادہ معلومات رکھتا ہو۔"

مسٹر کنسٹرڈین اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کمرہ کے اندر ٹہلتے ہوئے ایک دو پھیرے کرنے کے بعد پھر اسی مقام پر واپس آکر جہاں ہم میز کے پاس بیٹھے تھے رک گئے مسٹر ہاسٹنگز کے سامنے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھ کر آگے کو جھکتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"اچھا تو اب سنئے جیمز کولیٹ اس دنیا میں نہیں ہے۔ اور نہ کوئی بات ہم کو بتا سکتا ہے۔ میں آپ کو بہترین اور محفوظ ترین مشورہ جو اس طرح کے حالات میں دیا جاتا ممکن ہے دینا چاہتا ہوں۔ صرف آپ کے وکیل کی حیثیت میں نہیں۔ بلکہ ایک خالص اور مخلص دوست کی مانند بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ کہ دنیا میں صرف تین آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے روبرو کوئی شخص اپنے دل کا حال پوری آزادی سے کہہ سکتا ہے۔ ایک پادری ایک طبیب اور تیسرا وکیل۔ اب میں چاہتا ہوں۔ آپ مسٹر ڈر ہم کو باہر بھیج دیں۔ اور مجھ کو اپنا معتمد اور معتبر وکیل سمجھ کر جس قدر حالات آپ کو ایسے معلوم ہیں۔ جو اب تک ہم سے پوشیدہ رہے ہیں۔ راست راست بیان کر دیں۔ اور کوئی بات چھپا رکھنے کی کوشش نہ کریں۔"

کنسٹرڈین کی اس لمبی تقریر کے خاتمہ پر گہری خاموشی چھا گئی۔ اس کے بعد مسٹر ہاسٹنگز یکایک اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور

اس وقت میں نے دیکھا۔ اس عرصہ قلیل میں وہ اپنی عمر سے دس سال بڑھے ہوئے نظر آنے لگے تھے۔ پھر جس وقت انہوں نے اپنا ہاتھ کرسی کے بازو پر رکھا تو وہ زور زور سے ہل رہا تھا۔

"کمشنر ڈین!" آخر کار انہوں نے آہستگی سے کہنا شروع کیا "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جو تم کہہ رہے ہو۔ وہ میری بہتری اور سلامتی کے لئے ہے۔ اس کے لئے میں تہ دل سے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں افسوس میں تمہارے ان سوالوں کا جواب اس وقت تک نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ وہ چھوٹی سی غلط فہمی جو میرے برخلاف پیدا ہو چکی ہے رفع نہ ہو جائے اور ان دو عزیزوں کی شادی کی رسم عمل میں نہ آ چکے۔ جب ایسا ہو گیا تو پھر کمیلا کی سلامتی یقینی ہے۔ اور مجھے کسی بات کا اندیشہ باقی نہ رہے گا۔ بس میں فی الحال اس سے زیادہ کچھ اور کہنا نہیں چاہتا۔ شب بخیر!"

اور اس سے پہلے کہ ہم سنبھلتے یا اپنی بدحواسی پر غالب آ سکتے انہوں نے مصافحہ کے طور پر باری باری ہمارے ہاتھوں کو چھوا۔ اور اس بارہ میں کچھ بڑبڑاتے کہ میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔ کمرہ سے رخصت ہو گئے۔

ہم دونوں میں اور کمشنر ڈین آمنے سامنے بیٹھے نگاہ حیرت سے ایک دوسرے کے منہ کو تکتے رہ گئے۔

باب - ۱۴

کنزڈین میدان عمل میں

کافی دیر تک کمرہ میں خاموشی چھائی رہی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گفتگو کا آغاز کس طرح کیا جائے۔ آخرکار کنزڈین نے یہ کہہ کر سکوت توڑ دی "میرا تو یہ خیال ہے کہ اس بھیانک راز پر شب و روز غور کرتے رہنے سے میرے غریب دوست کے دماغ کو بھاری صدمہ پہنچا ہے"

میں نے گھبرائی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا "میرے خدا کیا آپ کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ مسٹر پارسٹ نکمش کے حواس بجا نہیں؟"

"اگر نہ ہوں تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے" ڈینیل نے سرد لہجہ میں جواب دیا "بہت نوجوان دوست" اس کے بعد اس نے کہا "دنیا میں ہر چیز کی طرح دیوانگی کے بھی مدارج ہیں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی ننانویں فیصدی باتوں میں صحیح الدماغ ہو لیکن کسی ایک بات میں خبطی ہو۔ اسی قسم کا عارضہ ہے۔ جب کوئی آدمی کسی ایک معاملہ کو لیکر دن رات اسی کو سوچتا رہتا ہے تو اس کی قوت فیصلہ اس ایک مضمون پر

قابلِ اعتماد نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ میں اسے نیک فال نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے دل کا راز مجھ کو بتانے سے ہچکچاتا ہے۔ جس آدمی کو خدا نے عقل و دانش دی ہو وہ اپنی روح کا حال کسی مذہبی مشیر کے سامنے۔ معدہ کا حال طبیب کے سامنے اور دنیاوی معاملات کا حال اپنے وکیل کے سامنے بیان کرنے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ جھجک وہیں پیدا ہوتی ہے۔ جہاں باطن میں کوئی خرابی ہو"

"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ مسٹر مارشنگٹن معاملہ کو اس قدر نازک اور لطیف خیال کرتے ہوں..."

مگر کنرڈین کا ایسی باتوں سے اطمینان نہ ہوا۔ اس نے بے اختیاری سے سر کو حرکت دی۔ پھر سوڈا ملی ہوئی وسکی کا ایک گلاس پی کر سگار سلگایا۔ اور اپنی ٹانگیں سامنے کی طرف پھیلا کر آرام کرسی پر لیٹ گیا۔

ایک دو کش لگانے کے بعد آخر کار اس نے کہا "خیر اس مسئلے کو چھوڑیئے مسٹر مارشنگٹن پر قتل کا الزام عاید کیا گیا نہیں گے"

"لیکن وہ چپ چاپ کہاں بیٹھے ہیں" میں نے اعتراض کیا "ان کے دل کو اس بات کا سخت رنج ہے..."

"وہ تو میں بھی مانتا ہوں" کنرڈین نے جواب دیا "لیکن فقط رنج کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ ان کو لازم تھا۔ اس کی تردید کے متعلق کوئی عملی کام کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ ان کو لازم تھا۔ اس کی تردید سے متعلق کوئی عملی کام کرتے۔ انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور میں آ بھی گیا لیکن جب تک مجھے معاملہ کی اصل حقیقت معلوم نہ ہو میں کیا انہیں قابل مشورہ دے سکتا ہوں"؟

"معاف کیجئے میرا اس بارہ میں آپ سے اتفاقِ رائے نہیں" میں نے کنرڈین سے کہا "تھوڑی دیر پہلے جب آپ ان سے مختلف سوالات

پوچھ رہے تھے۔ تو دو ایک باتیں ایسی میرے سننے میں آئیں جو اہمیت
سے خالی نہیں ہو سکیں گی"

"مثلاً کیا؟"

"مثلاً یہ کہ انہوں نے فرمایا تھا کو ملیٹ کو اپنی راہ سے ہٹانا ڈی
لانڈا کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتا تھا"

"اچھا پھر"

"یہ کہ اتوار کی رات کو جب کو ملیٹ ڈوور آیا ہوا تھا۔ تو ڈی لانڈا
ابھی اس جگہ... اسی ہوٹل میں جہاں ہم بیٹھے ہیں ٹھیرا ہوا تھا"

کنر ڈین نے دو تین بار اپنے سر کو حرکت دی اس کے بعد بڑبڑاتے
ہوئے اپنے آپ سے کہا "بے شک یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے ان
دو شخصوں کا ایک ہی مقام پر آنا کچھ معنی ضرور رکھتا ہے۔ اس کے
علاوہ اور کیا...؟"

"اور وہی قدیم ہسپانی سکہ جو اس مقام پر پڑا ہوا پایا گیا۔ جہاں
جیمبر کو ملیٹ کی لاش ملی تھی" میں نے جواب دیا "آپ اس کی دریافت
کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ ضرور اس
میں کوئی راز ہے ملک ہسپانیہ کا ایک پرانا سکہ اگر کسی باشندہ ہسپانیہ
کے پاس نہیں، تو اور کس کے پاس پایا جا سکتا ہے؟ اگر یہ بات کسی
طرح ثابت کی جا سکے کہ یہ سکہ ڈی لانڈا کے پاس تھا... کیوں؟"

کنر ڈین قہقہہ مار کر ہنسنے لگا پھر بولا "خوب آپ پہلے ایک نظریہ
قائم کر کے پھر اس کو مختلف طریقوں پر مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ خیر
آپ کی بات کچھ نہ کچھ وزن ضرور رکھتی ہے۔ ڈرہم میرے دوست میرا
کہنا تو ہم تم دونوں مل کر تھوڑی جاسوسی کریں۔ آج بدھ کی رات ہے
کارونر کی تحقیقات سٹروار کی صبح کو ہوگی۔ بیچ میں جمعرات کا ایک

دن ہے اس میں ہم دونوں کوشش کر کے یہ معلوم کریں گے۔ کہ اتوار سے لے کر سوموار تک جب ڈی لانڈا اس جگہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے کیا کیا۔ کچھ کیا ؟"

"وہ ٹھیک ہے ایک بات اور بھی ہے" میں نے اس پر کہا "میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ڈی لانڈا خلیج سینٹ مارگرٹ کے گاؤں میں پہنچ چکا ہے۔ سوال یہ ہے اس کو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی ؟ اگر سیر و تفریح مقصود تھی۔ تو وہ بڑی آسانی سے برائیٹن جا سکتا تھا۔ میں تو خیال کرتا ہوں۔ وہ اس مقام پر جہاں کو بایٹ گر کر مرا اس سکے کو ہی تلاش کرنے گیا ہے۔"

لیکن اس بات کا اسے کیونکر یقین ہوا۔ کہ وہ سکہ وہیں کھو یا گیا ہوگا۔ وکیل نے اعتراضاً پوچھا۔

میں یہ نہیں کہتا۔ بلکہ میرے کہنے کا مطلب یہی ہے۔ کہ وہ موقعہ واردات پر پہنچ کر اس بات کا یقین حاصل کرنا چاہتا ہے کہ سکہ اس جگہ نہیں کھو یا گیا۔ کیونکہ اگر یہ چیز وہاں پڑی ہوئی پائی گئی۔ اور ثابت ہو گیا کہ اس کی تھی تو ... آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

کنر ڈین نے اوپر کی طرف منہ کر کے چھت کو تکنا شروع کیا۔ پھر بولا۔

"ڈیر ہم تمہارا نظریہ خوب ہے۔ اچھا کل ہم ایک ... لیکن ہاں مس ٹیپن کہاں ٹھہری ہیں ؟"

"وہ اسی جگہ شہر میں مسٹر مارسٹنگٹن کے ایک دوست کے مکان پر رہتی ہیں" میں نے جواب دیا۔

"اچھا تو کل صبح پہلا کام یہ ہوگا۔ کہ مس ٹیپن کو اس جگہ لا کر

لو ماموں کے پاس چھوڑ دیا جائے" مسٹر کنز ڈین نے کہا۔ "وہ انکی
بانی کرتی رہیں گی۔ اور ہیں اور آپ کچھ عملی کام شروع
ہیں گے"

چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ کیلا کو مسٹر ہارسٹنگمش کے پاس چھوڑ
ہم دونوں یعنی میں اور کنز ڈین اس بات کی تحقیقات کرنے چلے کہ
بیبیر جیفری ڈی لانڈا نے ڈوور میں رہتے ہوئے اپنے وقت کا
بیشتر حصہ کس طرح گذارا تھا۔

میں تو اکیلا شاید کچھ بھی نہ کر سکتا۔ لیکن کنز ڈین طریقہ عمل
سے خوب واقف معلوم ہوتا تھا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے
بعد ایک گھنٹہ کے اندر اندر اس نے ہوٹل کے منتظم۔ نیز اس نوجوان
نوکر سے ملاکر ڈی لانڈا کے عرصہ قیام میں اسکی خدمتگذاری کرتا رہا تھا۔
معلومات حاصل کر لیں۔ یہاں پر گفتگو کرتے ہوئے جتنی ایک قابل ذکر باتیں معلوم
کر لیں ان کو میں اس داستان کے پڑھنے والوں کے روبرو ایک
جدول کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ ڈی لانڈا سہ پہر کے وقت ڈاک کے جہاز پر سوار ہو کر کیلے
سے ڈوور پہنچا تھا۔ اور سیدھا لارڈ وارڈن ہوٹل میں آ کر اس نے
اپنے رہنے کے لئے چند کمرے کرایہ پر لے لئے۔

۲۔ اسی دن شام کے سات بجے اس نے رات کا کھانا اس نے
اپنے کمرے میں بیٹھ کر کھایا۔

۳۔ نو بجے کے قریب وہ ہوٹل سے رخصت ہوا۔ اور جب واپس
آیا تو قریباً آدھی رات کا عمل تھا۔ اس کی تصدیق اس نوکر نے کی
جو ڈی لانڈا نے خادم خاص کے فرائض سرانجام دے رہا تھا کیونکہ
بتایا کہ جب آدھی رات کے وقت میں گھنٹی کی آواز سن کر اس کے

کمرہ میں گیا۔ تو مسٹر ڈی لانڈا ہیٹ اور کوٹ پہنے کھڑے تھے۔ اور دستانے اتار رہے تھے۔

۴۔ اس کے اگلے روز اس وقت کے ایک گھنٹہ بعد جب میں مسٹر مارشنگٹن کے زیر احکام اس سے ملنے کے لئے آیا تھا۔ وہ ہوٹل سے رخصت ہو کر لندن روانہ ہو گیا۔

ان چار دریافتوں کو سامنے رکھ کر کنرڈین نے کہا "ڈرہم میرے عزیز اس حد تک جو کچھ ہم نے تحقیق کیا ہے۔ وہ دلچسپی سے خالی نہیں لیکن ہمارے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے۔ کہ اس رات ڈی لانڈا کھانا کھانے کے بعد ہوٹل سے چل کر کہاں گیا۔ اور آٹھ بجے سے لے کر آدھی رات تک کہاں کہاں پھرتا رہا۔ میں نے اس بارہ میں کو ایک نظریہ قائم کیا ہے تاہم ابھی اس کے متعلق میرے دل کو پختہ یقین نہیں۔ بہرحال اب ہم ڈی لانڈا کو چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے اس ریستوران کے مالک سے بات چیت کریں گے۔ جس کے ہاں پہنچ کر جینز کو یاد لے تو اتوار کی رات کو جائے پی یا کھانا کھایا تھا ... ٹھہرو میرے خیال میں اس کا نام عدالت کارروائی کا رروائی کے سلسلہ میں اخبار میں شایع ہو چکا ہے۔ میں نے مضمون کا وہ حصہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا ... دیکھئے یہ ہے میں ایک دو سوالات اس سے بھی پوچھنا چاہتا ہوں"

ہم سب بعد ازاں اس ریستوران کی طرف چل دئے۔ وہ جو اوسط کی ایک صاف ستھری جگہ تھی۔ جس کی کھڑکی میں لگے ہوئے اشتہارات سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ جگہ چاپ سٹیک۔ انڈے مچھلی وغیرہ تیار کرنے میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ ریستوران کے مالک نے چونکہ کارونر کی عدالت میں مجھ کو مسٹر مارشنگٹن کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس لئے

شروع میں تو اس نے ہماری طرف بہت ہی کم توجہ دی لیکن جب اسکو بتایا گیا کہ مسٹر کنرڈین مسٹر مارشنگٹن کے وکیل ہیں۔ اور بعد ازاں علیحدگی میں کنرڈین نے اس سے بات چیت کرتے ہوئے ذرا مٹھی بھی گرما دی۔ تو ریسٹوران والا ہمیں ایک علیحدہ کمرہ میں لے گیا۔ اور کہنے لگا۔ فرمائیے۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں ہر قسم کے معقول سوالات کا تا حد امکان جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔"

"اور اطمینان رکھئے۔ ہمارے سوالات بہت ہی کم اور حدِ معقولیت کے اندر اندر ہوں گے۔ کنرڈین نے جواب دیا۔" پہلی بات تو یہ ہے کہ متوفی چیمبرز کو فیدٹ رات کا کھانا کھانے کے بعد کسی وقت اس جگہ سے رخصت ہوا تھا؟"

"آٹھ بجے کے تھوڑی دیر بعد۔"

"آپ نے پھر کسی موقعہ پر اسے دیکھا؟"

"واہ دیکھا کیوں نہیں۔ اس نے واپس آکر خط جو لکھا تھا۔" مگر کیوں نہ آپ نے کاروینر کے روبرو اس کا ذکر کیا؟"

"اس لئے کسی نے مجھ سے پوچھا ہی نہ تھا۔ بہر حال یہ امر واقعہ ہے کہ ایک بار رخصت ہونے کے بعد وہ جلدی ہی شاید پانچ سات منٹ کے بعد پھر آیا۔ مجھ سے ایک کاغذ لفافہ اور قلم دوات مانگی یہیں بیٹھ کر ایک خط لکھا۔ پھر اس کو بند کر کے ڈاک خانہ میں چلا گیا جو پاس ہی سڑک کے موڑ پر واقع ہے۔"

اچھا اب یہ بتائیے۔ جب وہ دوسری بار آیا۔ تو اس کے چہرہ پر آپ کو کوئی تبدیلی نظر آئی تھی؟"

"ہاں وہ کچھ گھبرایا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔ میں کوئی خاص علامت تو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر تو بھی اس کے لہجہ سے یہ بات معلوم ہوتی

تھی۔ کہ کسی نے اس کو پریشان کر دیا ہے۔"

کنرڈین نے اس سے زیادہ کوئی اور بات جاننے کی خواہش نہ کی۔ ناگہاں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور مادام لیوشیان کا شکریہ ادا کر کے مجھ کو باہر سڑک پر لے جا کر کہنے لگا۔

"ڈرہیم اب کچھ روشنی مجھ کو نظر آنے لگی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس عرصہ میں جو کولیٹ کے ایک بار اس جگہ سے جانے اور دوبارہ واپس آنے میں صرف ہوا۔ اس نے ڈنی لانڈ کو ہی دیکھا ہوگا۔"

"آہ کیا یہ بات ہے؟"

"ہاں مجھے اس کا پورا یقین ہے" کنرڈین نے مسکراتے ہوئے کہا" ڈنی لانڈ ہی وہ فریق خاص ہے۔ جس کا ذکر اس نے خط میں کیا ہے۔ اب ہمیں چل کر وہ مقام دیکھنا چاہیئے۔ جہاں گر کر کولیٹ کی موت واقع ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہی میں اگلا قدم اُٹھا سکوں گا۔"

جس مقام پر گر کر یا گرایا جا کر بدنصیب جینز کولیٹ نے اس آنسوؤں کی وادی کو جس کا نام دُنیا ہے۔ چھوڑا تھا۔ اس کی تلاش میں ہمیں کوئی خاص زحمت نہ ہوئی۔ اخباروں نے اس کے متعلق جو مفصل حالات چھاپے تھے۔ نیز جو دلچسپی خلقت کو اس واردات سے پیدا ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے بے شمار تماشائی اس مقام کی دید کے لئے ہر وقت آتے رہتے تھے۔ کہ مقامی پولیس کو اس جگہ کی نگرانی کے لئے دو سپاہی متعین کرنے پڑے۔ انہی سے مل کر کنرڈین نے گفتگو کا آغاز کیا۔

اس کے سوال پر سپاہیوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ اس

وقت سے ہے جب سوموار کی صبح کو متوفی کی لاش پڑی ہوئی
پائی گئی۔ پولیس اس جگہ کی نگرانی کر رہی ہے۔ اور ہم نے اس
خیال سے کہ کوئی پاس نہ آنے پائے۔ اس جگہ کے گرد اگرد تھوڑی سی
دور تک رسی باندھ کر حد بندی کر دی ہے۔ وجہ یہ کہ محکمہ کے آدمی
پاؤں کے نشانات وغیرہ کسی طرح کا سراغ لگانے کی امید رکھتے
ہیں۔ دیکھئے وہ جو ادھر چٹانی [illegible] آپ کو ٹوٹی ہوئی باڑ سی دکھائی
دیتی ہے۔ وہ [illegible] وہ آدمی گرا تھا۔ گو حد [illegible] معلوم ہے کہ کسی
نے اس کو گرا دیا [illegible] خود ہی باڑ کا سہارا لے کر کھڑا تھا۔ وہ اس کا
بوجھ نہ سہار سکی اور ٹوٹ گئی لکڑی اس میں شک نہیں بوسیدہ
تھی۔ اور آدمی [illegible] وزن دار آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو۔ تو اس کا ٹوٹ
جانا عجب [illegible] بات نہیں سمجھ سکتا۔"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔" [illegible] ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے
کہا اور اس کے بعد اصل مطلب کی طرف آتے ہوئے کہنے لگا "کیوں
بھلا آپ کو معلوم ہے وہ سپاہی کہ جو گرا ہوا پایا گیا۔ وہ اسی
قطعہ زمین کے اندر ہوا تھا۔ جس کی حد بندی کر دی گئی ہے؟"

"جی نہیں" سپاہی نے فاخرانہ اظہار معلومات کرتے ہوئے
"[illegible] وہ اس جگہ کے قریب پڑا ہوا پایا گیا تھا۔ یہ سمجھئے
[illegible] کی صورت میں پانچ یا چھ فٹ کے فاصلہ پر [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible] رہ گیا۔ لیکن اتفاق کی بات ہے کہ
[illegible] بالکل ہی اجنبی شخص تھا۔ ورنہ پولیس کا [illegible]
[illegible] اس جگہ متعین ہوا۔ اس لئے وہ [illegible] دیکھا
[illegible] تھا۔ جیسا آپ سمجھ سکتے ہیں شہر سے بے شمار
مخلوق [illegible] واردات کو دیکھنے کے لئے چلی آ رہی تھی۔ انہی میں سے

ایک آدمی کو وہ سکہ پڑا ہوا نظر آ گیا۔ اور اس نے لے جا کر
مسٹر واٹرفورڈ کو جب معلوم ہوا۔ کہ وہ کس جگہ پایا گیا ہے۔ تو
اس نے سوچا ممکن ہے اس کا بھی واردات سے کوئی تعلق ہو
اس لئے اس آدمی کو ہدایت کی۔ کہ تم یہ چیز لے جا کر دفتر پولیس
میں داخل کر دو۔ میں نے سنا ہے کہ وہ سکہ بڑی حد تک زمین
کے اندر دبا ہوا تھا۔ اور اس کا صرف ایک چمکدار کنارہ باہر نظر
آتا تھا۔۔۔ آپ کی بڑی عنایت میں شکریہ ادا کرتا ہوں" یہ آخری
الفاظ ... نے اس موقعہ پر کہے جب میبرڈین نے ایک شلنگ
اس آدمی کے ہاتھ پر اس کی مٹھی میں دے دیا۔

"اس کے بعد ہم دونوں بازو میں بازو ڈال کر دوور سے مقابل
سمت میں چلتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا "ڈیئر اب میرا
ارادہ ہے کہ ہم ٹہلتے ہوئے سینٹ مارگریٹ تک جائیں اب
میں اس خلیج میں رنگین چاول چلنے کا قصد رکھتا ہوں"

"لیکن اس جگہ۔۔۔ خلیج سینٹ مارگریٹ میں۔۔۔" میں نے
رکتے ہوئے کہا۔

"میری خواہش اس جگہ چل کر اگر ممکن ہو تو مسز جوزی ڈی لانڈا
کو ایک نظر دیکھنے کی ہے" اس نے میرے ناگفتہ سوال کا جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"کیا آپ کا ارادہ اس سے کسی طرح کی بات چیت کرنے کا ہے؟"
میں نے متعجبانہ پوچھا۔

"میرے خیال میں اگر ضرورت ہوئی تو بات چیت کرنے میں کوئی
کوئی حرج نہیں۔ میرے ساتھی ہے ... مسٹر ڈی، ہم اس دنیا میں
ظاہرداری اور نمائش اب اس حد تک بڑھ چلی ہے کہ کسی کی شکل د

صورت دیکھ کر اس کے باطن کا حال بالکل ہی نہیں جانا جا سکتا؟ مجھ کو یاد ہے۔ ایک موقعہ پر میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہوئی تھی۔ جو دیکھنے میں ہنس مکھ اور نہایت خوش گفتار تھا۔ لیکن جرم کے میدان میں شیطان سے بھی آگے بڑھا ہوا۔ خیر سینرڈی لانڈا سے ہماری بات ہو۔ یا نہ ہو۔ میں کم از کم یہ تحقیق کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ کیا اب تک اسی ہوٹل میں ٹھیرا ہوا ہے۔ یا کہیں چلا گیا مطلع صاف اور موسم خوشگوار ہے ہوا خوری کرتے ہوئے چلیں گے۔ دوپہر کا کھانا وہیں ہوٹل میں تناول کریں گے۔ لا ڈی لانڈا کو بھی دیکھ لیں گے۔ کیوں۔؟

کینرڈین کو اس بات کا ڈھنگ یاد ہے کہ دوسروں کو ہم خیال کیونکر بنانا چاہیئے۔ میں کلمہ انکار منہ سے نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔ چنانچہ ہم اسی یک ڈنڈی پر ہو لیئے۔ جس پر مسٹر مارشنگٹن کو بیلیٹ سے ملاقات کرنے گئے تھے۔ رستہ میں وہ بنچ کینرڈین کو دکھائی جس پر وہ ہمیں بیٹھے ہوئے ملے تھے جب میں اور کمیلا ان کے سپنیل کتے ساتھ لے کر ان کو تلاش کرنے چلے تھے۔ جائے غور ہے کہ گو اس واقعہ کو پیش آئے صرف چار دن گذرے تھے۔ تاہم اس عرصہ قلیل میں ہی واقعات نے ایسی گوناگونی اختیار کر لی تھی! کہ معلوم ہوتا تھا کئی سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ ہوٹل میں پہنچکر ہم جس وقت قہوہ خانہ میں داخل ہوئے تو لنچ کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔

کمرہ میں بیٹھ کر ہم نے ایک گھومتی ہوئی نظر حاضرین پر ڈالی لیکن سینرڈی لانڈا۔ ان میں شامل نہ تھا۔ اس خیال سے کہ غالباً وہ عنقریب آ جائے گا ہم کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ اس طرح ایک

گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن وہ پھر بھی نہ آیا بعدازاں ہمنبا کو پینے کے کمرہ میں دیکھا۔ تو وہ اس جگہ بھی موجود نہ تھا۔ لیکن کینبرین کو سبھی طرح ڈھنگ یاد تھے وہ کسی بہانے اس جگہ بھی جا پہنچا۔ جہاں لوگ شراب پینے کے لئے آتے تھے۔ لیکن جب ڈی لانڈا وہاں بھی نظر نہ آیا۔ تو اس نے مجھ کو اکیلا چھوڑ کر ریسٹوران کے مالک سے علیحدہ ملاقات کی۔ پھر جب واپس آیا تو آنکھ مار کر کہنے لگا۔

دیکھئے حضرت چڑیا تو اڑ گئی۔ معلوم ہوا۔ کہ ہمارا دوست آج سویرے ہی ناشتہ کر کے لندن روانہ ہو گیا۔ البتہ کل کا دن اس نے یہاں سے ڈوور تک چٹانوں پر گھومتے ہوئے بسر کیا تھا۔ ڈر ہم میں تو خیال کرتا ہوں۔

تم نے جو نظریہ ڈی لانڈا۔ پرانے سکہ اور کولیٹ کی موت کے بارہ میں قائم کیا تھا۔ وہ خالی از اہمیت نہیں۔ اگر واقعی ڈی لانڈا نے کولیٹ کو ہلاک کیا ہے اور اخباروں کے ذریعہ سے یہ خبر اس کانوں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اس کا کھویا ہوا سکہ پولیس کے ہاتھ آ گیا۔ تو اطمینان رکھو۔ اب آئندہ وہ کسی موقعہ پر مسٹر مارشنگٹن کو پریشان کرنے کے لئے نہ آئے گا۔ کیونکہ اس کی سلامتی کامل روپوشی میں ہے "

اس کے بعد ہم ڈوور کی طرف پلٹے۔ معلوم ہوا ہماری غیر حاضری میں کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا تھا۔ اور نہ شام تک ہی کوئی نئی بات دیکھنے میں آئی۔ البتہ اس رات جب میں سونے کے لئے بستر پر لیٹا تو ہوٹل کا نوکر ایک بند لفافہ لا کر میرے ہاتھ میں دے گیا۔ اور کہنے لگا " یہ انسپکٹر ٹینکرے نے آپ کے نام بھیجا ہے "

ٹینکرے اس افسر پولیس کا نام تھا۔ جس نے سب سے پہلے

مجھے کو بلیٹ کی موت سے آگاہ کیا تھا۔ نوکر کے چلے جانے کے بعد جب میں نے لفافہ چاک کر کے دیکھا تو معلوم ہوا پنسل سے لکھی ہوئی یہ چند سطریں درج تھیں۔

میں چونکہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ آپ بیحد فکرمند ہیں اس لئے خلاف قاعدہ یہ چھوٹی سی اطلاع آپکو دیتا ہوں۔ کہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کس نے جینز کو بلیٹ کو جان سے مارا تھا۔ کل سارا حال آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت تک یہ بات آپ ہی تک رہنی چاہیئے ؟

باب ۱۴

قاتل کون؟

وُہ رات میں نے بڑے قلق و اضطراب میں بسر کی۔ ایک طرف یہ جان کر جی کو خوشی ہوتی تھی کہ ٹیننکرے نے چند سطریں لکھ کر میرے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن دوسری جانب اس نے ان الفاظ نے کہ بات مجھی تک رہنی چاہیئے۔ مجھ پر ایک ایسی پابندی عاید کر دی تھی۔ جو اپنے اندر منوں بوجھ رکھتی تھی۔ دل اس کے لئے بے تاب تھا۔ کہ مسٹر مارسٹنگھٹن کے کمرہ میں جا کر سارا حال ان سے بیان کر دوں۔ پھر سوچ پیدا ہوئی۔ کہ ان کو تو خیر جانے دو۔ کینرڈ ہین کو بتانے میں کیا حرج ہے۔؟ اس کو ایک وکیل کی حیثیت میں محرم راز کرنا میرا اخلاقی فرض سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی ادھیڑ بن میں دو تین مرتبہ میں اس خیال سے اُٹھا بھی کہ کینرڈ ہین کو آگاہ کر دوں۔ لیکن ہر مرتبہ رک جانا پڑا ٹیننکرے کے یہ الفاظ کہ بات فی الحال مجھی تک رہنی چاہیئے۔ مجھ پر ایک ایسی کڑی پابندی پابندی عاید کرتے تھے جسے توڑنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ انجام

نے اٹھ کر اپنے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند مقفل کر لیا۔ اور قسم
خواہ کچھ ہو مجھے صبر کرنا لازم ہے۔
ہن جب اس سے اگلی صبح کو میں سو کر اٹھا۔ تو جن آدمی
۔ اسی نے میرے چہرہ کی حالت سے یہ بات معلوم کی کہ کوئی
لی جوش اس پر طاری ہے۔ جیسا ناظرین نے اندازہ سے
یا ہو گا۔ یہی وہ دن تھا۔ جب کاروزر کی عدالت نے ملتوی
شدہ کارروائی از سر نو شروع کرنی تھی ہر چند ہم پہلی مرتبہ کیلا
کو اپنے ساتھ نہ لے گئے تھے۔ تاہم اس موقعہ پر وہ بضد ہوئی۔ کہ ہمارے
ساتھ وہ بھی عدالت کی کارروائی دیکھنے جائیگی۔ میری بدلی ہوئی
حالت اس سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی۔ اور نہ کیتر ڈین یا مسٹر مار
شنگٹن سے ہی چھپ سکی۔ ان کا خیال یہی تھا۔ کہ میری طبیعت
ناساز ہے۔ لیکن میں نے کچھ حیلہ سازی کر کے ان کا اطمینان کرا
دیا۔ اور بات ٹل گئی۔

جس وقت ہم کاروزر کی عدالت میں پہنچے تو دیکھا تماشائیوں
کا ہجوم سابق کے مقابلہ میں بھی زیادہ تھا۔ لیکن انسپکٹر ٹینکرے
ہمیں کمرہ عدالت کے باہر ہی مل گیا۔ اور اس نے اشارہ سے مجھ کو
اپنے پاس بلا لیا۔

ایک علیحدہ مقام پر لے جا کر وہ مجھ سے دبی آواز میں کہنے لگا
و جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کا حال اس وقت تک حکام کے سوا اور
کسی کو معلوم نہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ معاملہ ایک بالکل ہی نیا
رنگ اختیار کر چکا ہے۔ اس جگہ کی کارروائی تو عنقریب منٹوں
میں ختم کر دی جائے گی۔ جس کے بعد آپ کو مجسٹریٹی میں چلنا پڑیگا
اور وہاں جو کچھ ہونا ہے ... مگر آپ دیکھ ہی جو لیں گے۔"

اس نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اور اس کے بعد رخصت ہو گیا۔ میں جب اپنے ساتھیوں کے پیچھے کمرہ عدالت میں پہنچا۔ تو دیکھا اراکین جیوری سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ لیکن کارونر صاحب نے اپنی کرسی پر نشست حاصل کرنے کی بجائے کھڑے کھڑے ہی ممبران جیوری کو مخاطب کر کے کہا۔

"صاحبو بعض حالات کی وجہ سے یہیں آج کی کارروائی پھر ملتوی کرنی پڑی ہے۔ کیونکہ اسی معاملہ کی نسبت کچھ اور کارروائی دوسری جگہ ہو رہی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان دونوں کا تصادم ہو۔ اس لئے اجلاس کل اس وقت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔"

کینیر ڈیین نے جلدی سے میرا ہاتھ مضبوط پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا "آپ کو ضرور سب حال معلوم ہے۔ کیوں آپ ہم سے چھپاتے ہیں؟"

"دو گھبرائیے نہیں ساری کیفیت عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گی۔" میں نے جواب دیا۔ "آپ ذرا کمیلا کو ساتھ رکھیں میں مسٹر مارسٹن کو ہمراہ لاتا ہوں۔ سچ پوچھئے تو یہی وہ بے چینی تھی۔ جس کی وجہ سے میں رات بھر سو نہیں سکا۔"

عدالت مجسٹریٹی میں پہنچ کر میں نے اپنے ساتھیوں کو ایک اچھی جگہ پر بٹھا دیا۔ ایک جانب شہر کے سرکردہ وکیل صف بستہ نظر آتے ان میں سے ایک کو پہچان کر کینیر ڈیین کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا اور وہ بے تابانہ کہنے لگا۔

"واہ ہو! تو میرا دوست گریٹوریکس سرکاری وکیل ہے میں امید کرتا ہوں کچھ بڑی بڑی باتیں ہمارے سننے میں آئیں گی۔"

میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ میری نظر اس مقام پر لگی ہوئی تھی۔ جہاں ملزم
کو لاکر کھڑا کیا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کئی اندازے قائم کیے۔ لیکن
ظن غالب یہی تھا۔ کہ عنقریب ڈی لانڈا کو اس جگہ لاکے کھڑا کریں گے
انتظار کی گھڑیاں بڑی مشکل سے بسر ہوتی ہیں۔ گہرے اضطراب کی
وجہ سے مجھے اپنا دل بڑے زور سے دھک دھک کرتا سنائی دیتا تھا۔
اتنے میں کمرہ عدالت کی فضا میں جنبش پیدا ہوئی۔ جتنے آدمی
موجود تھے سب نے اس دروازہ کی طرف گردن اٹھا کر دیکھنا شروع کیا
جس کی راہ سے ملزم کو لایا جاتا تھا، لیکن ...
"اُف میرے خدا! ... زبیدی کو بہت!
اس وقت کے بعد میں نے بار بار سوچا ہے۔ کہ حالات کی تبدیلی
آدمی کے چہرہ میں کتنا انقلابی تغیر پیدا کر دیتی ہے۔ جب ہم نے اس
شخص کو مینیز اس کی سرائے میں مٹک مٹک کر باتیں کرتے دیکھا
تھا اس کی حالت کچھ اور تھی۔ اس کے ٹھاٹ تو اس کی حالت کچھ اور
تھی۔ اس کے ٹھاٹھ ہی کچھ اور تھے۔ حالانکہ اب ... چہرہ پر لعنت
اور پھٹکار برس رہی تھی۔ آنکھیں بے مدعا ادھر ادھر تکتی تھیں
اور چہرہ کے پٹھوں کو کبھی انداز تشنج سے پکڑتا اور کبھی اپنی گرفت
کو ڈھیلا کر دیتا تھا۔ مجھ کو ساری کیفیت خواب کی مانند معلوم ہوتی
اس نیم خوابی دھندلکے میں جو کچھ میرے دیکھنے سننے میں آیا اس کی
بنا پر محض اتنا یاد ہے۔ کہ زبیدی کو بلیٹ پر قانون کی لمبی چوڑی اصطلاحی
عبارت میں۔ جو الزام عائد کیا گیا وہ مختصر طور پر جیمز کو بلیٹ کے قتل
کا تھا۔ زبیدی کا وکیل صفائی حاضر عدالت تھا۔ سوال پوچھا جانے پر
زبیدی نے اس کی منشا پاکر اپنے آپ کو بے قصور بیان کیا۔
اس پر وہی صاحب جن کی نسبت کنیرڈین نے بیان کیا

کہ سرکاری وکیل ہیں)۔ استغاثہ کی طرف سے پیروی کے لئے اُٹھے۔ انہوں نے اپنے
مشہور زور دار طریقہ پر ایک زبردست تقریر کی جس کے صرف بعض
حصے مجھ کو یاد ہیں۔ اور میں انہی کو متعلق کچھ کر درج کرتا ہوں:
... غرض اب ہم پچھلے اتوار یعنی ۲۷ اپریل کے واقعات تک پہنچ
چکے ہیں۔ اس دن ڈیٹفورڈ کی ہیڈ میرل رچبو سرسٹ کی پوسٹ پر تھی
کہ جیمز کوبلٹ چونکہ ڈوور جا رہا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے بھائی کے
پاس جو اس وقت ایک ملزم کی حیثیت میں پیش ہے، اپنا ایک
صندوق امانت رکھا۔ جس میں ذاتی سامان کے علاوہ ایک پاکٹ
بک میں ۳۵۰ پونڈ کے نوٹ اور چالیس پونڈ نقد تھے۔ اسی میں ایک
دن پہلے کی لکھی ہوئی وصیت بھی رکھی گئی تھی جس میں لکھا تھا
کہ جیمز کوبلٹ اپنے مرجانے پر ہر ایک چیز کا وارث زبیدی کوبلٹ
کو مقرر کرتا ہے۔ بکس کے سامان اور نقدی کے علاوہ جیمز
کوبلٹ کے پانچ ہزار پونڈ کے کاغذات حصص تھے۔ اور ان
کاغذات بھی زبیدی کوبلٹ کی تحویل میں رکھے گئے تھے۔ ماحصل
کلام یہ کہ جیمز کوبلٹ کی موت [illegible] پونڈ کی
جائداد اور زبیدی کے قبضہ میں آ گئی تھی۔

اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیمز کوبلٹ
گذشتہ اتوار کی صبح کو ۸ بجے کے قریب ڈوور روانہ ہوا
اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اس کے قریب ۲۴ گھنٹے بعد
یعنی سوا بارہ کے عمل پر زبیدی نے صاف طور پر اپنے
نوکروں سے کہا تھا کہ میں ایک دوست سے ملنے لندن
کے شمال میں قصبہ [illegible] تک جاتا ہوں۔ [illegible]
دس و بجے تک جیسے رات [illegible] مجھ کو [illegible]

اگر ایسا ہوا تو میں کل سویرے ہی واپس آ جاؤں گا۔ اس وقت سے لے کر
دوسرے دن کے ساڑھے دس بجے تک یہ شخص زبیدی کو بلیٹ اپنی
سرائے سے غائب رہا۔ اس دوران میں وہ کس کس سے ملا یا کس
نے اسے دیکھا۔ اس کا حال وہ خود ہی بہتر بیان کر سکتا ہے۔ لیکن
ہم جو بات ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ ہے کہ اس جگہ کے قریب رستی
نام کو جو ریل کا جنکشن ہے اس جگہ کا گارڈ بابو عنقریب حلف لے
کر یہ بیان دے گا۔ کہ اس نے سوموار کی صبح کو ساڑھے چھ بجے کے
قریب اس آدمی زبیدی کے نام لندن تک کا ایک ٹکٹ جاری
کیا۔ مگر وہ کون سے خاص حالات تھے۔ جن میں اس آدمی کو یہ واقعہ
پوری طرح یاد رہا۔ اور جن میں اس نے ملزم زبیدی کو شناخت
کیا۔ ان کا حال خود ہی بیان کر سکے گا۔
"بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ زبیدی کو بلیٹ سوموار کی شام
کو اس جگہ ڈوور پہنچا۔ وہ اپنے مقتول بھائی کا ٹرنک لیتا
آیا تھا۔ اور وہ اس نے حکام کو دکھاتے ہوئے سب سے زیادہ
زور اس بات پر دیا۔ کہ یہ اسی حالت میں ہے جس طرح جیمز
نے اسے چھوڑا تھا۔ یہ شخص اپنے وکیل کو بھی ہمراہ لایا۔ اور
اس نے دفتر پولیس میں پہنچ کر سب کچھ واویلا اس بارہ
میں کرنا شروع کیا کہ میرا بھائی قدرتی موت نہیں مرا بلکہ اسے
قصداً ہلاک کیا گیا ہے۔ اس سے اگلے روز اس نے کارونر کی
عدالت میں بڑی بے باکی اور بے شرمی سے مسٹر فرانسس
مارشنگٹن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ "میرا بھائی جیمز
ان سے ملنے کے لئے آیا تھا۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا
ہوں۔ کہ انہی نے اس کو جان سے مارا ہے۔"

"ملزم نے یہ سب کارروائی جس طرح پبلک کی آنکھوں میں ڈالنے کے لئے کی۔ اس کا حال میرے ہاتھوں محتاج تشریح نہیں۔ بہرحال وہ اور اس کا وکیل دونوں ڈوور ہی میں رہے لیکن اتفاق ایسا پیش آیا کہ کارونر کی تحقیقات جس دن ہوئی تھی۔ اس کی شام کو قدیم ہسپانی سکہ جسے پسٹولٹ کہتے ہیں۔ جو فی الحال میرے پاس ہے اور عنقریب عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اسی مقام پر پڑا ہوا پایا گیا۔ جہاں جینیز کو بلیٹ گرا تھا۔ اس سکہ کے تفصیلی حالات اخباروں نے شائع کئے تھے۔ ان کو پڑھ کر ڈیٹ فورڈ کے ایک نہایت معزز آدمی نے فوراً کہہ دیا کہ یہ تو زبیدی کو بلیٹ کا سکہ ہے۔ جب وہ اس کے متعلق دریافت حال کرنے ایڈمیرل بین بو سرائے میں گیا تو اوکر کی زبانی معلوم ہوا کہ زبیدی اتوار کو سوا بارہ بجے دوپہر سے لے کر سوموار کی صبح کے ساڑھے دس بجے تک سرائے سے غائب رہا تھا۔ بعدازاں یہ شخص ڈوور آیا۔ اور پولیس کے دفتر میں پہنچکر اس نے وہ سکہ دیکھا جس پر ایک خاص قسم کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس کی بنا پر شناخت کر کے اس نے فوراً کہہ دیا کہ یہ تو وہی سکہ ہے جو زبیدی کو بلیٹ کی گھڑی چین میں لگا رہتا تھا۔ اور چند دن پہلے تک لگا ہوا تھا۔ بلکہ میرے سامنے یہ بھی اس نے کہا تھا کہ جس کنڈی کے ذریعہ یہ سکہ گھڑی کی چین میں لگا ہے وہ گھس کر بہت کمزور ہو گئی ہے۔ گواہ نے یہ سب حالات جو اس کو معلوم تھے پولیس سے بیان کر دیئے۔ اور نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ زبیدی کو بلیٹ اب اپنے بھائی جینیز کے قتل کے الزام میں حاضر عدالت ہے۔ اب میں دو یا تین اور گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

ن گواہوں کی شہادت اب پیش کی گئی۔ انہوں نے صرف معمولی بیانات
جن سے پبلک کو کوئی خاص دلچسپی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن جب آخرکار
ی وکیل مسٹر گرہٹوریکس نے ایک خاص گواہ جیمز کرنچ کو بلوایا۔ تو
بنا اس طرح دم بخود ہو کر بیٹھ گئے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اب ان کی آرا
ن ناٹک کے سٹیج پر ایک غیر معمولی ایکٹر آنے والا ہے۔
جس وقت یہ آدمی جیمز کرنچ گواہوں کے کٹھرہ میں داخل ہوا۔ تو ہم
لیا بہت مسکین شکل وصورت کا۔ معزز اور شریف۔ متوسط العمر
آدمی تھا اور اس کے چہرہ کی متانت ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ سب حال سچ
سچ بیان کرے گا۔ صاف اور ہموار آواز میں اپنا نام بتانے اور یہ کہنے کے
بعد کہ میں نمبر ۵ البرٹ ایڈورڈ بلڈنگز ڈیٹ فورڈ میں رہتا ہوں۔ اور
سگرٹ اور اخبار بیچتا ہوں۔ اس نے بیان کیا۔ کہ ملزم سے میری کم و
بیش عرصہ میں سال کی جان پہچان ہے۔ اور اس عرصہ میں میں
قسمیہ بیان ہر روز ایک بار دوپہر کو ایک مرتبہ رات کو اس کی سرائے
میں جاتا رہا ہوں۔ غرض ہماری بہت پرانی واقفیت ہے۔ اور
ملزم کے کوئی حالات مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس موقعہ پر وہی
پسٹولٹ سکہ کو دکھایا گیا۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ میں اسے اچھی
طرح شناخت کرتا ہوں۔ کیونکہ اس پر ایک جگہ وہ نشان ہے
ہے۔ پیشتر یہ سکہ مسٹر زبیدی کی بلیٹ کی گھڑی چین میں لگا رہتا تھا۔
اور آخری مرتبہ میں نے شکروار کی رات کو اس کی چین پر لگا ہوا
دیکھا تھا۔ یہ میرے سامنے کی بات ہے۔ کہ اس نے ایک شخص سے ذکر
کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اس کی کسی کڑی گھس گئی ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں
کہیں ٹوٹ کر گر نہ جائے۔
ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بیان کیا۔ کہ میں اتوار کی رات

ایڈمیرل بین بوسٹ سرائے میں گیا تھا۔ مگر ملزم اس جگہ موجود نہ تھا۔ اور
جب میں نے اس جگہ کی خادمہ مسز واٹرز سے پوچھا تو معلوم ہوا۔
وہ نہیں چھٹی کرکے گیا ہے۔ بعد ازاں جب میں نے اس سکے کے
متعلق اخباروں میں چھپی ہوئی خبر پڑھی۔ تو میں نے پھر ایک بار
سرائے میں جا کر اس جگہ کے دوسرے نوکر پارلس شارپ سے
گفتگو کی۔ اور اس گفتگو کے سلسلہ میں ہی انجام کار ڈوور
آ کر حکام پولیس سے ملاقات کی۔ اور انہیں اپنی معلومات سے
آگاہ کیا۔

یہاں پر اس گواہ کا بیان ختم ہو گیا۔ اور چونکہ ملزم کے وکیل مسٹر ابراہام
نے بھی اس سے کوئی سوال پوچھنے کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اس لئے اس کو رخصت
کرکے اگلا گواہ طلب ہوا۔ فلپ جان کار جس کا نام تھا۔

چست اور صاف ستھرے لباس کا یہ نوجوان لندن کے ایک
بنک میں ملازمت کرتا۔ اور وہیں رہتا تھا۔ لیکن فی الحال وہ ۱۵ دن کی
تعطیل پر ڈوور آیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا یہی وہ آدمی ہے جسے لسٹڈلیٹ
سکہ پڑا ہوا ملا تھا۔ ان حالات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جن میں
یہ سکہ اس نے پایا تھا۔ گواہ نے اپنے بیان کے سلسلہ میں کہا۔

" جیسا میں پیشتر عرض کر چکا ہوں میں بنک سے چھٹی لے کر یہاں
آیا۔ بدھ کے روز خیال آیا۔ کہ گاڑی پر سوار ہو کر قصبہ تک جاؤں۔
اور واپسی اس راستے سے جو چٹانوں کے اوپر اوپر ہو کر
جاتا ہے۔ ڈوور تک پیدل ہی آؤں۔ چنانچہ میں نے اسی طرح
کیا۔ جب میں اس راہ پر چلتا ہوا۔ خلیج میگڈن کے قریب
پہنچا۔ تو دیکھا پولیس کا ایک سپاہی ایک کام پر متعین ہے
اور کئی آدمی آس پاس کھڑے ہیں وہ آپس میں کسی طرح کے گرکر

ہلاک ہونے کی باتیں کر رہے تھے۔ لیکن میں نے اس جگہ ٹھیرنے کی ضرورت نہ سمجھی ذرا ہی آگے گیا تھا۔ کہ زمین کے اندر کسی قدر دبی ہوئی کوئی چیز چمکتی دکھائی دی۔ میں نے جب اس کو چھڑی سے ہلایا تو معلوم ہوا کوئی سکہ ہے۔ میں نے اس کو اٹھا لیا اور ڈوور پہنچ کر اپنے ایک دوست کو دکھایا۔ اس نے کہا یہ پرانے زمانہ کا سکہ ہے۔ ایسی چیزوں کی پہچان مسٹر واٹرفورڈ اچھی طرح کرتے ہیں۔ میں ان کو دکھانے لے گیا۔ مسٹر واٹرفورڈ نے تھوڑا دیر معائنہ کرنے کے بعد کہا۔ کہ یہ سترہویں صدی کا بنا ہوا ملک ہسپانیہ کا پسٹولٹ سکہ ہے۔ لیکن جب میں نے بتایا۔ کہ یہ مجھے کس جگہ پڑا ہوا ملا تھا۔ تو مسٹر واٹرفورڈ نے مشورہ دیا۔ کہ اسی جگہ کے قریب چونکہ کوبیٹ نام کا ایک آدمی گر کر ہلاک ہوا ہے۔ اور پولیس اس کے متعلق ہر قسم کے سراغ فراہم کر رہی ہے۔ اس لئے آپ یہ سکہ وقت پولیس میں لے جائیں۔ چنانچہ میں نے اسی طرح کیا۔ ایک سوال کے جواب میں گواہ نے بیان کیا۔ کہ سکہ جس وقت مجھ کو پڑا ہوا ملا ہے۔ تو مجھے اس بات کا قطعاً علم نہ تھا۔ کہ جیمز کوبیٹ کی لاش پیدکاروشہ کی تحقیقات ہو چکی ہے! اس کا ذکر پہلی مرتبہ مسٹر واٹرفورڈ نے ہی مجھ سے کیا تھا۔

چونکہ ملزم کے وکیل مسٹر ابراہامز نے اس گواہ سے بھی کوئی سوال پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی اس لئے چارلس شارپ نام کا اگلا گواہ طلب کیا گیا۔ معلوم ہوا یہ شخص ایڈمیرل بین بو سرائے میں شراب بیچنے پر متعین ہے۔ مختلف سوالوں کے جواب میں اس نے بیان کیا۔ کہ میرا مالک زبیدی کوبیٹ پچھلے اتوار کو سوا بارہ بجے کے تھوڑی دیر بعد میرے سامنے

کہیں گیا تھا۔ اور اگلے دن ساڑھے دس بجے کے قریب واپس آیا۔ اس موقعہ پر سرکاری وکیل نے پوچھا کیا یہ بات ممکن ہو سکتی ہے۔ کہ ملزم جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ اتوار کے سوا بارہ بجے سے لے کر سوموار کے ساڑھے دس بجے تک جس کے متعلق تم نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ اس عرصہ میں باہر گیا ہوا تھا۔ مکان پر ہی رہا ہو۔ اور تمہیں اس کا علم نہ ہوا ہو۔ لیکن گواہ نے یقینی لہجہ میں جواب دیا۔ کہ یہ ایک غیر ممکن بات ہے۔ پھر اس سے پوچھا گیا کہ جب زبیدی سوموار کی صبح کو ساڑھے دس بجے واپس آیا۔ تو کیا پیدل آیا تھا۔ یا گاڑی پر سوار ہو کر۔ گواہ نے بیان کیا۔ کہ وہ ایک ٹیکسی پر سوار ہو کر آیا تھا۔ لیکن نہ میں نے اس موٹر کا نمبر دیکھا نہ مجھ کو اس کی کوئی اور کیفیت یاد ہے۔

اس موقعہ پر وہی سگر گواہ کو دکھایا گیا۔ اس نے اس کی شناخت کیا اور کہنے لگا: "یہ مسٹر کولبیٹ کی گھڑی چین پر لگا رہتا تھا۔ اور میں اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ گذشتہ چھ سات سال کے عرصہ میں جو مجھے ان کے ہاں ملازمت کرتے گذرا ہے۔ میں نے یہ سگر ہمیشہ ان کے گھڑی چین کے ساتھ لگا ہوا دیکھا"

گواہ جارلس شارپ جو گٹھیلے بدن کا فربہ اندام آدمی تھا۔ اس عرصہ میں کہ اس نے گواہی دی۔ دوسری طرف کو منہ پھیرے ہوئے رہا۔ جس کا مطلب یہی سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ وہ اپنے مالک کے برخلاف شہادت دیتے ہوئے ہچکچاتا ہے۔ بہر حال جب یہ کراس امتحان ختم ہوا۔ تو چونکہ زبیدی کے وکیل نے اس سے بھی کوئی سوال پوچھنا ضروری نہ سمجھا تھا۔ اس لئے سرکاری وکیل نے اپنے آخری گواہ استغاثہ جان نیلسن کو طلب

کیا جو کرسنی کے جنکشن اسٹیشن پر ریل کے ٹکٹ بیچا کرتا تھا۔ یہ شخص لاغر بدن کا ایک پھرتیلا نوجوان تھا جس کی قہر آلود نظروں کو دیکھ کر جو اس نے زبیدی کے چہرہ پر جما رکھی تھیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس بات کا خواہشمند ہے کہ ملزم کو ہلا تامل پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ وکیل کے سوالات پر اس نے بیان کیا۔ کہ پچھلے سوموار کی صبح کو میں قریباً ساڑھے چھ بجے سے لے کر بکنگ کی ڈیوٹی پر رہا۔ سب سے پہلی ٹرین جو کرسنی سے لندن روانہ ہوتی ہے۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب چلتی ہے۔ میں اس آدمی کو جو کٹہرا میں کھڑا ہے پہچانتا ہوں۔ میں نے اس کے ہاتھ اس ٹرین سے لندن کا ایک ٹکٹ بیچا تھا۔ اور بس یہی ایک ٹکٹ تھا۔ جو میں نے لندن تک کے لئے فروخت کیا۔ وکیل کے اس سوال پر کہ تمہیں اس بات کا کیونکر یقین ہوا کہ وہ ٹکٹ اسی آدمی کے ہاتھ بیچا گیا تھا۔ گواہ نے بیان کیا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس ٹرین سے بہت کم مسافر لندن جاتے ہیں۔ اس لئے صرف برائے نام ٹکٹ فروخت ہوتے ہیں۔ دوسرے میں بکنگ ہال کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ کہ یہ آدمی سٹیشن کے اندر آیا۔ اور کہنے لگا۔ لندن کو گاڑی کس وقت چھوٹتی ہے۔ میں نے اس کو بتا دیا۔ اس پر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چاندی کے بہت سے ملے جلے سکے نکالے اور ان میں سے ایک آدھا پونڈ میرے حوالہ کیا میں نے لندن تک کا ٹکٹ اس کو دے دیا۔ اور وہ اس کو لے کر ایک جانب بنچ پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ اپنی گھڑی چین کو ہلانے اور مسلنے لگا۔ انجام کار اس نے کوئی چیز تو اگر اس سے علیحدہ کی اور ایک کونے میں پھینک دی۔ اس کے بعد میری طرف دیکھ کر

ہنسنے لگا اور بولا "دنیا میں کوئی چیز ہمیشہ قائم نہیں رہتی" اتنے میں گاڑی آگئی اور وہ اس پر سوار ہو کر رخصت ہوا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں اس مقام کی طرف گیا۔ جہاں اس نے کوئی چیز پھینکی تھی۔ دیکھا تو چاندی کا ایک چھوٹا سا حلقہ تھا میں نے بغیر کسی مدعا کے اس کو اٹھا کر واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔"

"یہی وہ چیز ہے"؟ سرکاری وکیل نے اپنے ہاتھ میں کچھ دکھاتے ہوئے گواہ سے پوچھا۔

"جی بیشک یہی ہے"

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے گواہ نے کہا کہ "میں نے بدھوار کی رات تک اس واقعہ کو کسی طرح کی اہمیت نہ دی تھی لیکن اس روز جب میں شام کا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اور اس میں کارونر کی تحقیقات اور ریٹولٹ سکہ کی دستیابی کا حال نظر آیا تو میں نے سوچا ممکن ہے۔ اس آدمی کا جس نے یہ گھڑی نکال کر پھینکی اور جو لنڈن روانہ ہوا تھا۔ اس واقعہ سے کوئی تعلق ہو لیکن میں نے اس کی اطلاع پولیس کو دیدی۔ رہ گئی اس آدمی کی شناخت تو میں اپنے حلف کو پاک کر کے پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ملزم ہی وہ آدمی ہے جس نے پچھلے سوموار کی صبح کو ساڑھے چھ بجے کی گاڑی پر چلنے کے لئے کرسنی سے لنڈن تک کا ٹکٹ مجھ سے خریدا تھا۔

یہاں پر اس دن کی کارروائی ختم ہو گئی اور سرکاری وکیل مسٹر گرینڈ ناکس نے مزید شہادتیں پیش کرنے کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد پولیس کے سپاہی ڈیبڈی کو بلیٹ کو جس کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا، اپنی حراست میں کسی طرف کو لے گئے اور تماشائیوں کا ہجوم بھی منتشر ہونے لگا۔

اس عرصہ میں مسٹر مارٹ نگٹن کا چہرہ غایت درجہ پُرسکون رہا
لیکن اب جو میں کوئی بات ان سے کہنے کے لئے مڑا۔ اور انہوں
اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ زور زور سے
ہنس رہے ہیں ان کی نگاہ کا پیچھا کرکے یہ بھی میں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک
مقام کی طرف گھورتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس مقام

....

مگر آپ باور کریں گے۔ کہ اس جگہ ہماری بعید تر امیدوں
کے خلاف بے داغ اور بے عیب لباس پہنے ہوئے ڈی لانڈا خلق
مجسم بنا ہوا پولیس کے ایک سپاہی سے ہنس ہنس کر باتیں کر
رہا تھا۔

باب ۔ ۱۴

خوفناک الزام

کیپٹن ڈین اس اثنا میں کمیلا سے کچھ گفتگو کر رہا تھا ۔ اب جو اس نے دفعتاً مسٹر ہارٹنگٹن کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو میرے شانہ کو چھو کر دبی آواز میں کہنے لگے۔

"کیوں کیا ہوا ۔ اور آپ کی یہ بدلی ہوئی حالت کیا معنی رکھتی ہے؟"

میں نے اس کی توجہ کمرہ عدالت کے دور افتادہ کونے کی طرف دلائی اور کہا "وہ دیکھئے ڈی لانڈ کھڑا ہے ۔ وہی جو پولیس کے ایک سپاہی سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے ۔ خدا کے لئے مسٹر کیپٹن ڈین اس جگہ سے رخصت ہونے کی جلدی کیجئے ۔ اور مسٹر ہارٹنگٹن کو ہوٹل میں پہنچا دیجئے ۔ ان کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ... یا بہتر ہے آپ کمیلا کو ساتھ لے کر باہر چلیں ۔ اور کوئی چیز ... خواہ ٹیکسی یا کرایہ کی گاڑی ہی حاصل کر کے اسے روکیں ۔ میں انہیں ساتھ لے کر آتا ہوں۔"

مسٹر ہارٹنگٹن کی حالت اس وقت کسی سنگی مجسمہ سے ملتی جلتی تھی۔

آنکھیں پتھرا سی گئی ہوئی، چہرہ بے رنگ۔ اور گو وہ واقعات کے حالات سے
بالکل بے خبر معلوم ہوتے تھے۔ ان کے کھلے ہوئے ہونٹ اور ان کا ہلتا ہوا
چھاتی ظاہر کر رہی تھی کہ ان کے دل کو کوئی بھاری صدمہ پہنچا ہے۔
چند آدمی تماشائی ریسٹورنٹ کے دروازے پر۔ یا نیندوں کے خمار جو ابھی تک
سے اپنا خالی کر رہے تھے وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حیرت آمیز نظروں
سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گویا ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ
ان کو کیا ہوا۔

کیبل اور کینیڈی کے چلے جانے کے بعد میں نے مسٹر ہارشنگٹن کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "آیئے چلیں۔ کیبل باہر کھڑی انتظار
کر رہی ہے"

انہوں نے ایک گہرا سانس لیا۔ اور کسی ایسے آدمی کی طرح جس کی
اپنی قوت ارادی بالکل مسلوب ہو چکی ہو میرے ساتھ چلنے لگے
لیکن دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی انہوں نے مجھ سے کہا۔

"ڈاکٹر تم نے اسے دیکھا؟"

"کیا ڈاکٹر لانڈا کو؟ ۔۔۔ جی ہاں میں نے دیکھا تھا" میں نے سرسری لہجہ میں
جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "لیکن تعجب کی کوئی بات نہیں
مجھ کو معلوم تھا کہ وہ یہیں آس پاس ٹھہرا ہوا ہے"

مسٹر ہارشنگٹن چلتے چلتے رک گئے اور حیرت سے مجھ کو سر سے پاؤں
تک دیکھنے کے بعد کہنے لگے۔

"کیا تم کو معلوم تھا کہ وہ ان نواحات میں مقیم ہے؟ آہ اگر
ایسا ہوتا تو میں تم سے پہلے ہی سمجھ جا سکتے ہیں کہ وہ مجھ کو نگاہ میں
رکھتا رہا ہے۔ آہ میرے خدا کیا مصیبت ہے کہ میں ہر
وقت اس آدمی سے خوف زدہ رہنے پر مجبور ہوں"

"چلیئے آپ کو ہوٹل لے چلیں" میں نے ان کا بازو کھینچتے ہوئے کہا "ڈی لانڈا پر لعنت بھیجئے۔ اور اطمینان رکھیئے آپ کے لئے ان سے خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں"

"افسوس تم یہ اس لئے کہتے ہو کہ اصلی حقیقت سے واقف نہیں ہو" انہوں نے پھر ایک مرتبہ آہ بھر کر کہا "لیکن خیر ہمیں ہوٹل چلنا چاہیئے"

ہوٹل میں پہنچ کر کمرہ کے اندر بیٹھنے کے وقت تک ہمارے درمیان پھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ البتہ اس جگہ جانے کے بعد میں نے موقعہ پاکر کیپٹن ڈین کو علیحدہ کر لیا۔ اور دبی آواز میں اس سے کہا۔

"تمہیں معلوم کیا بات ہے۔ کیوں وہ اس آدمی ڈی لانڈا سے اتنا سہم کرتے ہیں؟"

کیپٹن ڈین آرام سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد کہنے لگا "کہ میں تو خیال کرتا ہوں آج جو عجیب و حیرت انگیز واقعات دیکھنے میں آئے ہیں۔ یہ صرف ان کا مراجعانہ اثر ہے جو مسٹر ہارسٹنگٹن کے اضطراب اور چہرہ کی زردی میں نمایاں ہے۔ کیوں نہ کسی ڈاکٹر کو بلاکر اس سے مشورہ لیا جائے؟"

"ڈاکٹر کی حاجت نہیں" میں نے تلخ لہجہ میں جواب دیا "میں نے ان کے پینے کو تھوڑی سی تیز برانڈی منگائی ہے۔ اس سے زیادہ میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں۔ کاش کوئی خدا کا بندہ اس نابکار ڈی لانڈا کو اٹھا کر کسی اونچی چٹان سے نیچے گرا دے۔ میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ جس جگہ آج زبیدی کو کھڑا دیکھا ہے۔ وہاں ڈی لانڈا کو کھڑا دیکھوں

گا"

"جبر کوئی بات نہیں ڈی لانڈا سے بھی عنقریب بھگت لیں گے
کینرڈین نے جواب دیا" وہ دیکھئے نوکر برانڈی لے کر آ گیا۔ ذرا کافی
مقدار میں دیجئے۔ اور تیز کیونکہ میں ان سے چند ایک باتیں کیا
چاہتا ہوں۔ خواہ وہ اپنے آپ پر جبر کر کے بتائیں۔ یا خوشی سے
میں اس معاملہ کی حقیقت ضرور آج ان کی زبانی سن کر چھوڑوں
گا"

لیکن مسٹر ماہ شنگٹن کی حالت عجیب تھی طبیعت سنبھل جانے
کے باوجود نہ وہ میری سنتے تھے۔ نہ کینرڈین نہ کمیلا کی۔ بس یہ
ایک دھن ان کو لگی تھی۔ کہ اب چونکہ زبیدی کو بلٹ کی گرفتاری
سے وہ شک، جو ان کی ذات پر کیا گیا تھا۔ دور ہو چکا ہے اس
لئے ہم دونوں کی شادی فوراً ہو جانی چاہیئے۔ اسی ایک بات پر وہ
رہ رہ کر زور دیئے جاتے تھے۔

ہمارے زیادہ اصرار پر وہ کہنے لگے" ڈیر ہم کیا تم نہیں دیکھ
سکتے ہو یہ آدمی ڈی لانڈا بلائے بے درماں کی طرح میرے
پیچھے پڑا ہے۔ میں اس کا بہترین تصفیہ اسی صورت میں
کر سکتا ہوں۔ کہ تم دونوں کی شادی کی رسم ادا ہو جائے
اس لئے میرا کہا مانو۔ اور شادی ہو جانے دو۔ اسی میں ہم سب کی
بھلائی ہے"

میں نے کمیلا کی طرف دیکھا اور کمیلا نے میری طرف۔ انجام کار ایک
دوسرے کے دلی خیالات سے واقف ہونے کے بعد میں نے دونوں کی
ترجمانی کرتے ہوئے کہا" صاحب آپکی خوشنودی مزاج کے لئے ہم
سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بہتر تو یہی ہوتا۔ کہ ہم اس وقت تک

انتظار کرتے ..."

لیکن مسٹر مارشنگٹن نے داہنا ہاتھ آگے نکال کر اس طرح حرکت کی گویا کسی نادیدہ رکاوٹ کو ایک طرف ہٹانا چاہتے ہیں۔ پھر بولے "نہیں جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح ہونے دو۔ انتظار کی حاجت نہیں۔ اور نہ ہم زیادہ انتظار کر سکتے ہیں۔ تمہارے پاس لاٹ پادری کا دیا ہوا لائسنس شادی موجود ہے میرا دوست مسٹر گورنگ جس کے مکان پر کمیلا ٹھیری تھی۔ اس جگہ کے ہر ایک پادری سے واقف ہے۔ اس لئے سب کام منٹوں میں ہو جائے گا۔ کنیر ڈین میرے دوست مسٹر گورنگ کو جانتے ہو وہ بھی تمہاری طرح وکیل ہے۔ اس سے مل کر جس طرح مناسب سمجھو بات کا تصفیہ کر لو۔ بہر صورت شادی کی رسم بلا تاخیر ادا ہو جانی چاہیئے۔ تبھی میرے دل کو چین آئے گا۔ جاؤ جس طرح میں کہتا ہوں کرو۔"

کنیر ڈین نے انداز تامل سے ہیٹ اٹھالی اور ہمارے پاس آکر کہنے لگا: "کہیئے آپ لوگ آمادہ ہیں؟"

"مجبوری ہے۔" میں نے جواب دیا "مسٹر مارشنگٹن کا حکم ماننا ہمارا فرض ہے۔" اور اس میں کمیلا نے بھی میری تائید کی۔

"اچھا میں گورنگ کے مکان پر جاتا ہوں۔" کنیر ڈین نے آخر کار کہا "وہاں سے آپ لوگوں کو ٹیلیفون کر دوں گا۔" پھر مسٹر مارشنگٹن کی طرف مڑ کر جو اپنی عادت کے مطابق پھر ایک بار کمرہ میں ٹہلنے لگے تھے اس نے کہا "میں کوشش کروں گا کہ یہ کام جلد از جلد ہو جائے۔"

مسٹر کنیر ڈین کا جواب آدھ گھنٹے سے پہلے نہ آسکا۔ یہ آدھ گھنٹہ کا عرصہ۔ حالات کی موجودہ کشیدگی میں ہمارے لئے صدیوں کے برابر لمبا

ثابت ہوا۔ ہم تینوں میں مسٹر مارشنگٹن اور کمیلا اپنی اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے تھے صرف ایک موقعہ پر جب کمیلا کسی کام سے کمرہ کے باہر گئی تو مسٹر مارشنگٹن نے مجھ سے کہا۔

"میرے عزیز بات ہرچند عجیب و پر اسرار نظر آتی ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ تم کسی حال میں میری نیت پر شک نہ کرو گے۔ اگر مجھ کو پورا یقین نہ ہوتا۔ کہ تم دونو ایک دوسرے کے فدائی ہو تو خدا بہتر جانتا ہے۔ ہرگز اتنا زور نہ دیتا۔ اس کے علاوہ شادی کی رسم ادا ہوتے ہی میں سب حالات تم سے بیان کر سکوں گا ۔۔۔"

"خیر کوئی بات نہیں" میں نے ٹالتے ہوئے کہا "سب سے زیادہ فکر تو ہمیں آپ کے لئے ہے ۔۔۔"

عین اس موقعہ پر ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی سنائی دی اور کینرڈ بین نے دوسری جانب سے کہا۔

"دیکھئے انتظام مکمل ہو گیا۔ میں خود اور مسٹر گوڈنگس کی ایک لڑکی عنقریب آپ سے سینٹ اوسٹھ کے گرجا میں ملیں گے۔ وہیں آ جانا۔ بہتر ہے اپنا شادی کا لائسنس اور انگشتری یہ دو چیزیں یاد سے لے آنا"

میں نے کمرہ نشست میں واپس جا کر جب اس کی اطلاع مسٹر مارشنگٹن کو دی تو ایک نیا رجحان اور دیکھنے میں آیا۔ یعنی معلوم ہوا کہ وہ ہمارے ساتھ گرجا تک نہ جائیں گے۔ اب ان کی حالت اتنی سنبھلی ہوئی اور وہ اس قدر صحتمند اور توانا نظر آتے تھے کہ ان کا یہ فیصلہ سن کر مجھے سخت تعجب ہوا۔

مسٹر مارشنگٹن نے اپنے دونوں ہاتھ میرے اور کمیلا کے شانوں پر رکھ دیئے اور کہا "عزیزو خدا تمہیں برکت دے میری

بہترین دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ گرجا میں تمہارے دوست
اور بھی خواہ موجود ہیں۔ ان کے سامنے سب کام جلد از جلد ہو
جائے گا۔ تمہاری واپسی تک میں اسی جگہ آرام کرنا چاہتا ہوں کنبرڈبین
کچھ ضروری چیزیں ساتھ لیتے آنا۔"

جس وقت میں اور کمیلا ہوٹل سے رخصت ہوئے۔ تو میں یقین
کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دیکھنے والوں میں سے کسی کے دل
میں یہ گمان ہرگز پیدا نہ ہو سکتا تھا کہ دو نوجوان شادی کرنے جا رہے
ہیں۔ بہرحال ایک بار فیصلہ ہو جانے پر سب کام جلدی ہی ختم ہو گیا
تھا کہ آدھ گھنٹے کے اندر اندر میں اور کمیلا شوہر اور بیوی کا درجہ
حاصل کر کے ایک نئی دنیا میں داخل ہو گئے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ
رسم ادا ہو چکنے پر بھی ہم فرط حیرت کی وجہ سے بد حواسی کی حالت
میں کھڑے تھے۔ دوست مبارکبادیں دیتے اور مصافحہ کے لئے
ہاتھ آگے بڑھاتے تھے۔ لیکن ہمیں یہ سب کچھ خواب کی مانند نظر
آتا تھا۔

اس موقعہ پر ایک عجیب بات اور دیکھی گئی۔ یعنی شادی ہو
چکنے کے تھوڑی دیر بعد کنبرڈبین ہمیں گرجا کے اندر ہی ایک علیحدہ
مقام پر لے گیا۔ اس نے اپنی اندرونی جیب سے دو چھوٹے ہوئے
لفافے نکالے۔ اور ایک مجھ کو اور دوسرا کمیلا کو دیتے ہوئے
ہنس کر کہنے لگا۔ "میں اب تمہارے فرشتہ کا فرض ادا کرتا ہوں۔
میرے اور مسٹر مارسٹنگٹن کے درمیان پچھلے دوشنبہ کے روز
سے یہ بات طے پا چکی تھی۔ کہ شادی کی رسم ادا ہوتے ہی یہ چیز
آپ لوگوں کو دے دوں۔ فی الحال ان لفافوں کو کھولنے کی ضرورت
نہیں مختصر یہ کہ تم انہیں مسٹر مارسٹنگٹن کا تحفہ شادی سمجھ سکتے ہو یا اگر

اس سے تمہارا اطمینان نہ ہو۔ تو جان لو کہ اب مسٹر اور مسز ڈرہم بننے کے بعد تم دونو قریباً چار لاکھ پونڈ دولت کے مالک ہو۔۔۔ بس اب آؤ ہوٹل کو چلیں؟

جب ہم تینوں موٹر پر سوار ہو کر ہوٹل کی طرف چلے۔ تو گو میں اور کمیلا ہر طرح شاداں و مسرور تھے اور کینرڈین جھکا ہوا نظر آتا تھا۔ تاہم یہ امر واقعہ کہ مستقبل کی دھند میں ہمیں کچھ اس قسم کے طوفانی بادل دکھائی دیتے تھے۔ جن کی موجودگی کسی طرح باعث اطمینان ثابت نہ ہو سکتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ عنقریب ظہور میں آنے والا ہے۔ اور اس کی تصدیق ہوٹل میں پہنچنے کے بعد ہو بھی گئی۔

چنانچہ جس وقت آگے میں پیچھے کمیلا اور سب کے بعد کینرڈین ہم تینوں اس ترتیب سے کمرہ میں داخل ہوئے اور کینرڈین نے اندر آنے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ تو جو کچھ ہم کو نظر آیا۔ وہ ہر ایک کے منہ سے کلمہ حیرت نکالنے کے لئے کافی تھا۔ کیا دیکھتے ہیں مسٹر مارشگمن وسطی میز کے پاس دونوں بازو چھاتی پر لپیٹے ہوئے۔ چہرہ پر افسردگی اور پریشانی کے آثار۔ گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔ سامنے قلم دوات اور چک بک کھلی پڑی ہے اور ایک چک کی خانہ پری کر کے اُسے یوں ایک طرف رکھا ہوا ہے۔ گویا کسی نے لاپروائی سے اس کو وہاں ڈال دیا ہو۔

اور ان کے عین بالمقابل آتشدان کے قریب بے عیب لباس پہنے ہمیشہ کی طرح ساکن و ساکت لیکن فی الحال اپنے چہرہ پر تمکنت اور نفرت کے آثار لئے ڈی لانڈا کھڑا تھا۔ جس نے ہم کو دیکھ صرف ایک انگلی کو جنبش دے کر ہر ایک کو سلام کیا۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی صرف دھندلی سی یاد میرے ذہن میں باقی ہے۔ میرے منہ سے اس مردِ سیاہ کار کے حق میں ایک کلمۂ ناخوشگوار نکلا اور میں جوشِ بے اختیاری سے اس کی طرف آگے کو بڑھا۔ لیکن اس موقعہ پر کینیر ڈین نے جو کسرتی بدن رکھتا تھا۔ میری کمر میں ہاتھ ڈال کر مضبوطی سے مجھے پکڑا اور روک لیا۔ جس کے بعد مسٹر مارشنگٹن نے بے لبسی کا اشارہ کرتے ہوئے پژمردہ آواز میں صرف اتنا کہا۔

"جوش و خروش لاحاصل ہے۔ یہ آدمی جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کہہ لینے دو۔

ڈی لانڈا قہقہہ مار کر ہنسا اس وقت میں نے پھر ایک بار کینیر ڈین کے قابو سے نکلنے کی پُرزور کوشش کی۔ مگر اس کے بازوؤں میں کسی دیو کی طاقت موجود تھی۔ انتہائی زور لگانے پر بھی میں اس کی گرفت سے نہ نکل سکا۔

"جی بے شک۔ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ جو کچھ مجھے کہنا تھا۔ کہہ ڈالوں۔ میرے عزیز دوست مارشنگٹن آپ نے بہت دور کی بات سوچی کہ ان کی شادی کر کے اپنی دولت انہیں دیدی۔ تاکہ میں آئندہ آپ سے کچھ نہ لے سکوں۔ نہ ہوگا۔ بانس۔ نہ بجے گی بانسری کیوں؟ یہی ترکیب آپ نے سوچی نا؟ اسی لئے اپنی ساری دولت ان کے نام کر دی۔ اور مجھ سے جو دائمی سمجھوتہ کرنا تھا۔ اس کے لئے یہ پانچ ہزار پونڈ کا چیک... بھیک منگوں کا دان کافی سمجھا خیر آپ جانیں۔ اور آپ کا کام اپنی طرف سے بس اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس راز کی خاطر آپ مجھ کو دیتے ہوئے ہچکچاتے ہیں تو غالباً یہ دونوں جنہیں میں ان کی شادی

پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ ایسا نہ کریں گے۔ اپنی بہتری اور
آپ کی سلامتی کے لئے ان کو میرے ساتھ اس قسم کا سمجھوتہ
کرنے سے دریغ نہ ہوگا۔ جو آپ نہ کرسکے۔ اور اب سنئیے۔ آپ بھی
مسٹر ڈرہم اور آپ مسٹر ڈرہم" اس نے خصوصیت سے کمیلا کو متوجہ
کرکے کہا "یہ شخص" اس نے بدنصیب مسٹر مارشنگٹن کی طرف
جو میز کے پاس تصویر پاس بنے بیٹھے تھے۔ انگلی کا اشارہ کیا
"یہ وہ آدمی ہے جس نے آپ کے باپ کو جان سے مارا تھا۔

باب ۱۵

داستان کہن

میں پیشہ ور مصنف نہیں ہوں۔ اس لیئے نہیں جانتا۔ کہ داستان کے اتار چڑھاؤ کا حال لفظی تصویروں کی صورت میں کیونکر موزونیت کے ساتھ پیش کرنا چاہیئے۔ بہر حال اس کے بعد جو کچھ ہوا میں عام فہم پیرایہ میں اس طرح بیان کر سکتا ہوں۔ کہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا۔ میرے اور کنیر ڈین کے درمیان کشتی کا مقابلہ ہونے لگا ہے۔ ڈومی لانڈا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو سن کر ایک سرخ رنگ کی دھند میری نظروں کے سامنے پھیل گئی تھی۔ اور ایسا ہی جی چاہتا تھا۔ کہ کنیر ڈین سے چھوٹ کر اس سفاک ناخن سے اس کی گردن مروڑ دوں۔ لیکن بدقسمتی سے کنیر ڈین کی شہ زوری آگے قدم بڑھانے کا موقعہ نہ دیتی تھی۔ غصے میں بپھرے ہوئے شیر کی طرح میں کنیر ڈین کی طرف مڑا اور اس سے یوں گتھم گتھا ہو گیا۔ جس طرح دو کھلاڑی فٹ بال پیچ میں ہو جاتے ہیں اس کے بعد اتنا ہی یاد ہے۔ کہ میں نے اپنے آپ کو کونے میں پڑا ہی

ہوئی ایک کرسی پر بے بسی کی حالت میں بیٹھا پایا۔ اور دیکھا۔ کہ گیبرڈین نے ایک ہاتھ سے میرے کوٹ کی آستین مضبوط پکڑی ہوئی تھی۔ اور دوسرے ہاتھ کا مکا بنا کر میرے منہ کے سامنے یوں یوں ہلا رہا تھا

"تم سچ مچ دیوانے ہوئے ہو" اس نے غراتے ہوئے کہا "خدا کے لئے سنبھلو۔ اور اپنے جوش کو روکو۔ ورنہ تمہاری یہ نکٹائی اتار کر اسی سے مشکیں باندھ دینی پڑیں گی۔ کیا تم اتنا نہیں جانتے۔ کہ یہ وقت ہر ایک سوال پر اطمینان سے غور کرنے کا ہے۔ جوش و خروش کیحالت میں بنی ہوئی بات کو بگاڑنے کا نہیں"

"گیبرڈین میں التجا کرتا ہوں۔ ایک بار تھوڑی سی دیر کے لئے مجھ کو چھوڑ دو۔ میں اس نا ہنجار کو اس کی باتوں کا مزہ چکھاتا ہوں میں نے پھر جدو جہد کرتے ہوئے کہا" آخر میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔ کہ تم مجھے اس طرح روکنے کی کوشش کرتے ہو"

جواب میں گیبرڈین نے مجھے اس طرح زور سے جھنجھوڑا اور یوں آگے پیچھے ہلایا۔ کہ مجھے اپنے دانت بجتے سنائی دینے لگے ساتھ ہی اس نے کہا۔

"میں تم کو بڑی ذی فہم خیال کرتا تھا لیکن افسوس تم بالکل پاگل پن کا ثبوت دے رہے ہو۔ ذرا اپنے آپ کو سنبھالو اور ... دیکھو ... اس طرف دیکھو!"

میں نے اس کے سر کا اشارہ پا کر اس مقام کی طرف دیکھا جہاں ہارسٹنگٹن حیرت و یاس کے عالم میں کرسی پر گردن جھکائے بیٹھے تھے۔ اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ کہ کمیلا ان کے قدموں میں دوزانو اپنے بازو ان کی ٹانگوں کے گرد ڈالے

اپنا خوشنما سر ان کے ساتھ لگائے اس انداز سے بیٹھی ہے گویا دنیا کی کوئی طاقت دونوں کو جدا نہیں کر سکتی وہ دبے لفظوں میں اپنے ماموں سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اس کے ماموں مسٹر مارشنگٹن کے چہرہ پر بہنے لگے تھے۔

"کمیلا" انھوں نے لرزتی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔ "مجھے ہرگز امید نہ تھی۔ کہ تم مجھ سے اتنا پر محبت سلوک کرو گی۔ ڈرتا تھا شاید تم مجھ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔ اور مجھ سے نفرت کرنے لگو۔"

"نفرت۔ آپ سے! میرے خدا کبھی نہیں" کمیلا نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "آپ نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح پالا ہے۔ اور میں آپ ہی کو سب کچھ سمجھتی ہوں۔"

اس وقت تک کیرڈین نے مجھ کو مضبوط پکڑا ہوا تھا لیکن آب میرے یہ کہنے پر کہ میں اپنی جگہ سے نہ ہلوں گا۔ اس نے اپنی گرفت ہٹا لی۔ اور میں نے اس کی توجہ ڈی لانڈا کی طرف دلاتے ہوئے کہا۔ "ذرا اس ڈاکو مہاراج کی طرف دیکھنا!"

وہیں اپنی جگہ پہ کھڑا وہ حیرت آمیز نظروں سے اس عجیب نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا حال اوپر میں نے قلمبند کیا ہے۔ اس کا چہرہ گو اب بھی پُرسکون تھا تاہم بے چینی کی دبی ہوئی جھلک اس کی نگاہ میں پائی جاتی تھی صاف دکھائی دیتا تھا۔ کہ اس اپنے اندازہ میں بھاری غلطی ہوئی ہے۔ وہ کچھ اور دیکھنے کی توقع رکھتا تھا۔ اور یہاں اس کے بالکل ہی برعکس ظہور میں آنے لگا تھا۔ اس کے نزدیک یہ ایک حد درجے عجیب اور بعید از فہم بات تھی۔ کہ کمیلا اس آدمی کے پیروں

میں سمجھی جاتی ہے۔ جس کی نسبت وہ بتلا کہہ چکا تھا۔ کہ اس کے باپ کا
قاتل ہے کینیڈ برین کا طرز عمل بھی اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اور وہ حیران
ہو رہا تھا۔ آدمی ہونے سے رہ گیا ہے۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر اور
ان کی حیثیت کو سمجھنے کے ناقابل رہ کر یاس کی جھلک اس کے چہرہ پر
پیدا ہونے لگی تھی۔

لیکن ڈی لانڈا ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ اپنے مطالبات سے یا معافی
دست بردار ہو جا۔ چنانچہ فوراً ہی عجیب طرح کا تمسخر آمیز تبسم پیدا
کرکے اس نے کہنا شروع کیا۔

سچ ہے ہر ملکے و ہر رسمے۔ میرے وطن میں اگر کسی شخص کو معلوم
ہو کہ دوسرے نے اس کے باپ یا ماں کو ہلاک کیا ہے تو وہ تب تک
چین نہ لے حتی کہ اس کا بدلہ اس سے نہ لے چکے۔ لیکن اس ملک کی
حالت عجیب ہے۔ لڑکی اپنے باپ کے قاتل سے بیاہی ہوئی ہے۔
گویا دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اس کو عزیز نہیں۔ سچ سچ انگریز
قوم عجیب ہے"

خیال ہے ان لفظوں کو سن کر میں نے پھر ایک مرتبہ اپنی جگہ سے
اٹھنے کی کوشش کی ہوگی۔ کیونکہ کینیڈ برین مجھ سے میرے کانوں
میں کہنے لگا۔

وڈرہم آدمی بنو۔ یہ شخص تو چاہتا ہے اس کی بکواس سے معاملہ
گذشتہ دنوں تک پہنچے لیکن ہمکو سمجھدار بننا چاہیئے۔ جہاں تک معاملات
کا تعلق ہے۔ ہمیں اس کی طرف سے کوئی فکر نہیں۔ لیکن میں ڈرتا
ہوں۔ کہ اس سے آگے معاملہ پستول کی گولیوں تک نہ پہنچے۔ اس
لئے ہوشیار رہو اور آنکھیں کھلی رکھ کر بیٹھو۔ اس کمرہ کے دو دروازے
ہیں۔ اور ایک کو میں نے بند اور مقفل کر دیا ہے۔ اب ہمکو چاہیئے۔ دوسرے

پر نظر رکھو۔ اور گفتگو کا فرض میرے ذمہ چھوڑ دو۔" پھر ڈی لانڈا کی طرف مڑ
کر اس نے اونچی مگر ہموار آواز سے کہنا شروع کیا۔ "جناب! اب مجھ سے
بات چیت کیجئے۔ رچرڈ کینیڈین میرا نام ہے۔ [illegible] میں مسٹر مارشنگٹن کا [illegible]
ہوں فی الحال مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ مسٹر مارشنگٹن کے بالمقابل [illegible] آئے
ہیں یا بر دوستی تشریف آئے ہیں۔ لیکن ظن غالب یہی ہے کہ آپ [illegible]
[illegible] مسٹر مارشنگٹن کی صحت [illegible] نہیں اس لئے جو آپ
[illegible] مجھ سے بیان کیجئے [illegible] آپ نے [illegible]
سنگین الزام لگایا تھا۔ [illegible] ان لفظوں کو [illegible] دیکھئے۔
اور [illegible] آپ [illegible] کی موجودگی میں [illegible]

ڈی لانڈا نے کینیڈین کے سرخ اور چوڑے چہرے [illegible]
ان کو [illegible] دیکھا۔ بظاہر وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا
[illegible] کے لفظوں کا کیا مطلب ہے اس لئے [illegible]
[illegible] اپنا سر ہلایا۔ اس کے بعد کہنے لگا۔

"آپ خواہ کوئی ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ [illegible] سچ اور [illegible]
سچ بولنا چاہتا ہوں۔ [illegible]
اس خاتون یعنی موجودہ مسز ورتھم کے باپ کو ہلاک کر دیا تھا۔ [illegible] ایک
ایسی بات ہے جس کو میں ڈی لانڈا ہر وقت ثابت کر کے دکھا سکتا ہوں
[illegible] میں نے اس راز کو صرف اس لئے چھپا کر رکھا کہ یہ آدمی
[illegible] ویسا کرنے کی [illegible] کرتا تھا۔ اور اس نے [illegible]
مجھے میری خاموشی کی قیمت [illegible]
[illegible] آپ کو اختیار ہے [illegible]
[illegible]
اس کو بلیک میل کہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا بلیک میل کیا چیز ہے

میں ایک آدمی کی خدمت بجا لاتا ہوں۔ وہ اس کے عوض مجھ کو نقد روپیہ دیتا
ہے۔ آپ اس کو بلیک میل کہہ لیں یا وائیٹ میل۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔
لیکن اب پچھلے چار سال اس نے مجھ کو روپیہ دینا بند کر دیا ہے۔ اور کہنے
لگا کہ میں نے اس لڑکی کے باپ کو ہلاک کر کے اس غریب کو چونکہ ہر طرح
کی نعمتوں سے محروم کیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ اس کے لئے بھی
کچھ جمع کر کے دوں چنانچہ اس بہانہ سے اب اس نے اپنی ساری دولت
اس کے حوالہ کر دی ہے اپنے پاس صرف تھوڑا سا گذارہ رکھا ہے۔ اور
مجھ ڈی لانڈا کو جس نے ہمیشہ اس معاون اور مددگار رہ کر اس کو
قانون کی گرفت سے بچایا وہ صرف پانچ ہزار پونڈ کی یہ حقیر رقم دے کر
رخصت کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس کا نام انگریزی زبان میں دیانت اور
ایمانداری ہے! میں اس سلوک کو بیحد افسوسناک اور شرمناک
خیال کرتا ہوں"۔

"واہ بیٹے تیری اس لاف و گزاف کے کیا کہنے"! کینرڈین نے دبی
آواز میں مجھ کو سنا کر کہا۔" دیکھو لوکس متانت سے اپنا دعوے پیش
کرتا ہے"! پھر ہنٹ پانی کی طرف مڑ کر اس نے کہا "ہاں بخیر ڈی لانڈا
اب گویا آپ کو اس بات کی شکایت ہے کہ مسٹر مارشنگٹن نے آپ
سے اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ ناشکرا پن برتا ہے کیوں"؟

”ناشکراپن... میں کہتا ہوں۔ اس سے زیادہ قابل نفرت سلوک جو اس نے مجھ سے کیا ہے کبھی دیکھنے میں نہ آیا ہوگا؟“ ڈی لانڈا نے زوردار لفظوں میں کہا۔ ”غور کیجیے۔ آپ وکیل ہیں میں اپنے منہ سے صرف ایک لفظ کہہ کر اس آدمی کے لئے کتنی مصیبت پیدا کرسکتا تھا... اس کے لئے جو مسٹر جیمز ہیٹین کا قاتل ہے ... لیکن کیا ہوا میں کہتا ہوں ابھی جھگڑا ہی کیا ہے؟“

”کیا نہیں بگڑا اسپنیر؟“

”سنئے میں سادہ لوح یا انجان نہیں ہوں“ ڈی لانڈا نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کے انگلستان میں قانون ایسی باتوں کے متعلق کیا چاہتا ہے۔ اور کیا کہتا ہے ذرا دیکھتے جائیے۔ میں بھی جا کر پولیس میں رپٹ لکھواتا ہوں۔ پھر ان میاں کا دماغ ہوش آجائے گا۔ لیکن میں اگر ایسا کرنے سے باز رہوں تو اس کی وجہ میری شرافت ہے۔ میں نہیں چاہتا کسی کے خاندان کی نیک نامی پر حرف آئے۔ آپ کے ہاں انگریزی میں وہ کیا مثل مشہور ہے کہ کسی خاندان کے استخوانی پنجر الماریوں میں بند ہی اچھے ہیں۔ اگر اس شخص نے میرا حق نہیں مانا اور مجھے دھکا دے کر اپنی دولت مسٹر اور مسز ڈرہم کے حوالہ کردی ہے تو کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ اس کی اور اپنی نیکنامی کے خیال سے میرے حقوق کو فراموش نہ کریں۔ میں کسی سے بگاڑ پیدا کرنا نہیں چاہتا صرف اپنا جائز مطالبہ پورا کرنا چاہتا ہوں اگر ایسا ہوجائے تو میں اب بھی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔ کہ پچھلے سال بیشتر گرمیوں کے موسم میں دورا فتادہ مارے ارجنٹائین میں ایک دن کیا بھیانک واقعہ پیش آیا تھا؟“

ڈی لانڈا کی باتوں سے میں نے اندازہ کیا کہ گو ذرا سی دیر پہلے وہ کچھ گھبرا اور سٹپٹا گیا تھا تاہم اب دوبارہ یقین اور اعتماد حاصل کررہا ہے۔ اس کو محسوس ہونے لگا تھا کہ بات اب بھی نہیں بگڑی اور وہ کچھ میں یا... سے

نہیں لے سکا وہ اس نوجوان جوڑے سے بآسانی حاصل کر سکوں گا۔ کینیر ڈین نے ایک بار مارشنگٹن کی طرف دیکھا۔ کمیلا اب تک ان کے پاس بیٹھی دبی آواز میں باتیں کر رہی تھی۔ مجھ کو آنکھ کا اشارہ کر کے کینیرڈین نے پھر ایک مرتبہ ڈی لانڈا کا جی بہلانا شروع کیا۔

"دیکھئے مسٹر ڈی لانڈا جو حالات آپنے بیان کئے ہیں" اس نے نرم لہجہ میں کہا "وہ بلاشبہ صحیح ہو گئے لیکن سوال کا ایک اور پہلو غور طلب باقی ہے آپ نے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ کہ مسٹر اور مسنر ڈرہم اپنی خاندانی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے آپ کا حق خدمت ادا کریں میرے خیال میں ان کو ایسا کرنے سے ہرگز انکار نہ ہوگا بشرطیکہ یہ معلوم ہو جائے۔ کہ جو معاوضہ آپ چاہتے ہیں۔ اس کے بدلے آپ انکو کیا دیں گے؟ زیادہ صاف لفظوں میں انہیں اس بات کا کیونکر یقین ہو کہ آپ ان کے خاندانی عزت پر حرف لانیکی طاقت رکھتے ہیں وہ بڑی آسانی سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ کو اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں"

ڈی لانڈا نے فاخرانہ گردن اٹھائی اور چھاتی پھیلا کر چوڑی کر لی اس طرح اکڑ کر کھڑا ہونیکے بعد اس نے کہنا شروع کیا "کون کہتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں سنئے میں آپ کو بتاتا ہوں اصل حقیقت جس طرح پیش آئی۔ اس کا حال صرف دو آدمیوں کو معلوم تھا۔ ایک مجھ کو دوسرا اس شخص کو جس کی موت پر آج کل شہر میں ہنگامہ برپا ہے یعنی جیبز کو بیٹ کو سارا واقعہ ہماری نظروں کے سامنے پیش آیا تھا۔ ہماری موجودگی میں مارشنگٹن نے اس خاتون کے باپ جیبز بٹلین کو جو اس کا ہمسایہ تھا گولی مار کر مار ڈالا۔ میں برملا کہتا ہوں یہ شخص جیمز بٹلین کا قاتل ہے۔"

مسٹر مارشنگٹن اب تک گردن جھکائے بیٹھے تھے۔ خدا معلوم ان میں اور کمیلا میں اس وقت تک کیا باتیں ہوتی رہی تھیں لیکن اس گفتگو کے نتیجہ کے طور پر میں نے دیکھا کہ انکے چہرہ کی پژمردگی اب آگے کی نسبت بہت کم نظر آتی

تھی۔ اب وہ زیادہ مستقل مزاج اور پر اعتماد دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ
گردن اٹھا کر انہوں نے اس طرح کی نظروں سے ڈی لانڈا کی طرف دیکھا۔ کہ
وہ تاب مقابلہ نہ لا کر گھبرایا ہوا معلوم ہونے لگا۔

"تم دروغ گو اور جھوٹے ہو" انہوں نے سختی کے لہجہ میں کہا" یوں تو
میں پہلے دن سے جانتا تھا کہ تمہاری سیرت اچھی نہیں۔ لیکن اتنا پاپی اور رذیل
جیسا تم نے اپنے آپ کو ثابت کیا ہے۔ میں نے کسی موقعہ پر نہ جانا تھا۔ اب چونکہ
جینز کو بلڈٹ اس دنیا میں نہیں اس لئے تم اس کی موت سے ناجائز فائدہ اٹھا
کر اس خیال سے جھوٹ بول رہے ہو کہ کوئی تمہاری تردید کرنے والا نہیں ہے
ورنہ تم کو اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ گو جینز بٹین میرے ہاتھوں مرا تاہم میں نے
قصداً اسے ہلاک نہ کیا تھا۔ جو کچھ ہوا وہ حالت جوش میں ڈویل لڑتے ہو گیا۔ اور
اور اس دن کے بعد میری ہر وقت یہ کوشش رہی ہے کہ میں اپنے اس گناہ
کی ہر ممکن طور پر تلافی کروں"

ڈی لانڈا ان الفاظ کو سن کر مسکرایا۔ اس نے حقارت سے شانوں کو حرکت
دی پھر دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"آہ معلوم ہوتا ہے۔ میڈم نے آپ کو معاف کر دینے کی ٹھان لی ہے۔ اور اس
خیال سے کہ گھر کا روپیہ گھر ہی میں رہے۔ آپس میں اس بات کی سازش کر
لی گئی ہے کہ جو کچھ ہو چکا اس کے لئے درگذر کافی سمجھ کر مجھ تیسرے آدمی کو میرے
حق واجب سے کوئی حصہ نہ دیا جائے۔ خیر معلوم ہو گیا۔ کہ میری خدمات کی کوئی
قدر نہیں کی گئی۔ اتنا بھی نہیں سوچا گیا۔ کہ اس غریب نے اپنی ذات پر ہر
طرح کا ظلم گوارا کر کے ایک خطرناک راز کی ہمیشہ جان و دل سے حفاظت
کی ہے۔ خیر کوئی بات نہیں انصاف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ میری خدمات
کی قدر کرنا نہیں چاہتے تو میں بھی۔ اپنی برضا ہو کر اس پرزہ کاغذ پر قناعت
کرتا ہوں اور آداب بجا لا کر رخصت ہوتا ہوں"

اتنا کہہ کر ڈی لانڈا نے ایک نمائشی سلام کیا اور بڑے نخرے سے ہاتھ
آگے نکال کر اس پانچ ہزار روپے کے چیک کو اٹھانے کے لئے آمادہ ہوا جو اب
تک میز پر ایک جانب پڑا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ چیک کو ہاتھ میں
لیتا کینیرڈین یوں جست کر کے آگے بڑھا جس طرح بلی چوہے کو دیکھ کر کرتی
ہے۔

"خبردار جو اس کو ہاتھ لگایا تو" اور ساتھ ہی اس نے گرجتی ہوئی آواز
سے کہا۔ "اور خبردار تم نے اس کمرہ سے نکلنے کی کوشش کی۔" پھر میری طرف
مڑ کر، "ڈرہیم تم یہ دوسرا دروازہ بھی بند کر کے کنجی جیب میں ڈال لو۔ اور اب
تم مسٹر ڈی لانڈا یا جو کچھ بھی تمہارا نام ہے کان دھر کر میری بات سنو۔"
مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کہتا یا ڈی لانڈا سنتا۔ کینیرڈین نے
اپنی پتلون کی پچھلی جیب سے پستول نکال کر اس کی نالی ڈی لانڈا
کی طرف پھیر دی۔ بدنصیب آدمی کا چہرہ لاش کی مانند پیلا پڑ گیا۔ اور وہ
گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

"ہاں اب کان کھول کر سنو۔" اس کے بعد کینیرڈین نے تقریر جاری رکھی
"میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایسی ہی کوئی چیز تمہارے پاس بھی
ہے لیکن... جیبوں کی طرف ہاتھ لے جانے کی کوشش نہ کرو...
ہینڈز اپ... دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ... ہاں اس طرح اب ڈرہیم
پیارے عزیز کام میں جو تمہارے ذمہ ڈالتا ہوں وہ ہر چند ناخوشگوار ہے
تاہم ایک ایسے مرد سیاہ کار کی حالت میں کرنا ہی پڑتا ہے۔ میں چاہتا
ہوں کہ تم اس ناہنجار کی جامہ تلاشی لو۔"

جی تو اس کے ناپاک بدن کو چھونے کے لئے نہ چاہتا تھا لیکن بامر مجبوری
میں نے اس کی تلاشی لی۔ اور مسٹر ڈی لانڈا کی جیب سے دو چیزیں برآمد
ہوئیں۔ ایک چھوٹا سا کسی قسم کا پستول۔ اور ایک تیز آبدار چاقو۔ ان دونوں کو میں نے

ایک ایسے مقام پر رکھ دیا۔ جو ڈی لانڈا سے پرے تھا۔ شخص مذکور نے یہ کیفیت دیکھ کر بہت کچھ غرانے اور گالیاں دینے کے بعد اپنی اور ہماری گورنمنٹ کی طرف سے دھمکانا شروع کر دیا۔ لیکن کنیر ڈین نے اس موقعہ پر خلاف معمول خشک اور سخت لہجہ اختیار کر کے اس طرح کے پیرایہ میں جس کی اس کی طرف سے بعید تر امید نہ ہو سکتی تھی کہا: "تم اور تمہاری گورنمنٹ دونوں گئے جہنم میں۔ مجھے ان دونوں کی رتی بھر پروا نہیں۔ اور اب پھر ایک بار بلکہ آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر چپ چاپ اور بے حرکت کھڑے رہو۔ ورنہ لارڈ ہیری کی قسم اگر میں نے پستول چلانا شروع کیا۔ تو تمہارے اس ناپاک جسم کو چھلنی بنا دوں گا۔ اور اب مسٹر مارشنگٹن" اس نے نسبتاً نرم لہجہ میں کہنا شروع کیا "میرے خیال میں آپ معلوم کر چکے ہوں گے کہ وقت پر صحیح حالات بیان نہ کرنے اور اپنے راز کو چھپائے رکھنے سے نتیجہ کیا نکل رہا ہے۔ اب بھی میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اس بارہ میں جو اصل حقیقت آپ کو معلوم ہے بتا دیجئے تاکہ میں اس قصہ کو ہمیشہ کے لئے پاک کر دوں۔ آپ کے حالات بیان کر چکنے کے بعد میں پولیس کو بلا کر اس آدمی کو ان کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں۔"

مسٹر مارشنگٹن نے کمیلا کی طرف دیکھا اس کے بعد رکتے ہوئے کہنا شروع کیا "میں صرف اس لڑکی کی وجہ سے خاموش تھا۔ کچھ شک نہیں میں نے بڑی حماقت اور کمزوری کا ثبوت دیا۔ لیکن عذر یہی ہے کہ میں اس خوفناک اطلاع کو کمیلا کے کانوں تک پہنچنے کا موقعہ دینا نہ چاہتا تھا اب بھی جس وقت اس آدمی کی بدولت سب حال اس کو معلوم ہو چکا ہے۔ میں حیران ہو کر سوچتا ہوں۔ کہ کمیلا مجھے کیونکر معاف کر سکتی ہے۔ لیکن اس نے بہرحال مجھ کو اپنی معافی دیدی ہے۔ گو اس وقت تک اس کو فقط اتنا ہی معلوم ہے۔ کہ اس کا باپ آپس کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ میں نے قصداً یا انا

اس کو ہلاک نہیں کیا لیکن اب چونکہ اس راز کو زیادہ عرصہ تک چھپائے رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لئے میں سب حال اول سے آخر تک بیان کئے دیتا ہوں۔

عرصہ قریباً سولہ سال کا گذرا۔ میں اس زمانہ میں بوفوسیر یز سے کچھ دور دیہات میں رہتا تھا۔ اور کاشت کیا کرتا تھا۔ مال و دولت کی میرے پاس کمی نہ تھی۔ میں نے اسوقت تک شادی نہیں کی تھی۔ البتہ میری بہن نے ایک ہمسایہ بینڈ سے شادی کر لی تھی اور اسکے بطن سے کمیلا پیدا ہوئی بدقسمتی سے وہ اس کے ہوتے ہی مر گئی۔ اس زمانہ میں یہ آدمی جوزی لانڈا بھی ہمارے قرب و جوار میں رہتا تھا۔ اس کا کوئی خاص ٹھکانا نہ تھا۔ آج یہاں کل وہاں۔ کبھی جوا کھیلتے ہی دنوں یا ہفتوں غائب ہو جاتا۔ یہ اس کا معمول تھا۔ کہ مجھ کو بڑی ندامت سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ میں نے اس آدمی کی سرشت کا حال جاننے میں غلطی کی۔ بہرحال میں نے اسے اپنا دوست سمجھا اور وہ میرے اور سٹین کے مکان میں جب اس کا جی چاہے بے تکلف آجا سکتا تھا۔ کمیلا کی عمر چار سال کے قریب تھی کہ ہمارے پاس کی زمین پر ایک نہایت خوبصورت اور جوان عورت آ کر رہنے لگی۔ ایک ہی وقت میں سٹین اور میں اس پر عاشق ہو گئے اب اتنی مدت کے بعد اس کی برائی کرنا لاحاصل ہے۔ لیکن حقیقت یہ بیان کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی بدسیرت بھی تھی۔ لازم تو یہ تھا کہ وہ ہم میں سے کسی ایک سے محبت کرتے ہوئے صرف اس کی حوصلہ افزائی کرتی لیکن وہ ہم دونوں کو اکسائے چلی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جتنی گہری محبت ہم دونو کو یعنی سٹین کو اور مجھے۔ ایک دوسرے سے تھی۔ اتنی ہی سخت نفرت ایک کو دوسرے سے ہو گئی۔ حتےٰ کہ ایک موقعہ پر تکرار کی نوبت آئی۔ اور سخت سست الفاظ دونو کے منہ سے نکل گئے۔ سٹین چونکہ نسبتاً غریب تھا۔ اس لئے وہ مجھ سے زیادہ حسد کرتا تھا اس کا خیال تھا۔ کہ یہ عورت مال و دولت کی وجہ سے اس کو یعنی مجھے زیادہ چاہتی

ہے حسد کی آگ ہروقت اس کے سینہ میں سلگتی رہتی تھی لیکن کھلے بگاڑ کی نوبت
پھر بھی نہ آئی تھی۔ گرمیوں کے دن تھے اور سہ پہر کے وقت ہم تینوں یعنی پیٹین
اور میں اور ڈی لا نڈا میرے مکان کے باہر درختوں کے سایہ میں بیٹھے تاش کھیل
رہے تھے۔ میرا نوکر جیبز کوبلیٹ بھی وہیں موجود تھا مجھ کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے
کہ ہم دونوں میں اور پیٹن بہت زیادہ پئے ہوئے تھے۔ اگرچہ ڈی لا نڈا نے جیسا اس
کا معمول ہے صرف ٹھنڈے مشروبات پر کفایت کی تھی۔ جھگڑا تاش کے پتوں
پر شروع ہوا لیکن بڑھتے بڑھتے نوبت تو تو میں میں تک پہنچ گئی۔ اسی عورت کا
ذکر شروع ہو گیا۔ جس کا حال میں بیان کر چکا ہوں۔ اور معاملات کی صورت
بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اس موقعہ پر ڈی لا نڈا نے چبھتے ہوئے لفظوں میں
صلاح دی۔ کہ کیوں نہیں آپ لوگ آپس میں لڑ کر اس بات کا فیصلہ کر لیتے کہ
کہ اس عورت پر سب سے افضل حق کس کا ہے۔ یقیناً آپ اتنے بزدل نہ ہونگے
کہ محبت کی خاطر جان کا خوف کھاتے ہوں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ ڈی لا نڈا اور جیبز
کوبلیٹ کی موجودگی میں ہم پستولوں سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ گولیاں
چلائی گئیں۔ اور پیٹن مر کر گر پڑا۔ اس وقت سے لے کر مجھے آج تک پوری
طرح چین نصیب ہوا۔ چونکہ ہم ایک دور افتادہ مقام پر رہتے تھے اور
آس پاس کوئی بستی نہ تھی۔ علاوہ ازیں جو لوگ کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔
وہ ایسی باتوں سے کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔ اس لئے معاملہ کو دبا دینا بہت
مشکل ثابت نہ ہوا۔ ڈی لا نڈا اور کوبلیٹ کی ذہن بندی کرنا بھی سہل کام
تھا۔ لیکن سب سے زیادہ ہراس میرے دل کو اس لڑکی کے متعلق ہوا۔
چنانچہ اس کے باپ کے انتقال کے بعد جب میں نے پہلی مرتبہ اس کی بھولی
صورت دیکھی تو مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میری زندگی کا واحد مقصد اب صرف
اس کی خوشی اور خوشحالی کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد جلدی ہی میں
نے اس کو بغرض تعلیم یورپ کے مقام بروگس میں بھیج دیا۔ جہاں وہ ایک

کانونٹ سکول میں داخل ہو گئی۔ اس واقعہ کے پیش آنے بعد بارہ سال تک
میں اسی جگہ رہ کر زمینداری کرتے ہوئے دولت جمع کرتا رہا۔ اس بچی کی
خاطر میں نے بیش کی زمین بھی خرید لی۔ اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا۔ وہ
اسی کے نام پر جمع کرتا چلا جاتا تھا۔ لیکن ڈی لانڈا نے اس موقعہ کو اپنے حق
میں فائدہ مند پاکر مجھ کو بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ اس کے تقاضے روز
بروز بڑھتے ہی چلے جاتے تھے۔ خدا کو بہتر معلوم ہے کتنے ہزار پونڈ یہ آدمی
مجھ سے حاصل کر کے برباد کر چکا ہو گا۔ کوبلیٹ دوسری طرح کا آدمی تھا۔
دل تو یونہی اس کو میری ذات سے گہری محبت تھی۔ اس کے علاوہ اس نے
کبھی تم جیسی راز کو ترقی نہیں دی۔ میں اس کو بھی معقول معاوضہ دیتا تھا
مگر اس نے کبھی اپنی معلومات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی
آخر کئی سال کے بعد ڈی لانڈا ایک روز میرے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ "میں آئندہ
کے لئے مستقل طور پر کیوبا جا رہا ہوں اگر آپ کاروبار شروع کرنے کے لئے
اچھا سرمایہ مہیا کر دیں۔ تو میں پھر کسی موقعہ پر آپ سے تقاضا نہ کروں گا۔" میں
نے اس کا کہا مان لیا۔ اور جو کچھ اس نے مانگا۔ وہی دیا۔ ایک سال کے بعد
مجھ کو معتبر ذریعہ سے خبر پہنچی۔ کہ ڈی لانڈا مر چکا ہے۔ اس کے تھوڑے عرصہ
بعد میرے دل میں وطن کی یاد نے گدگدی کی۔ اس کے علاوہ اس لڑکی گیبلا
کو دیکھنے کے لئے طبیعت بے چین تھی۔ پس میں نے اپنا کاروبار ختم کر کے
ہمیشہ کے لئے انگلستان چلا آیا۔ کوبلیٹ کو میں اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا
مگر اس کو ان نواحات سے کچھ ایسی دلچسپی ہو گئی تھی۔ کہ اس نے میرے ساتھ
آنا منظور نہ کیا۔ میں نے اس کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور اسے چھوڑ کر
انگلستان چلا آیا۔ یہ تو ہے گذرے ہوئے زمانہ کا قصہ اور اب حال کی بات
سنئے جس وقت جینز کوبلیٹ کا پیغام میرے کانوں تک پہنچا۔ تو میں نے
مبہم طریق پر معلوم کر لیا کہ کسی طریقہ پر کوئی نامعلوم خرابی عنقریب ظہور میں

اُٹھائی ہے پھر جب ڈی لانڈا کی آمد کا حال معلوم ہوا تو میں نے جان لیا کہ اس خرابی کی نوعیت کیا ہے اب میں نے سوچنا شروع کیا کہ اس آدمی سے گلو خلاصی کا ذریعہ کیا ہو۔ آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ اپنی دولت کا بیشتر حصہ کمیلا اور اس کے شوہر کے نام کر دوں۔ اور ڈی لانڈا کو ایک معقول رقم دیکر اس سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اپنے متعلق میں نے یہ سوچا تھا کہ کمیلا کی طرف سے بےفکر ہو جانے کے بعد پھر کسی دور افتادہ سرزمین میں جا کر دولت جمع کرنے کا سامان پیدا کر لوں گا۔ ۔ ۔"

اس موقعہ پر کمیلا بیچ میں بول اٹھی "ماموں جان، پیشتر آپ کا ارادہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اب جو نکہ سب حال کمیلا نے سن لیا ہے۔ اس لئے وہ آپکو کہیں جانے نہ دیگی" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے بازو والہانہ محبت سے مسٹر ہارٹنگٹن کے گلے میں ڈالدیئے "رہ گیا یہ آدمی تو اس کے متعلق ۔ ۔ ۔"

لیکن بات بیچ میں ہی رہ گئی۔ خدا جانے کمیلا اس مرد منحوس ڈی لانڈا کے متعلق کیا کہنا چاہتی تھی۔ مگر عین اس موقعہ پر کسی نے دروازے پر دستک دی اور جب میں نے کنزڈین سے اشارہ پر دروازہ کھولا۔ تو کیا دیکھتا ہوں انسپکٹر ٹینکرے دو باوردی آدمیوں کو ساتھ لئے باہر کھڑا ہے۔

باب ۱۶

قبر کی آواز

انسپکٹر ٹینکرے نے مجھ کو انگلی کے اشارے سے باہر بلایا۔ اور چونکہ میں جانتا تھا۔ کہ جوزی ڈی لانڈا کو قابو کرنے کے لئے۔ اکیلا کینرڈین دس پر بھاری ہے اس لئے میں بلا تامل باہر نکل آیا۔ اور اس وقت پہلی مرتبہ دیکھا کہ جو دو آدمی ٹینکرے کے ساتھ تھے ان میں سے کم از کم ایک کسی غیر ملک کا باشندہ تھا۔ مجھ کو پاس بلا کر ٹینکرے مسکراتے ہوئے کہنے لگا "ہم اس لئے آئے ہیں کہ معلوم ہوا تھا۔ ایک غیر ملکی آدمی اس جگہ مسٹر مارشنگٹن کے پاس آیا ہوا ہے۔ پستہ قد اور متبسم چہرہ کا خوش پوش آدمی جس کی ہر اداہیں بانکپن کی جھلک پائی جاتی ہے"

"جی بیشک۔ وہ اندر موجود ہے" میں نے کسی قدر جوش کے ساتھ کہا "سینیر ڈی لانڈا وہی نا؟ ... آپ کو اس سے کیا کام ہے؟"

"مجھے تو کچھ نہیں" ٹینکرے نے جواب دیا "البتہ یہ دو صاحب اس سے ملنے کے آرزومند ہیں" پھر اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا "یہ تو

ہیں نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس انسپکٹر ونڈرمیر اور یہ دوسرے صاحب میدڑو
کا خفیہ پولیس سے تعلق رکھتے ہیں۔"

میدڑو والے کو چھوڑ کر میں ونڈرمیر کی طرف مڑا اور اس سے پوچھا: "کیا میں دریافت
کر سکتا ہوں کہ معاملہ کیا ہے؟"

"بہت معمولی یعنی ممسکات کی چوری کا۔" انسپکٹر مذکور نے جواب دیا۔ "لیکن
زیادہ مفصل حالات آپ ہی کو معلوم نہیں۔" اس نے غیر ملکی جاسوس کی طرف اشارہ
کر کے کہا۔ "بہر حال یہ باتیں ہوتی رہیں گی۔ ہمیں کسی طریقہ یہاں صاحب سے ملنا ہے
جو فی الحال آپ کے مہمان ہیں۔ اور چونکہ ہم کسی طرح کا ہنگامہ شور و شر کرنے
کے حق میں نہیں اس لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ آپ انکو باہر بھیج دیں۔"

"جی نہیں آپ ہی کو تکلیف کرنی پڑے گی کہ حضرت کو گردن سے پکڑ کر
کھڑکی سے باہر پھینک دیں انسپکٹر ٹھیک ہے" میں نے اپنے دیرینہ دوست کی
طرف مڑ کر کہا۔ "اچھا ہوا آپ خود ہی آ گئے ورنہ ہم آپکو بلا بھیجنا چاہتے تھے
کیونکہ آدمی مسٹر مارشل ہی سے استحصال بالجبر کرنے آیا ہے۔ آئیے اب
دیر نہ کیجئے۔"

لیکن غیر ملکی جاسوس قدم اٹھاتا ہچکچاتا تھا کہنے لگا: "میں آپ لوگوں
کو خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ آدمی خطرناک ہے۔ اور ضرور مسلح ہوگا۔"

"جی نہیں بالکل نہیں" میں نے فاخرانہ جواب دیا: "پہلے بے شک تھا
لیکن اب نہیں ہے اس لئے کہ میں اس کا پستول اور خنجر چھین کر ایک محفوظ
مقام پر مقفل کر چکا ہوں۔ بس تشریف لائیے۔"

یہ کہتے ہوئے میں نے دروازہ کو پوری چوڑائی تک کھول دیا۔ اور جب
یہ تینوں داخل ہوئے۔ تو آہٹ پاکر ڈیما لانڈا جلدی سے پیچھے مڑا لیکن
ایک ہی نظر دیکھ کر ایک عجیب تبدیلی اس کے چہرہ میں واقع ہو گئی۔ جوں ہی
اس کی نگاہ ہسپانی جاسوس کی طرف گئی۔ اس کی سرخ و سپید رنگت

مٹر کے دانے کی طرح سبز پڑ گئی۔ اور وہ ساری آکڑفوں جاتی رہی۔ اب جو اس نے نفرت کی قہر آلود نظروں سے میرے اور کنبر ڈین کی دیکھا تو میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ میرے وکیل دوست کی دور اندیشی کام دے گئی۔ اگر وہ پستول یا چاقو اس وقت اس کے پاس ہوتا تو وہ یقیناً ان چیزوں سے کام لینے میں دریغ نہ کرتا۔

موجودہ حالات میں سب کام خاطر خواہ ہو گیا۔ ڈی لانڈا کی ان دو شخصوں سے جو اس کی تلاش میں آئے تھے۔ دبی آواز میں کچھ باتیں ہوئیں۔ پھر اس نے ہیٹ اور چھڑی اٹھالی اور دستانے پہنتا ہوا بڑے سکون خاطر کے ساتھ انکے ہمراہ ہو لیا۔ لیکن دروازے کے پاس پہنچکر وہ پیچھے مڑا اور ہم سے چار آنکھیں کرکے چپ چاپ بلکہ احساس تعریف کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے برا سا منہ بنایا اور کہنے لگا۔

"یارو بڑی غلطی ہوئی لیکن حرص و طمع کا انجام یہی ہوتا ہے۔ اگر میں ہارٹنگٹن کا دیا ہوا چیک لے کر تبھی رخصت ہو جاتا اور زیادہ کے لیے اصرار کرنے کو نہ رکتا۔ تو ان حضرات کی صحبت میں رخصت ہونے کی نوبت نہ آتی۔ ۔۔ اچھا الوداع۔

انسپکٹر ٹینکرے ان کے چلے جانے پر کمرہ میں رہ گیا تھا۔ کنبر ڈین نے دروازہ بھیڑتے ہوئے ہنس کر اس سے کہا۔

"کہیئے انسپکٹر صاحب آپ کیا مجھ کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے؟"

"جی نہیں ٹینکرے نے قہقہہ مار کر کہنے لگا۔ "اگر کسی موقعہ پر مجھے آپ کو لے جانے کی ضرورت ہوئی۔ تو اطمینان رکھیئے اکیلا آنے کی جرأت نہ کرونگا فی الحال میں یہ چیز مسٹر ہارٹنگٹن کو دینا چاہتا ہوں۔ میں صبح ہی ان کو دیدیتا۔ لیکن مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ دیکھئے یہ ہمیں زبیدی

کوبلیٹ کی ایک جیب سے جامہ تلاشی کرتے وقت ملا تھا۔

اس نے اس مقام کی طرف بڑھ کر جہاں مسٹر مارشنگٹن کھڑے تھے ایک بند لفافہ جس پر لاکھ کی مہریں لگی تھیں۔ اور جو کئی ہاتھوں سے گذرنے کے بعد میلا بھی ہو چکا تھا۔ ان کے حوالہ کر دیا۔ "یہ جیبز،" ٹینکرے نے معاملہ کی تشریح کرتے ہوئے کہا "یا تو جیبز کوبلیٹ نے اپنے ہاتھ سے زبیدی کو دی ہوگی۔ یا ممکن ہے اس چٹھی میں ڈالکر بھیجی ہو جو اس نے پچھلے اتوار کو ڈوور سے اس کے نام روانہ کی تھی۔ بہرحال ہمیں زبیدی کوبلیٹ کی پاکٹ بک سے ملی۔ بدر اب میں اس کے مضمون سے واقف ہوکر آپکے پاس لایا ہوں"

مسٹر مارشنگٹن نے کاغذ کا تہ کیا ہوا ٹکڑا چٹھی میں سے نکالا۔ اور چشمہ لگا کر اس کا مضمون پڑھنے کی کوشش شروع کی۔ لیکن میں نے دیکھا ان کا ہاتھ اس طرح زور زور سے کانپ رہا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی کمزوری سے آگاہ ہوکر وہ کاغذ بغیر پڑھے میرے حوالہ کر دیا۔ میں نے صرف ایک نظر اس کے مضمون پر ڈالی اس کے ٹینکرے کو آنکھ کے اشارہ سے باہر بلایا اور اس سے پوچھا۔

"کیا کسی نے اس کا مضمون پڑھا تھا؟"

"صرف میں نے یا میرے ساتھ ایک اور افسر پولیس نے!" ٹینکرے نے جواب دیا "لیکن جب ہم نے دیکھا کہ مضمون کا تعلق مسٹر مارشنگٹن کی ذات ہے تو میں اسے آپ کے پاس لے آیا۔ بہرحال یہ خط میرے قبضہ سے باہر نہیں نکلا!"

"اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مضمون کا تعلق واقعی مسٹر مارشنگٹن کی ذات سے ہے اور بہت گہرا ہے۔ میں نے کہا" اور وہ اس کے لئے آپ کے بہت ممنون احسان ہونگے۔ لیکن یہ تو کہئے زبیدی کے جرم کے متعلق کوئی شک و شبہ ابتک باقی ہے یا معاملہ صاف ہو گیا؟"

"اس کا جرم صاف ثابت ہے؟" ٹینگرے نے جواب دیا "آج سہ پہر
کچھ اور شہادت اس کے خلاف حاصل ہوئی ہے اور میں یقین کے ساتھ کہہ
سکتا ہوں کہ اب وہ کسی حال میں جلاد کی رسی کے پھندے سے نکل نہیں
سکتا لیکن ہم یقیناً اس آدمی کو گرفتار نہ کر سکتے۔ اگر اس پرانے سکہ کی
دستیابی سے ہمیں وقت پر امداد نہ ملجاتی"

میں نے ٹینگرے کو تو سلام کر کے رخصت کیا۔ اور اس کے بعد جب کمرہ
میں واپس گیا۔ تو مسٹر مارشگٹن نے جو خط کا مضمون جاننے کے لئے بیتاب
تھے مجھ سے پوچھا "کیوں کیا بات ہے کوئی نئی مصیبت اور تو پیش نہیں آئی؟"

"جی بالکل نہیں بلکہ جان لیجئے کہ اس خط کے ذریعہ سے آپکی ساری مصیبتوں
کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ چٹھی جیبز کولیٹ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ایسٹن سکوئیر میں جب وہ مجھ سے ملکر رخصت ہوا تو اس نے یا تو اسی وقت
چٹھی لکھ کر اپنے بھائی کے حوالہ کر دی یا بعد میں اس کے پاس بھیجدی اور
تاکید کی کہ اگر اسے یعنی جیبز کو کسی طرح کا حادثہ پیش آئے تو یہ بندی چٹھی آپکے
ہاتھوں تک پہنچا دے۔ سنئے میں آپ کو اس کا مضمون سناتا ہوں۔

جناب عالی

چونکہ میرے دل میں رہ رہ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ ضرور کوئی ناگہانی
واقعہ مجھ کو پیش آنیوالا ہے۔ اس لئے میں ایک ایسی بات آپکو بتانا اپنا فرض
خیال کرتا ہوں جو کئی سال مجھ کو بتا دینی چاہیئے تھی۔ آپ اس کو ایک جہاز گرد
ملاح کا وہم قرار دیں۔ یا میری اصلاح شدہ زندگی کا نتیجہ سمجھیں لیکن اب میں ذاتی
محسوس کرنے لگا ہوں کہ سیدھا رستہ ہی آدمی کے لئے بہترین رستہ ہے اس خیال
کے زیر اثر میں وہ راز کی بات آپکے کانوں تک پہنچانا اپنا فرض خیال کرتا ہوں۔ اور
اب سنئے مسٹر مارشگٹن۔ آپکے بہنوئی مسٹر پیٹن کی موت آپکے پستول کی گولی سے
واقع نہ ہوئی تھی بلکہ اس کام کو کرنے والا وہ بدمعاش سیاہ کار ہسپانی جوزی ڈی

لانڈا تھا۔ یاد ہوگا اس روز آپ اور مسٹر پیٹن خوب پیئے ہوئے تھے۔ لیکن ڈی لانڈا کا دماغ اپنی صحیح حالت میں تھا۔ چنانچہ جس وقت آپ دونو ڈویل لڑنے لگے تو ڈی لانڈا ان کے ایک درخت کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا جس وقت آپ نے اپنا پستول چلایا۔ اس وقت اس نے بھی مسٹر پیٹن کا نشانہ لیکر اپنا پستول چلا دیا۔ چنانچہ اسی کی گولی سے بدنصیب مسٹر پیٹن کی موت واقع ہوئی تھی۔ میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ اس لئے کہہ سکتا ہوں کہ میں جس وقت آپکا حکم پاکر ڈویل کے لئے دو پستول بھر کر لایا۔ تو میں نے آپکے اور مسٹر پٹین کے پستولوں میں خالی کارتوس بھر دیئے تھے۔ اس بات کا سخت افسوس ہے کہ میں نے اس حقیقت کو آج تک چھپائے رکھا لیکن اس زمانہ میں مجھ کو روپے کا بہت لالچ تھا۔ خیر اب میں نے اپنی زندگی کا نیا ورق پلٹا ہے اور جو روپیہ آج تک اکٹھا کیا تھا۔ وہ سب اس خیال سے بھائی زبیدی کے پاس رکھ دیا ہے کہ اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آئے اور ایسا ہونا تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ڈی لانڈا ان دنوں انگلستان آیا تھا۔ تو میری وصیت کے مطابق بھائی زبیدی میرے چھوڑے ہوئے روپیہ سے کوئی گرجا بنوا دے یا انجیلیں خرید کر غریب لوگوں میں تقسیم کر دے بس اسی قدر مجھے آپ سے کہنا تھا۔

جیمز کوبلیٹ

اس عجیب و غریب چٹھی کو پڑھنے کے بعد میں نے اسے تہ کر کے مسٹر مارٹنگٹن کے حوالہ کر دیا۔ اور میں اور کنیرڈین۔ کمیلا کو اس کے ماموں کے پاس چھوڑ کر کمرہ سے باہر نکل آئے۔ تھوڑی دیر ہم انداز حیرت سے ایک دوسرے کے منہ کو تکتے رہے اس کے بعد تمباکو پینے کے کمرہ میں جا بیٹھے اور دیر تک اس مضمون پر باتیں کرتے رہے آخر کار ڈیڑھ یا دو گھنٹے کے بعد مسٹر مارٹنگٹن نے ہمیں بلا بھیجا۔ اور اب میں نے دیکھا کہ وہ ہر طرح مطمئن اور خرم و مسرور تھے۔ ہمکو آتا دیکھ کر وہ چہکتے ہوئے لہجہ میں کہنے لگے "میرے عزیز و مجھے مسٹر ڈرہم سے

کئی ایک باتیں کہنی تھیں لیکن ان سے فراغت ہوگئی ہے۔ میں عنقریب کنیرڈین کو ساتھ لے کر لندن روانہ ہو رہا ہوں۔ تم میرے عزیز ڈر ہم اپنی دلہن کے ہمراہ آج رات کے جہاز پر ماہ عسل گذارنے پیرس چلے جانا۔"

اس رات جب میں اور کمیلا صحن جہاز پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے جب ہمارے سروں پر تارے کھل کھلا کر ہنستے تھے۔ اور اطراف میں رود بار کا پانی کسی جھیل کی مانند ساکن اپنی لپلپاتی ہوئی لہروں کے ذریعہ سے بہتے ہوئے جہاز سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ ہمارے دل کس قدر مطمئن و مسرور تھے ہم اپنے پیچھے بہت سی ایسی باتوں کو چھوڑے جا رہے تھے۔ جن کو فراموش کرنا ہی بہتر تھا۔ اور ہمارے سامنے سمندر کی لامحدود پہنائی... یا سرزمین فرانس کی نہ ختم ہونیوالی تفریحیں... یا وہ عظیم اور مستحکم محبت تارے بھی جسے دیکھ کر آپس میں چشمک زنی کرتے تھے...

ختم ہوا